ماہنامہ

جہدِ حق

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

HRCP

Monthly JEHD-E-HAQ - March 2014 - Registered No. CPL-13

جلد نمبر 21......شمارہ نمبر03...مارچ2014......قیمت5روپے

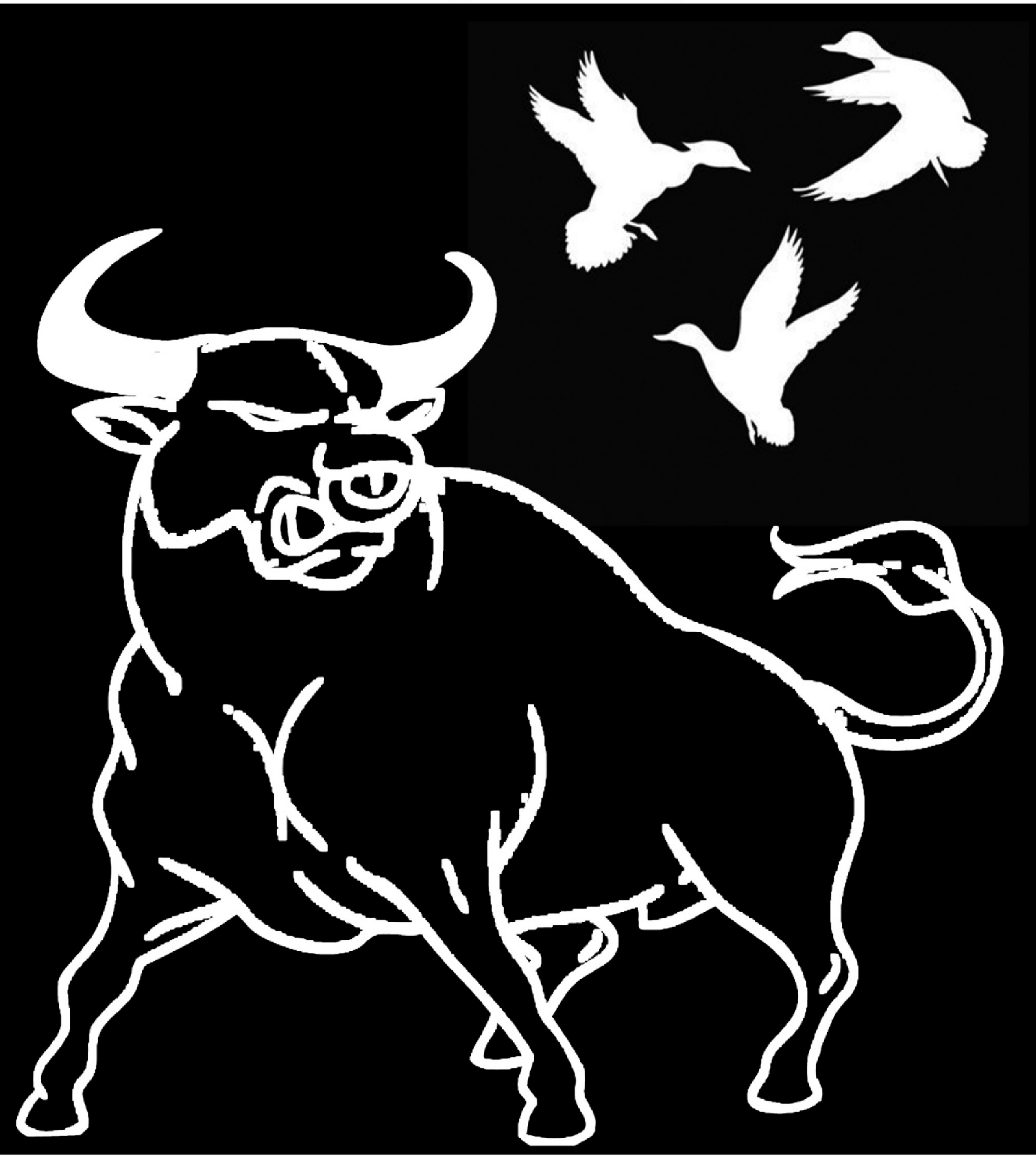

چت میں جیتا، پٹ تو ہارا

سالانہ عمومی اجلاس (اے جی ایم) 2014

نوٹس

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کا سالانہ عمومی اجلاس 27 اپریل، 2014 کو کمیشن کے مرکزی دفتر 107 ٹیپو بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور میں منعقد ہوگا۔

تمام اراکین جن کے واجبات ادا ہو چکے ہیں، اجلاس میں شرکت کر سکتے ہیں۔

وہ اراکین جو ضمنی قوانین میں ترامیم چاہتے ہیں انہیں اپنی تجاویز 20 مارچ 2014 تک سیکرٹریٹ بھیجنا ہوں گی تا کہ جنرل باڈی کو بروقت مطلع کیا جا سکے۔

اراکین عمومی اجلاس میں اپنے خرچ پر آئیں گے۔ دفتر باہر سے آنے والے اراکین کو رہائش فراہم کرے گا بشرطیکہ ضرورت مند سیکرٹریٹ (مسٹر محمد الیاس) کو 25 مارچ 2014 تک رہائش کی قسم اور قیام کی مدت سے آگاہ کر دیں۔

سالانہ عمومی اجلاس کا ایجنڈا مندرجہ ذیل ہے

اے جی ایم ایجنڈا 2014

27 اپریل 2014

09:30 - 08:30	رجسٹریشن/ریفریشمنٹ
9:30	ایجنڈے اور پچھلی اے جی ایم کی کارروائی کی منظوری
10:00	سیکرٹری جنرل کی رپورٹ 2013
10:30	صوبائی دفاتر کی رپورٹس

☆ بلوچستان (بشمول تربت ٹاسک فورس)
☆ گلگت
☆ اسلام آباد
☆ خیبر پختونخوا
☆ پنجاب (بشمول ملتان ٹاسک فورس)
☆ سندھ (بشمول حیدر آباد اور سکھر ٹاسک فورس)

کونسل کا انتخاب 2014 - 2016

09.00 - 14.00: کونسل اراکین کے انتخاب کے لیے رائے شماری

12:30	خزانچی کی رپورٹ، آڈیٹرز کی تعیناتی
12:45	ضمنی قوانین میں ترامیم اگر کرنی ہیں تو
13:30	دوپہر کا کھانا
16:00 -14:00	''نئے سیکورٹی قوانین کے تحت انسانی حقوق کی پامالی'' کے عنوان پر سیمینار
16:00	عمومی بحث ومباحثہ
17:30	اے جی ایم کا بیان
19:00 - 18:00	انتخاب کے نتائج کا اعلان اور اے جی ایم کا اختتام

آئی اے رحمان
(سیکرٹری جنرل)

ایم کیوایم کارکنوں پر مظالم کی شکایات کی تحقیقات کی جائیں

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے کراچی میں متحدہ قومی موومنٹ کے کارکن کے اغواء اور قتل کی شفاف انکوائری کا مطالبہ کیا ہے۔ کمیشن کا یہ بھی مطالبہ ہے کہ ایم کیوایم کی ان شکایات کی چھان بین کی جائے کہ ان کے کارکنوں کو ماورائے عدالت قتل اور غیر قانونی حراست کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔

پیر کو جاری ہونے والی ایک پریس ریلیز میں، ایچ آر سی پی نے کہا: ایم کیوایم نے بارہا شکایت کی ہے کہ کراچی میں اس کے کارکنوں کو ان کی سیاسی وابستگی کی بنا پر غیر قانونی گرفتار کیا جارہا ہے اور ماورائے عدالت قتل کیا جارہا ہے۔ پارٹی نے قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکاروں کو ان مظالم کا موردِالزام ٹھہرایا ہے بالخصوص گزشتہ برس اگست سے کراچی میں شروع ہونے والے آپریشن کے بعد۔

یہ انتہائی سنگین نوعیت کے الزامات ہیں اور ایچ آر سی پی ہمیشہ سے پرامید رہا ہے کہ پاکستان بھر میں کہیں بھی ایسے الزامات منظرِعام پر آئیں تو ان کی مکمل تحقیقات کی جائیں گی اور حکام سے بارہا یہ استدعا کرنے کی نوبت نہیں آنی چاہیے۔

ایچ آر سی پی کو سلمان نوارالدین جسے ایم کیوایم کارکن بتایا جاتا تھا، کے قتل پر شدید تشویش ہے۔ مقتول کو 3 فروری کو قانون نافذ کرنے والے اداروں نے اٹھایا تھا۔ اس کے ساتھ اس کے بھتیجے کو بھی اٹھایا گیا تھا مگر بعدازاں اسے رہا کر دیا گیا۔ سلمان کی حراست سے اگلے روز اس کی نعش شاہ لطیف ٹاؤن کراچی سے برآمد ہوئی۔ اطلاعات کے مطابق نعش پر اذیت رسانی کے گہرے نشانات تھے۔ اس اطلاع کی تصدیق پوسٹ مارٹم رپورٹ سے بھی ہوئی تھی۔

ایچ آر سی پی حکومت اور بالخصوص وزیراعلیٰ سندھ سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ سلمان کے قتل اور دیگر تمام مقدمات کی عدالتی تفتیش کو یقینی بنائیں جن میں سیاسی وابستگی کی بنا پر افراد کی غیر قانونی حراست، جبری گمشدگیوں یا ماورائے عدالت قتل کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔ حکام کو اس بات کو بھی یقینی بنایا جائے کہ جب متاثرین اپنے پیاروں کا اتا پتہ معلوم کرنے کے لیے عدالتی کارروائی کا تقاضہ کریں تو بروقت اطلاع اور تعاون کا دائرہ کار عدالتوں تک وسیع کیا جائے۔ بدقسمتی سے ماضی میں عدالت کی جانب سے سکیورٹی ایجنسیوں اور حکام کو دی جانے والی مسلسل ہدایات کے باوجود متاثرہ خاندانوں کو یہ ریلیف نہیں مل سکا۔

''ریاست کو شہریوں کو زندگی کا تحفظ فراہم کرنے کے لیے اپنی ذمہ داریوں سے بھی باخبر رہنا چاہیے اور جہاں یہ اپنی اس ذمہ داری کو پورا کرنے میں ناکام ہوئی ہے، اسے اس کی تلافی کرنی چاہیے اور متاثرہ خاندانوں کی جس حد تک ممکن ہوسکے اعانت کرنی چاہیے تاکہ انہیں انصاف مل سکے''۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 10 فروری 2014]

فہرست

خواتین محاذ کا اعلامیہ، 2014	4
اقوام عالم میں خواتین کا استحصال	5
ہزارہ برادری انصاف کے حصول کی منتظر	9
خاتون کو جنسی تشدد کا نشانہ بنانے کی کوشش	10
کاری، کارو کہہ کر مار ڈالا	14
جنسی تشدد کے واقعات	15
عورتیں	19
بچے	20
تعلیم	21
صحت	22
عورتوں کے خلاف ہر قسم کے امتیازات کے خاتمے کا معاہدہ	23
صحافیوں کو خطرات کا سامنا	30
اقلیتیں	31
قانون نافذ کرنے والے ادارے	31
عوام کو قوت بخش غذا کی فراہمی توجہ طلب معاملہ ہے	32
انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی مذمت	35
زرعی اصلاحات اور کھیت مزدوروں کے حقوق	37
خودکشی کے واقعات	45
جہدِ حق پڑھنے والوں کے خطوط	50

خواتین محاذ عمل کا اعلامیہ، 2014

12 فروری کے دن کے حوالے سے خواتین محاذ عمل ان تمام بہادر لوگوں کو خاص طور پر عورتوں کو سلام پیش کرتی ہے جو دنیا میں تمام انسانوں کی برابری کے اصول، جمہوریت اور سماجی ترقی کے حصول کے لیے ایک مسلسل جدوجہد کرتے رہے ہیں۔ 12 فروری کا دن پاکستان میں عورتوں کی جدوجہد کی تاریخ میں ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ 1983 کے اس دن پاکستانی خواتین نے لاہور کی سڑکوں پر نکل کر ضیاء الحق کی فوجی آمریت کو للکارتے ہوئے رد کر دیا اگرچہ اس وقت ملک میں ہر طرح کی سیاسی سرگرمیوں اور جلسے جلوسوں پر سخت پابندی عائد تھی۔ اس احتجاج کی فوری وجہ تو تجویز کردہ قانون شہادت بنا جس کے نتیجے میں عورتوں کی مردوں کے مقابلے میں آدھی گواہی کی جا رہی تھی تاہم اس آڑ میں فوجی آمر کے خواتین کے حقوق پر شب خون مارنے اور عورتوں کی انسانی حیثیت کو آدھا کرنے کے مذموم ارادے بھی شامل تھے۔ یہ مظاہرہ ہر طرح کے جبر کے خلاف عورتوں کی مزاحمت کی علامت بن کر ابھرا اور ان کا برابری، مساوات اور انصاف پر مبنی ایک جمہوری عمل پر غیر متزلزل یقین جو تمام لوگوں کے انسانی حقوق کی ضمانت دیتا ہو خاص طور پر ان لوگوں کے حقوق کی جو تاریخی طور پر پچھڑے ہوئے ہیں۔

لہذا 1981 سے لے کر آج تک خواتین محاذ عمل عورتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے مسلسل لڑتی رہی ہے اور اس کا مطمع نظر ہمیشہ تمام انسانوں کے حقوق کو یقینی بنانا رہا ہے۔ اس وقت سے لے کر آج تک کے حالات یہ ثابت کرتے ہیں کہ وہ تمام اندیشے اور خدشات جن کا اظہار خواتین محاذ عمل پچھلی تین دہائیوں سے کرتی چلی آ رہی تھی، آج سچ ثابت ہو رہے ہیں۔ عسکریت پسندی اور مذہب کا سیاست میں استعمال آج ملک کو اس مقام پر لے آیا ہے جہاں اس کا وجود بھی خطرے میں پڑ چکا ہے۔ کیا یہی وہ ملک ہے جس کا خواب دیکھا گیا تھا؟

کیا ہم ایک ایسا ملک چاہتے ہیں:

☆ جہاں ریاست تحفظ کے نام نہاد نظریہ کے تحت خود مذہبی دہشت گرد گروہوں کی پشت پناہی کرے۔

☆ جہاں طالبان مسلسل شہریوں کا قتل عام کر رہے ہوں، ریاستی اداروں کو تباہ کر رہے ہوں اور ملک کو دولخت کرنے کے درپے ہوں مگر انہیں ملک کے مستقبل کے حوالے سے ایک فریق کے طور پر پیش کیا جا رہا ہو۔

☆ جہاں خواتین کو کسی بھی قسم کا تحفظ میسر نہ ہو اور وہ قتل کی جا رہی ہوں، زنا بالجبر کا شکار بنائی جا رہی ہوں، اپنی لڑائیوں میں انہیں صلح کی شرائط میں پیش کیا جا رہا ہو اور ان کے تمام انسانی حقوق غصب ہوں اور مجرموں کو سزا سے قانونی اور سماجی بریت حاصل ہو۔

☆ جہاں 65 سال گزر جانے کے بعد بھی ملک کی اکثریت کسانوں، مزدوروں اور صنفی اور جنسی اقلیتی گروہوں کے ساتھ تشدد اور امتیازی سلوک روا رکھا جاتا ہو۔

☆ جہاں بدامنی کا عروج ہو اور اختلاف رائے، جمہوری مباحث اور انسانی حقوق کی ترویج کے لیے دن بدن جگہ تنگ ہوتی جا رہی ہو۔

☆ جہاں فقہی بنیاد پر اہل تشیع اور ہزارہ کمیونٹی کی نسل کشی کی جا رہی ہو اور احمدی خوف سے اپنی عبادت گاہوں تک نہ پہنچ سکیں اور قتل کی کھلے عام ذمہ داری قبول کر رہے ہوں۔

آج کے دن

خواتین محاذ عمل ایک بار پھر سے دہراتی ہے کہ جب تک پاکستان ایک سیکولر ریاست اور یکساں قانونی نظام کے تحت نہیں آتا ملک میں منفی رجحانات کو نہیں روکا جا سکتا اور یہ منفی رجحانات پاکستان کے امن اور سیاسی نظام کے لیے زہر قاتل ثابت ہوتے رہیں گے۔

خواتین محاذ عمل اس بات کا بھی اعادہ کرتی ہے کہ وہ جمہوریت پسند لوگوں کے ساتھ مل کر ریاست کو جمہوریت مخالف سیاسی اور سماجی گروہوں کے چنگل سے آزاد کروانے کی اپنی جدوجہد کو جاری رکھے گی تاکہ پاکستان میں انسانی ترقی اور انصاف کا بول بالا ہو سکے اور پاکستان کی اکثریت کی خواہش کے مطابق ایک ایسا منصفانہ، جمہوری اور روادار پاکستان بنانے کی جدوجہد کرتی رہے گی جہاں ہر شہری کو برابری کے حقوق میسر ہوں اور انسانی وقار کی ضمانت حاصل ہو۔

غیرت کے تصور نے ایک اور زندگی چھین لی

چلاس 24 فروری کو چلاس کے نواحی گاؤں نیاٹ شمت میں شوہر نے زہر دے کر بیوی کو قتل کر دیا۔ خان بہادر ولد بیبت خان نے اپنی بیوی روہیدہ کو غیرت کے نام پر زہر دے کر زندگی کا چراغ گل کر دیا ہے۔ لڑکی کے بھائی اسحاق نے بہن کی موت کو قتل قرار دیتے ہوئے اپنے بہنوئی کے خلاف تھانہ جل میں مقدمہ درج کروا دیا ہے۔ پولیس نے نامزد ملزم کے خلاف مقدمہ علت نمبر 2/14 بجرم 302 ت۔پ کے تحت درج کر کے تحقیقات کا آغاز کر دیا ہے۔ لاش کا پوسٹ مارٹم کیا گیا تھا۔ رپورٹ کے مطابق مقتولہ کی موت زہر سے واقع ہوئی ہے۔

(شاہد اقبال)

بیٹی کو قتل کر دیا

ٹوبہ ٹیک سنگھ 19 فروری کو ٹوبہ ٹیک سنگھ کے نواحی گاؤں میں ریاض احمد نے اپنی جواں سالہ بیٹی کو پسند کی شادی کرنے سے منع کیا تو باپ بیٹی میں تکرار شروع ہو گئی۔ جس پر باپ نے مشتعل ہو کر اپنی بیٹی کے سر میں ڈنڈے مار کر 21 سالہ تہمینہ کو ہلاک کر دیا۔ پولیس نے ملزم کو گرفتار کر لیا اور لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے ہسپتال پہنچا دیا۔ ملزم نے مذکورہ اقدام کرتے ہوئے انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کی خلاف ورزی کی ہے۔

(اعجاز اقبال)

معاوضے کی ادائیگی کا مطالبہ

سوات 13 جنوری کو متاثرین آپریشن تحصیل کبل کوزہ بانڈی سوات کے لوگوں نے سوات آپریشن کے دوران تباہ شدہ مکانوں اور ہلاک شدگان افراد کے معاوضوں کی عدم ادائیگی کیخلاف سوات پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نے کہا کہ اگر حکومت نے متاثرین سوات آپریشن کو معاوضہ نہ دیا تو وہ سوات کے ممبران اسمبلی کے گھروں کا گھیراؤ کریں گے جبکہ پشاور میں اسمبلی ہاؤس اور وزیر اعلیٰ ہاؤس کے سامنے دھرنا بھی دیں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ پانچ سال گزرنے کے باوجود متاثرین سوات آپریشن کو معاوضہ نہ ملنا بہت افسوس کی بات ہے۔

(فضل ربی)

اقوام عالم میں خواتین کا استحصال

نسرین اختر

2010ء کے اوائل میں حکومت پاکستان نے قانون پاس کیا جس کا عنوان ہے''کام کرنے کی جگہوں پر خواتین کو جنسی طور پر ہراساں کئے جانے کے خلاف قانون 2010''۔اس قانون کا مقصد تمام اداروں کو خواہ وہ سرکاری ہیں،نجی ہیں یا سول سوسائٹی کے ادارے، یہ موقع فراہم کرنا ہے کہ وہ خود اپنے لیے ایسے ضوابط کار مقرر کریں جن کے ذریعے وہ اپنے ہاں جنسی طور پر ہراساں کئے جانے کے مسائل سے نمٹ سکیں۔اس ضابطہ اخلاق کو اپنانا سب اداروں کے لیے لازمی ہو چکا ہے۔اس کے تحت اداروں کی انتظامیہ اس بات کی ذمہ دار ہے کہ ادارے کے کلچر کو تبدیل کر کے اسے مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے باعزت بنائے۔ یہ ضابطہ اخلاق حکومت کی شہریوں کو مساوی حیثیت دینے کی قومی پالیسیوں میں دیے گئے موضوعات اور شقوں سے مطابقت رکھتا ہے۔

اس لیے عورت اور مردوں کے لیے مساوی مواقع کے اصول، استحصال اور ہراساں کئے جانے کے خوف وخطرے سے بے نیاز ہوکر باوقار روزگار کمانے کے حق کو تسلیم کرتے ہوئے پاکستان کے آئین کی شقوں کو مانتے ہوئے جس کے آرٹیکل 25,26اور 27 سر عام اور کام کی جگہوں پر صنفی امتیاز کے خلاف ہیں۔

حکومت کی جانب سے بین الاقوامی معاہدوں کے اعتراف میں جن میں عالمی ادارہ محنت کے کنونشن 100اور 111اور اقوام متحدہ کا عورتوں کے خلاف ہر قسم کے امتیازی سلوک کے خاتمے کا کنونشن شامل ہیں۔

موجودہ شقوں کے علاوہ، اس ضابطہ اخلاق کا مقصد کارکن مردوں اور عورتوں کے لیے ایسا محفوظ اور باعزت ماحول قائم کرنا ہے جو جنسی طور پر ہراساں کئے جانے، خوفزدہ کئے جانے یا استحصال سے پاک ہو اور مقام کار پر بہتر کارکردگی اور بہتر زندگی کا ماحول پیدا کرے۔

اب اس ملک کا قانون ہر ادارے پر یہ لازم قرار دیتا ہے کہ وہ اس ضابطہ اخلاق کو اس کے الفاظ اور اس کی روح کے ساتھ نافذ کرے، اس لیے یہ ضابطہ اخلاق''عورتوں کو کام کرنے کی جگہوں پر ہراساں کئے جانے کے خلاف قانون 2010''پر عملدر آمد کے ایک حصے کے طور پر جاری کیا جا رہا ہے۔

یہ ضابطہ اخلاق انتظامیہ اور مالکان سمیت تمام کارکنوں کے رویے کے بارے میں رہنمائی فراہم کرتا ہے تا کہ کام کرنے کی جگہوں پر جنسی طور پر ہراساں کئے جانے سے پاک ماحول قائم کیا جا سکے۔

تصریحات

1۔ اس ضابطہ اخلاق میں استعمال ہونے والی مخصوص اصطلاحات کی توضیح درج ذیل ہے۔

الف۔ ''ملزم'' سے مراد کسی ادارے کا کوئی ملازم یا، آجر مراد ہے جس کے خلاف اس ایکٹ کے تحت شکایت دائر کی گئی ہو۔

اب اس ملک کا قانون ہر ادارے پر یہ لازم قرار دیتا ہے کہ وہ اس ضابطہ اخلاق کو اس کے الفاظ اور اس کی روح کے ساتھ نافذ کرے، اس لیے یہ ضابطہ اخلاق ''عورتوں کو کام کرنے کی جگہوں پر ہراساں کئے جانے کے خلاف قانون **2010**'' پر عملدر آمد کے ایک حصے کے طور پر جاری کیا جا رہا ہے۔

ب۔ ''ایکٹ'' سے مراد عورتوں کو کام کرنے کی جگہوں پر جنسی طور پر ہراساں کئے جانے کے خلاف قانون 2010''ہے۔

ج۔ سی بی اے سے مراد صنعتی تعلقات ایکٹ 2008 یا فی الوقت کسی دیگر قانون میں صراحت کردہ کے مطابق اجتماعی سودا کاری ایجنٹ ہے۔

د۔ 'ضابطہ' سے مراد اس مسودے میں دیا گیا ضابطہ اخلاق ہے۔

ر۔ 'حاکم مجاز' سے کوئی اتھارٹی مراد ہے جس کو انتظامیہ کی طرف سے اس ایکٹ کی اغراض کے لیے مقرر کیا گیا ہو۔

س۔ 'شکایت کنندہ' سے مراد کوئی عورت یا مرد ہے جس نے ہراساں کرنے کے فعل سے متاثر ہونے پر محتسب یا تفتیشی کمیٹی کو شکایت دائر کی ہو۔

ش۔ 'ملازم' سے کوئی باقاعدہ یا معاہدی ملازم مراد ہے خواہ وہ روزانہ، ہفتہ وار، ماہانہ یا گھنٹوں کی بنیاد پر ملازم ہوا، اس میں کوئی انٹرن یا کوئی اپرنٹس بھی شامل ہے۔

ص۔ 'آجر' ادارے سے متعلق کوئی شخص یا اشخاص کی جماعت مراد ہے خواہ وہ تشکیل یافتہ ہو یا نہ ہو، جو کسی آرگنائزیشن میں معاہدہ جاتی ملازمت کے تحت کارکنوں کو ملازم رکھے اور اس میں حسب ذیل شامل ہیں۔

i مذکورہ شخص یا متذکرہ بالا جماعت کا کوئی وارث، جانشین یا منتقل علیہ، جیسی بھی صورت ہو؛

ii کوئی شخص جو انتظامیہ کی کسی ہدایت، انتظام، انصرام اور نگرانی کا ذمہ دار؛

iii اتھارٹی، کسی آرگنائزیشن یا آرگنائزیشن کے گروپ کی نسبت، جو وزارت یا وفاقی حکومت یا صوبائی حکومت کے محکمے کی طرف سے یا اس اتھارٹی کے تحت چلائی جا رہی ہو، جس کا اس سلسلے میں تقرر کیا گیا ہو یا جبکہ کسی اتھارٹی کا تقرر نہ کیا گیا ہو تو، وزارت یا محکمے کا سربراہ جیسی بھی صورت ہو، ہوسکتا ہے۔

iv کسی ادارے کی نسبت جسے مقامی اتھارٹی کی طرف سے یا اس کے ذریعے چلایا جا رہا ہو کوئی عہدیدار جس کا اس سلسلے میں تقرر کیا گیا ہو، یا جبکہ کسی افسر کا بائیں طور تقرر نہ کیا گیا ہو تو مذکورہ اتھارٹی کا چیف ایگزیکٹو عہدے دار؛

V کسی دوسرے ادارے کی نسبت، مذکورہ ادارے کا پروپرائٹر اور ہر ایک ڈائریکٹر منیجر، سیکرٹری، ایجنٹ یا عہدے دار یا اس کے انتظامی امور سے متعلقہ شخص؛

Vi ٹھیکے دار یا کسی ٹھیکے دار کا ادارہ جو خود یا اس کے ذریعے کسی فرد یا ملازمین کی خدمات کسی دوسرے شخص یا کسی دوسرے ادارے کے استعمال کے لیے کسی مقصد کے لیے مہیا کرنے اور کسی بھی شکل میں اور کسی بھی بنیاد پر ادائیگی کرنے کا ذمہ دار ہو، اور

Vii وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت یا مقامی اتھارٹی کے کسی محکمے یا ڈویژن کا کوئی عہدیدار جس کا تعلق انتظامی، معتمدی یا نگران کیڈر سے ہو یا سپر وائزروں یا ایجنٹوں کی کیٹیگری سے ہو اور وہ جنہیں اس غرض سے سرکاری گزٹ میں مشتہر کیا گیا ہو۔

ط۔ 'خوف وہراس' سے مراد کوئی ناپسندیدہ جنسی پیش قدمی، جنسی تعلق کی استدعا یا دیگر زبانی یا تحریری روابط یا جنسی نوعیت کا جسمانی طرز عمل یا جنسی تذلیل جو کام کی انجام دہی میں رکاوٹ کا سبب بنے یا مذکورہ مدعا پورا نہ کرنے پر مستغیث کو سزا دینے کے لیے یہ شرط

رکھے؛

ظ۔ 'انکوائری کمیٹی' سے دفعہ 3 کی ذیلی دفعہ (1) کے تحت قائم کی گئی کوئی انکوائری کمیٹی مراد ہے؛

ع۔ 'انتظامیہ' سے کوئی شخص یا اشخاص کی جماعت مراد ہے جو کسی آرگنائزیشن کے امور کا انتظام وانصرام کرنے کا ذمہ دار ہو اس میں آجر شامل ہے۔

ف۔ 'محتسب' سے دفعہ 7 کے تحت مقرر کردہ محتسب مراد ہے؛

ق۔ 'آرگنائزیشن' سے وفاقی یا صوبائی حکومت کی کوئی وزارت ڈویژن یا محکمہ، یا وفاقی یا صوبائی حکومت یا ضلعی حکومت یا رجسٹرڈ سول سوسائٹی کی ایسوسی ایشن کی طرف سے قائم کردہ یا ان کے زیرنگرانی کارپوریشن، خودمختار یا نیم خودمختار ادارے، تعلیمی ادارے، طبی سہولتیں یا نجی انتظام کے تحت چلنے والے تجارتی یا صنعتی ادارے یا ادارہ، کوئی کمپنی مراد ہے جس کی تعریف کمپنیات آرڈیننس 1984 (مجریہ 1984) میں کی گئی ہے اور اس میں پرائیویٹ شعبے میں رجسٹرڈ کوئی دیگر تنظیم یا ادارہ شامل ہے۔

ک۔ 'مقام کار' سے کام کی جگہ یا وہ احاطہ مراد ہے جہاں کوئی آرگنائزیشن یا آجر اپنے امور انجام دیتا ہے اور اس میں عمارت، فیکٹری کھلی جگہ یا وسیع رقبہ شامل ہے جہاں آرگنائزیشن یا آجر کی سرگرمیاں اور کام انجام دیئے جاتے ہیں اور اس میں کوئی ایسی جگہ شامل ہے جو دفتر سے باہر دفتری کام یا سرکاری سرگرمیوں کے لیے رابطہ کا کام کرتا ہو۔

ناقابل قبول رویہ

2۔ جنسی طور پر ہراساں کرنے کے رویے کی وضاحت شق (i)1 میں کی گئی ہے۔ کوئی بھی ناخوشگوار جنسی تعلق، جنسی میلان کی استدعا کرنا یا کوئی زبانی یا تحریری مراسلت یا جنسی نوعیت کے عملی اقدام یا جنسی تذلیل جیسا رویہ مراد ہے جو کام کی انجام دہی میں مداخلت کا سبب بنے یا خوفناک، مخالفانہ یا جارحانہ ماحول پیدا کرنے یا مذکورہ تقاضہ پورا نہ کرنے پر مستغیث کو سزا دینے کی کوشش کرنا یا ملازمت کو اس فعل سے مشروط کرنا ہے؛ یہ مقامات کار یعنی کام کرنے کی جگہ پر ناقابل قبول رویہ ہے اور اس میں وہ رابطے بھی شامل ہیں جو دفتری کام یا سرگرمی کے سلسلے میں دفتر سے باہر کیے جائیں۔ یہ تمام چیزیں اس ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی کے زمرے میں آتی ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے ضمیمہ 1 دیکھئے؛

3۔ اداروں کی انتظامیہ اس بات کی ذمہ دار ہے کہ اس ضابطہ اخلاق کو اپنے مقام کار کی پالیسی کا حصہ بنائے جیسا کہ شق 1 (ایم) میں کہا گیا ہے۔

انتظامیہ کی ذمہ داریاں

4۔ انتظامیہ اس ضابطہ اخلاق کو اس کے الفاظ اور روح کے مطابق نافذ کرنے کی ذمہ دار ہوگی تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ جنسی طور پر ہراساں کیے جانے کی ہر شکایت پر ذمہ دارانہ طریقے سے کارروائی ہوسکے۔ انتظامیہ اس عمل کے دوران غیر جانبدار ہوگی اور کسی جوابی کارروائی کے بغیر منصفانہ تحقیقات کرائے گی۔ انتظامیہ اس معاملے میں شکایت کنندہ اور گواہوں کے خلاف انتقامی کارروائی نہیں کرے گی۔

تحقیقاتی کمیٹی کا قیام

5۔ ادارہ اس ضابطہ اخلاق کے تحت ایک مستقل تحقیقاتی کمیٹی قائم کرے گا۔ کمیٹی تین اراکین پر مشتمل ہوگی جن میں سے کم از کم ایک رکن عورت ہوگی۔ ایک رکن سینئر انتظامیہ سے ہوگا اور جہاں سی بی اے موجود نہ ہو تو ملازمین کا سینئر نمائندہ یا کوئی سینئر ملازم ہوگا۔ ایک یا زائد اراکین کو ادارے کے باہر سے شریک رکن کے طور پر شامل کیا جائے۔ اس ضابطہ اخلاق کو اپنا کر آپ کا ادارہ 'عورتوں کو کام کی جگہوں پر ہراساں کیے جانے کے خلاف قانون 2010' کی مکمل تعمیل کرسکے گا۔

6۔ اگر شکایت تفتیشی کمیٹی کے کسی رکن کے خلاف دائر کی جائے تو اس مخصوص معاملے کے لیے اس رکن کے بجائے کسی دوسرے رکن کو مقرر کر دیا جائے گا۔ مذکورہ رکن آرگنائزیشن میں سے یا باہر سے ہوسکتا ہے۔

مجاز اتھارٹی کا تعین

7۔ انتظامیہ کو چاہیے کہ اس ضابطہ اخلاق پر عملدرآمد کے لیے مجاز اتھارٹی کا تعین کرے جیسا کہ قانون میں تجویز کیا گیا ہے۔

اس مسئلے کے بارے میں کارکنوں میں آگہی پیدا کرنا اور ان کی تعلیم

8۔ انتظامیہ اس ضابطہ اخلاق کی کاپیاں انگریزی میں اور ان زبانوں میں جو زیادہ ملازمین سمجھ سکتے ہیں ادارے میں اور مقامات کار پر اس قانون کے نافذ العمل ہونے کے ایک ماہ کے اندر اندر نمایاں طور پر آویزاں کرے گی۔

9۔ انتظامیہ مقامات کار پر جنسی طور پر ہراساں کرنے کے نتائج کے بارے میں اپنے ملازمین میں آگہی پیدا کرنے کے لیے اجلاس منعقد کرے گی۔

انتظامیہ کی محتسب کی جانب ذمہ داریاں

10۔ حکومت جنسی طور پر ہراساں کیے جانے کے واقعات کی سماعت کے لیے محتسب کا دفتر قائم کرے گی۔ کوئی بھی رکن محتسب سے درخواست کرسکتا ہے اگر وہ یہ محسوس کرے کہ اس کے معاملے کی منصفانہ سماعت اس کے ادارے کے اندر ممکن نہیں ہے۔ انتظامیہ کو محتسب کی طرف کیے جانے والے تمام سوالات کا جواب دینا ہوگا۔ اگر کسی صورت میں کوئی کارکن براہ راست محتسب کے پاس شکایت دائر کرتا ہے یا تحقیقاتی کمیٹی کی کارروائی سے نامطمئن ہوکر محتسب کے پاس اپیل دائر کرتا ہے تو انتظامیہ محتسب کے فیصلے کی پابند ہوگی۔

انتظامیہ اس ضابطہ اخلاق کو اس کے الفاظ اور روح کے مطابق نافذ کرنے کی ذمہ دار ہوگی تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جاسکے کہ جنسی طور پر ہراساں کیے جانے کی ہر شکایت پر ذمہ دارانہ طریقے سے کارروائی ہوسکے۔ انتظامیہ اس عمل کے دوران غیر جانبدار ہوگی اور کسی جوابی کارروائی کے بغیر منصفانہ تحقیقات کرائے گی۔

عدم تعمیل کی سزا

11۔ کسی آجر کی طرف سے اس ضابطہ اخلاق پر عملدرآمد میں ناکامی کی صورت میں کوئی بھی کارکن ضلعی عدالت میں درخواست دائر کرسکتا ہے اور اگر آجر قصوروار ثابت ہوجائے تو اسے جرمانہ کیا جاسکتا ہے جس کی رقم ایک لاکھ روپے تک ہوسکتی ہے لیکن کسی بھی صورت میں جرمانے کی رقم پچیس ہزار روپے سے کم نہیں ہوگی۔

12۔ اگر ادارہ تحقیقات کے سلسلے میں محتسب کی ہدایات پر عمل نہیں کرتا یا اس کے فیصلے کی پابندی نہیں کرتا تو انتظامیہ کو وہی سزا دی جائے گی جو ہائی کورٹ کے معاملے میں توہین عدالت کے لیے مقرر ہے۔

شکایات کا غیر رسمی طریق کار

13۔ ہراساں کیے جانے کی شکایات کو نمٹانے کا ایک غیر رسمی طریقہ فریقین کو انتہائی پوشیدہ طریقے سے مشورے اور ہدایات دیتے ہوئے ان کے درمیان ثالثی ہے:

i شکایت کنندہ یا اس کی طرف سے اس مقصد کے لیے

مقرر کردہ کوئی سٹاف ممبر ہراساں کیئے جانے کے واقعے کی اطلاع اس کے سپروائزر کو یا تحقیقاتی کمیٹی کے کسی رکن کو دے سکتا/سکتی ہے۔ اس صورت میں سپروائزر یا کمیٹی کا رکن اس مسئلے کو اپنی صوابدید پر اس ضابطہ اخلاق کے مطابق نمٹا سکتا/سکتی ہے۔ یہ درخواست زبانی یا تحریری طور پر دی جاسکتی ہے۔

ii اگر معاملے کو غیر رسمی سطح پر تحقیق کے لیے اٹھایا جاتا ہے تو دفتر کا کوئی سینئر افسر یا ہیڈ آفس کا کوئی افسر خفیہ طور پر تحقیق کرے گا۔ ملزم شخص سے اس معاملے کو پوشیدہ طریقے سے حل کرنے کے لیے رابطہ کیا جائے گا۔

iii اگر مذکورہ واقع شدید طریقے سے جنسی طور پر ہراساں کیئے جانے کا ہے اور افسر یا کمیٹی کا رکن جو اس معاملے کی تحقیقات کر رہا ہے وہ سمجھتا ہے کہ اس معاملے کو شکایت کنندہ کی رضا مندی سے باقاعدہ ضابطے کی کارروائی کے لیے اٹھایا جانا چاہیے تو اس معاملے کو ایک باقاعدہ شکایت کے طور پر اٹھایا جاسکتا ہے۔

iv کسی شکایت کنندہ کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنی شکایت لازماً غیر رسمی طریقوں سے لے جائے۔ وہ باضابطہ شکایت کسی بھی وقت دائر کرسکتا/سکتی ہے۔

v شکایت کنندہ معاملے کی نوعیت کے مطابق اپنے سپروائزر، سی بی اے کے نمائندے، یا کارکنوں کے نمائندے کے ذریعے باقاعدہ یا براہ راست تحقیقاتی کمیٹی کے سامنے شکایت دائر کرسکتا/سکتی ہے۔ جس کمیٹی ممبر سے رابطہ کیا جائے اس پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ تحقیقاتی کارروائی کا آغاز کرے۔ سپروائزر اس عمل میں مدد فراہم کرے گا اور اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ تحقیق میں کسی قسم کی پردہ داری نہ کرے اور رکاوٹ نہ ڈالے۔

vi تحقیق کے عمل میں ادارے کے کسی بھی رکن سے مدد مانگی جاسکتی ہے اور اس سے اس معاملے میں مدد کے لیے کہا جاسکتا ہے۔

vii آجر کو ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے کہ عارضی انتظامات کرے جس سے شکایت کنندہ اور ملزم کو تحقیقات کے عرصے کے دوران دفتری کاموں کے لیے ایک دوسرے سے رابطے نہ کرنے پڑیں۔ اس میں عارضی طور پر دفتروں میں تبادلہ یا کسی ایک فریق کے پاس موجود کسی ایسے اضافی چارج کو واپس لینا شامل ہوسکتا ہے جس کی وجہ سے وہ دوسرے فریق کے کام پر حد سے زیادہ اختیارات کا مالک ہو۔ آجر یہ فیصلہ بھی کرسکتا ہے کہ ملزم کو چھٹی پر بھیج دیا جائے یا مس کنڈنٹ کے معاملے کے بارے میں طے شدہ طریق کار کے مطابق اگر ضرورت ہو تو معطل کردیا جائے۔

viii دونوں میں سے کسی بھی فریق کے خلاف جوابی کارروائی پر سختی سے نظر رکھی جانی چاہیے۔ تحقیقاتی عمل کے دوران کارکردگی کے جائزے، ذمہ داریوں کی تفویض، رپورٹنگ کے طریق کار اور کسی قسم کی متوازی تحقیقات پر گہری نظر رکھی جائے تاکہ کسی بھی فریق کی جانب سے جوابی زیادتی نہ کی جاسکے۔

ملزم کو کہا جائے گا کہ وہ الزامات کی اطلاع ملنے کے دن سے سات ایام کے اندر تحریری دفاع پیش کرے اور بغیر کسی معقول وجہ کے وہ ایسا نہیں کرتا تو کمیٹی یک طرفہ کارروائی کرے گی

ix ہراساں کیے جانے کے واقعات عموماً ساتھی کارکنوں کے درمیان اس وقت ہوتے ہیں جب وہ اکیلے ہوں اس لیے شواہد پیش کرنا عموماً مشکل ہوتا ہے۔ اس لیے سختی سے ہدایت کی جاتی ہے کہ سٹاف کسی بھی جارحانہ رویے کی اطلاع فوری طور پر کسی ایسے فرد کو دیں جس پر وہ بھروسہ کرتے ہوں خواہ وہ باقاعدہ شکایت دائر نہ بھی کرنا چاہتے ہوں۔ اگرچہ واقعے کی فوری اطلاع نہ دینا معاملے کی حیثیت پر اثر انداز نہیں ہونا چاہیے۔

تحقیقات کا باقاعدہ طریق کار

تحقیقاتی کمیٹی کی کارکردگی

14۔ تحقیقاتی کمیٹی جو شق (5) کے تحت قائم کی گئی ہے اپنے درمیان ایک چیئر پرسن کا انتخاب کرے گی اور اجلاس کا وقت اور مقام کا تعین کرے گی۔

15۔ تحقیقاتی کمیٹی تحریری شکایت موصول ہونے پر

الف۔ تین روز کے اندر ملزم کو ان الزامات اور فرد جرم سے تحریری آگاہ کرے گی جو اس کے خلاف عائد کیئے گئے ہوں۔

ب۔ ملزم کو کہا جائے گا کہ وہ الزامات کی اطلاع ملنے کے دن سے سات ایام کے اندر تحریری دفاع پیش کرے اور بغیر کسی معقول وجہ کے وہ ایسا نہیں کرتا تو کمیٹی یک طرفہ کارروائی کرے گی، اور

ج۔ الزامات کی تحقیق کرے گی اور الزام کی حمایت میں یا ملزم کے دفاع میں ایسی زبانی یا دستاویزی یا کسی دوسری شہادت کا جائزہ لے سکے گی جیسا کہ کمیٹی ضروری سمجھے اور ہر ایک پارٹی کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ گواہان سے پوچھ گچھ کرسکے۔

16۔ تحقیقاتی کمیٹی کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ:

الف۔ کسی شخص کو طلب کرے اور حاضر ہونے کا پابند کرے اور حلف نامہ پر اس کی جانچ پڑتال کرے۔

ب۔ کوئی دستاویز ظاہر کرنے اور پیش کرنے کے لیے کہے

ج۔ حلف ناموں پر شہادت وصول کرنے اور

د۔ شہادت قلمبند کرے۔

ر۔ اگر ضروری ہو تو شکایت کنندہ یا ملزم کو مجاز ڈاکٹر سے طبی معائنہ کرانے کا کہے۔

17۔ تحقیقاتی کمیٹی کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ ہراساں کیے جانے کے واقعے کی اس ضابطہ اخلاق کے تحت تحقیق کرے اور ملزم کے لیے سزا تجویز کرے۔ کمیٹی کو تحقیق کے سلسلے میں درج ذیل ضوابط کی پابندی کرنی ہوگی۔

(مزید تفصیل ضمیمہ II میں دی گئی ہیں)

الف۔ تحقیقاتی عمل کے دوران حاصل شدہ بیانات اور دیگر شواہد خفیہ تصور کیئے جائیں گے۔

ب۔ اگر ضرورت ہو تو تحقیقاتی کمیٹی پوری کی پوری کارروائی کو خفیہ قرار دے سکتی ہے۔

ج۔ اگر ضروری سمجھا گیا تو تنظیم کے کسی افسر کو فریقین کو مشورے اور معاونت فراہم کرنے کے لیے نامزد کیا جاسکتا ہے۔

د۔ دونوں فریقین، شکایت کنندہ اور ملزم کو حق حاصل ہوگا کہ وہ اجتماعی سودے کا نمائندہ، دوست یا ایک ہم مرتبہ کو نمائندہ بنائیں یا اپنے ساتھ لائیں۔

ر۔ شکایت کنندہ یا گواہوں کے خلاف مخالفانہ کارروائی نہیں کی جائے گی۔

س۔ انکوائری کمیٹی یقینی بنائے گی کہ آجر یا ملزم کسی بھی صورت میں شکایت کنندہ کے لیے کوئی ایسا مخالفانہ ماحول پیدا نہیں کرے گا جس کا مقصد شکایت کنندہ کو اپنی شکایت کو آزادانہ طور پر آگے بڑھانے سے روکنے کے لیے دباؤ ڈالنا ہو۔

ش۔ انکوائری کمیٹی تحریری طور پر اپنی تحقیقات کے نتائج پیش کرتے ہوئے اس کی وجوہات تحریر کرے گی۔

تحقیقات کے نتائج، سفارشات اور سزائیں

18۔ تحقیقاتی کمیٹی تحقیقات کے انعقاد کے تیس دنوں کے

اندر اپنے اخذ کردہ نتائج اور سفارشات حاکم مجاز کو پیش کرے گی۔ اگر انکوائری کمیٹی ملزم کو قصوروار پاتی ہے تو وہ مجاز اتھارٹی کو ذیل میں دی گئی کوئی ایک یا زائد سزائیں دینے کی سفارش کرے گی۔

i معمولی سزائیں

الف۔ ملامت کرنا

ب۔ ایک مقررہ مدت کے لیے اس کی محکمانہ ترقی اور تنخواہ میں اضافہ کو روکنا

شکایت کنندہ کو صدمے کی صورت میں ادارہ نفسیاتی وسماجی مشاورت دینے یا طبی علاج کرانے اور اضافی رخصت دینے کے لیے انتظام کرے گا۔ ادارہ تنخواہ سے محرومی یا دوسرے نقصانات کی صورت میں شکایت کنندہ کو تلافی کی بھی پیش کش کر سکتا ہے۔

ج۔ ایک مخصوص مدت تک ٹائم سکیل میں اہلیتی حد کو روکنا

د شکایت کنندہ کو قابل ادا معاوضہ ملزم کی تنخواہ یا کسی دوسرے ذرائع سے وصول کرنا۔

ii بڑی سزائیں

الف۔ عہدے یا ٹائم سکیل میں تخفیف یا ٹائم سکیل کے نچلے درجے میں لانا

ب۔ جبری ریٹائرمنٹ

ج۔ ملازمت سے برطرفی

د۔ ملازمت سے موقوفی

ر۔ جرمانہ۔ جرمانے کا ایک حصہ شکایت کنندہ کے لیے بطور معاوضہ استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مالک ہونے کی صورت میں جرمانہ شکایت کنندہ کو ادا کیا جائے گا۔

فیصلے پر عملدرآمد

19۔ مجاز اتھارٹی تحقیقاتی کمیٹی کی جانب سے سفارش کردہ سزاؤں پر عملدرآمد ذیلی دفعہ 18 کے تحت سفارشات کی موصولی کے ایک ہفتہ کے اندر کرے گی۔

20۔ تحقیقاتی کمیٹی باقاعدگی سے اجلاس کرے گی اور اس وقت تک حالات کا باقاعدگی سے جائزہ لے گی جب تک کہ وہ مطمئن نہ ہو جائے کہ ان کی سفارشات پر اپیلیٹ اتھارٹی اور حاکم مجاز کے فیصلے کے تابع عمل کیا گیا ہے۔

21۔ شکایت کنندہ کو صدمے کی صورت میں ادارہ نفسیاتی وسماجی مشاورت دینے یا طبی علاج کرانے اور اضافی رخصت دینے کے لیے انتظام کرے گا۔

22۔ ادارہ تنخواہ سے محرومی یا دوسرے نقصانات کی صورت میں شکایت کنندہ کو تلافی کی بھی پیش کش کر سکتا ہے۔

اپیل

23۔ مجاز اتھارٹی کے فیصلے سے متاثرہ کوئی فریق جس پر معمولی یا بڑا جرمانہ عائد کیا گیا ہو فیصلہ کی تحریری اطلاع ملنے کے تیس یوم کے اندر وفاقی یا صوبائی حکومتوں کی طرف سے اس مقصد کے لیے مقرر کیے گئے محتسب کو اپیل دائر کر سکے گا۔

24۔ اپیلیٹ اتھارٹی، اپیل اور دوسرے متعلقہ امور پر غور کرتے ہوئے تیس یوم کے اندر اس فیصلے کی توثیق، اسے منسوخ، تبدیل یا ترمیم کر سکے گی جس کے بارے میں اپیل دائر کی گئی ہو۔ اتھارٹی فیصلہ کی اطلاع دونوں فریقین اور مالک کو دے گی۔

25۔ محتسب کے تقرر تک ضلعی عدالت کو مجاز اتھارٹی کے فیصلوں کے خلاف اپیلوں کی سماعت کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔

26۔ تحقیقاتی کمیٹی محتسب کو شکایت کنندہ کے خلاف مناسب کارروائی کی سفارش کر سکتی ہے اگر ملزم کے خلاف الزامات غلط اور بدنیتی پر مبنی ثابت ہو جاتے ہیں۔

محتسب کو شکایات

27۔ کسی بھی ملازم کو اختیار حاصل ہوگا کہ وہ شکایت محتسب کے پاس دائر کرے یا تحقیقاتی کمیٹی میں دائر کرے۔ محتسب کے پاس شکایت درج کرانے کی صورت میں انتظامیہ (ذیلی دفعہ 10 کے تحت) اس معاملے سے متعلق محتسب کی طرف سے طلب کی جانے والی کسی بھی قسم کی معلومات فراہم کرنے کی ذمہ دار ہوگی۔ انتظامیہ پر لازم ہوگا کہ وہ محتسب کے فیصلے کو تسلیم کرے۔

کیمیائی اور حیاتیاتی ہتھیاروں کے استعمال کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا

اسلام آباد 25 فروری کو وفاقی کابینہ میں پیش کردہ پالیسی برائے قومی سلامتی کے مسودے میں اس حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے کہ غیر ریاستی مسلح گروہ اور دہشت گرد کیمیائی اور حیاتیاتی ہتھیاروں کا استعمال کر سکتے ہیں۔ تاہم، پالیسی کے مسودے میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ وزارت دفاع کی استعداد بڑھ گئی ہے اور اب یہ غیر ریاستی مسلح گروہوں اور دہشت گردوں سے نبٹنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ مسودے میں کہا گیا ہے کہ دہشت گردی نے گزشتہ دس برسوں میں پاکستان کو 78 ارب ڈالر کے نقصان سے دوچار کیا ہے۔ انتہا پسندی، دہشت گردی اور فرقہ واریت کو اندرونی سلامتی کو سنگین خطرہ قرار دیتے ہوئے سوشل، الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے غلط استعمال پر قابو پانے کا مطالبہ کیا گیا۔ سلامتی کی صورتحال میں بہتری لانے کے لیے نگرانی کی کارروائیوں میں اضافہ کیا جائے گا۔ این اے سی ٹی اے کے تحت ڈائریکٹوریٹ برائے اندرونی سلامتی قائم کیا جائے گا تا کہ دہشت گردی کی کارروائیوں کو روکنے کے لیے جمع شدہ کوائف کا موثر استعمال کیا جا سکے۔ ڈائریکٹوریٹ کو درجہ بند معلومات اور جائزے کے بعد، فوری کارروائی کے احکامات جاری کیے جائیں گے۔ پالیسی مسودے کے مطابق، کوئی بھی ادارہ اکیلے اس چیلنج پر قابو نہیں پا سکتا۔ صوبوں کو بھی انسداد دہشت گردی کے شعبہ جات قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ این اے سی ٹی اے ایسے اقدامات کرے گا جن سے شرپسند قانون نافذ کرنے والے اداروں کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ مسودے میں تجویز کیا گیا ہے کہ مذہبی مدرسوں کو قومی دھارے میں لایا جائے اور ان میں رائج کتب اور نصاب کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق ڈھالا جائے۔ مزید برآں مدارس کے مالیاتی کھاتوں کی جانچ پڑتال کی جائے گی تا کہ بیرون ممالک سے آنے والی امداد پر نظر رکھی جا سکے۔ موجودہ قوانین پر نظرثانی کی جائے گی اور دہشت گردوں کے نظریے کے خلاف مہم شروع کی جائے گی۔

(ترجمہ: ارشد شاہین)

تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے رہنما کو قتل کر دیا گیا

پشاور 4 فروری کو محمد علی جوہر روڈ پر نامعلوم حملہ آوروں نے تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے صوبائی صدر سردار علی اصغر کو گولی مار کر قتل کر دیا۔ پولیس نے بتایا کہ مسٹر اصغر جو کہ ایک تاجر تھا، اپنی دکان پر جا رہا تھا کہ بازار میں اس کو نشانہ بنایا گیا۔ اس کا قتل ٹارگٹ کلنگ کا واقعہ معلوم ہوتا ہے۔ مقتول کے رشتہ داروں نے تھانہ خان رازق میں نامعلوم حملہ آوروں کے خلاف ایف آئی آر درج کروادی ہے۔ تاہم اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزمان کی گرفتاری عمل میں نہیں آ سکی تھی۔ ملزمان کا یہ اقدام انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کی خلاف ورزی ہے جن کے تحت ہر فرد کو زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے۔

(ایچ آر سی پی پشاور چیپٹر آفس)

ہزارہ برادری انصاف کے حصول کی منتظر

آئی۔اے۔رحمٰن

p ضلع مستونگ میں زائرین کے حال میں ہونے والے قتل عام پر ملک بھر میں ہونے والے احتجاج کے بعد کیے جانے والے ہنگامی اقدامات سے لگتا تھا کہ ہزارہ کمیونٹی کی کٹھن گھڑی کو دور کرنے کے لیے مزید اقدامات کئے جائیں گے۔اگرچہ مجرموں کو پکڑنے کی کوئی اہم پیش رفت ابھی تک منظر عام پر نہیں آئی۔تاہم عوام کی توجہ زائرین کی دالبندین سے کوئٹہ تک ہوائی سفر کے ذریعے منتقلی پر مرکوز رہی۔اگرچہ اس کارروائی کا خیر مقدم کیا گیا لیکن اس سے چند بے چین کن مسائل بھی پیدا ہوئے۔ پہلا کہ ایران جانے اور وہاں سے واپس آنے والے زائرین کی تعداد کافی زیادہ ہے اور ان کو سال ہا سال سے نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ دوسرا، انتظامیہ نے اپنی اس نااہلی کو تسلیم کیا ہے کہ وہ بذریعہ سڑک سفر کی حفاظت کی یقین دہانی نہیں دلا سکتے۔ تیسرا، اس بات کا خطرہ ہے کہ علاقے کا ایک بہت بڑا ٹکڑا دہشت گردوں کے ہاتھوں میں چلا جائے گا جو کہ اس بات پر ثابت قدم ہیں کہ ایران اور پاکستان کی حکومتوں کو ہراساں کرنا ہے۔ نہ تو ہوائی جہاز کے سفر اور نہ ہی مکران کے ساحل سے فیری سفر کے آغاز سے صورتحال میں تبدیلی واقع ہوگی۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہزارہ دشمن عناصر کے پاس زیادہ آزادی ہوگی کہ وہ مصیبت میں گھری کمیونٹی پر قاتلانہ حملوں کا سلسلہ جاری رکھیں۔ یہ ہزارہ (جن میں زیادہ تر شیعہ مسلک ہیں، ہزارہ میں سنی بہت تھوڑے ہیں اور ان پر حملہ بھی نہیں کیا جاتا)۔تاہم ان کو پکڑنے کے لیے کوئی ٹھوس کوشش نہیں کی گئی جو گروہ ہزارہ کے قتل عام میں ملوث ہیں وہ اس مجرمانہ فعل میں خود کو آزاد تصور کرنے پر مُصر ہیں اور اس طرح ہزارہ برادری کو لاحق خطرات جوں کے توں موجود ہیں۔ اس خطرے کی شدت اور سنگینی کا اندازہ محض اس صورت میں لگایا جا سکتا ہے کہ 2003 سے لے کر اب تک ہزارہ برادری کو ہونے والے نقصانات کا اندازہ لگایا جائے جب ان کا قتل عام کا آغاز ہوا تھا۔جس طرح سال 2003 سے قتل عام کا سلسلہ شروع ہوا۔ جولائی 2003 میں امام بارگاہ پر ایک حملے میں 47افراد قتل ہوئے۔ مارچ 2004 میں آشورہ کے جلوس پر ہونے والے حملے میں 36 افراد جاں بحق ہوگئے۔ 2010 میں یوم قدس کے موقع پر ایک خودکش حملہ آور نے خود کش دھماکہ کرکے 63افراد کو لقمہ اجل بنایا۔ستمبر 2011 میں مستونگ میں ہونے والے واقعے میں 26 زائرین قتل ہوئے اور گزشتہ سال علمدار روڈ پر ہونے والے قتل عام میں 100 سے زائد افراد قتل ہوئے۔

اس کے علاوہ گزشتہ پندرہ برسوں میں کئی نامور پیشہ ور اور کمیونٹی رہنماؤں کو ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنایا گیا۔اس بات کو سمجھنے کی اہم ضرورت ہے کہ ان قیمتی جانوں کا نقصان صرف ہزارہ کمیونٹی کا نہیں بلکہ پورے بلوچستان اور پورے پاکستان کا نقصان ہے۔مزید براں پوری برادری نے اپنے کاروبار کے خاتمے کے بارے لاحق مسلسل خوف کی بھی مذمت کی ہے۔وہ سلامتی کے ساتھ ساتھ اپنا روزگار حاصل کرنے کا حق بھی گنوا چکے ہیں اور ان کے آزادی حرکت کے حق کو بھی بری طرح سلب کیا گیا ہے۔ ہزارہ افراد کی ایک بڑی تعداد نے اپنی زندگی کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لیے غیر ممالک کی سرزمین کا انتخاب کیا ہے اور متعدد افراد اسی کوشش میں سمندر کے راستے غیر محفوظ کشتیوں میں سوار ہوکر آسٹریلیا جاتے ہوئے

یہ ادراک کرنے کی بہت ساری وجوہات موجود ہیں کہ صرف ہزارہ ہی ان کے تشدد کا نشانہ نہیں بنیں گے۔پاکستان، پنجاب اور بلوچستان کی حکومتوں کو مل کر یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہزارہ دشمن قوتوں کو برداشت کرنے کے نتائج کیا نکلیں گے۔ابھی تک دنیا ہزارہ برادری کے قتل عام کو فرقہ وارانہ عدم برداشت کی ایک شکل سمجھ رہی ہے۔اس قتل عام کا سلسلہ اگر بند نہ ہوا تو پاکستان کیخلاف یہ فیصلہ نہایت تلخ ثابت ہوسکتا ہے۔

جاں بحق ہوگئے۔

حکومت نے کبھی بھی ہنر مند انسانی وسائل کے ضیاع، ہزارہ برادری کی زیر ملکیت کانوں اور دیگر کمپنیوں کی بندش، باہر سے رقوم بھیجنے کا سلسلہ رکھنے جو کہ جلاوطن ہزارہ خلیجی ریاستوں اور دیگر بیرونی ممالک سے بھیجا کرتے تھے اور سروسز میں ہزارہ برادری کے حصے میں کمی کی وجہ سے ملک کو ہونے والے معاشی نقصان کا اندازہ نہیں لگایا۔کوئی بھی معاشرہ اس پیمانے پر افرادی قوت کا نقصان برداشت نہیں کرسکتا، خصوصاً بلوچستان تو بالکل بھی نہیں۔

ہزارہ برادری نے بلوچستان کی سماجی ترقی میں بھی کافی اہم کردار ادا کیا ہے چونکہ وہ ایک ایسی کمیونٹی ہے جس کی ملکیت میں کوئی زمین نہیں ہے۔لہٰذا قبائلی جاگیردارانہ نظام کو برقرار رکھنے میں ان کا کوئی کردار نہیں تھا۔انہوں نے خود کو ملازمت اور تعلیم کے میدان میں ممتاز بنایا۔انہوں نے سکول اور کالج قائم کئے جہاں تمام کمیونیٹز کے بچوں کو جگہ دی جاتی ہے۔ان کے بچے اور بچیاں ابھی بھی یہ چاہتے ہیں کہ وہ یونیورسٹی اور دیگر اداروں میں اعلیٰ تعلیم کے لیے جائیں لیکن ٹرانسپورٹرز حضرات ان کو سروس مہیا کرنے سے ڈرتے ہیں ان کی خواتین دیگر کی نسبت زیادہ ترقی پسند ہیں اور خواتین کی بہتری کے لیے بطور نمائندہ کام کرتی ہیں۔ بلوچستان حکومت اور بالخصوص وفاقی حکام کی نہ صرف یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ہزارہ شیعہ کا تحفظ کریں اور ان کے حقوق اور آزادی کو یقینی بنائیں بلکہ ان کے اندر بطور پاکستان کے مکمل شہری کے ایک بہتر مستقبل کی امید بھی پیدا کریں۔ ریاست کی ان کی جان اور مال کی حفاظت میں ناکامی نے ان کے اندر بے بسی اور ناامیدی کے احساس کو جنم دیا ہے۔ان کا یہ بھی ماننا ہے کہ ریاستی ایجنسیاں ان کے قاتلوں کو تحفظ فراہم کرتی ہیں۔عثمان سیف اللہ کرد اور شفیق الرحمان مقدمے نے نہ صرف شیعہ ہزارہ کے انتظامیہ کی اہلیت بلکہ ان کے مسائل کو شفاف طریقے سے حل کرنے کے حوالے سے ان کی سنجیدگی پر ان کے ایمان کو بھی نقصان پہنچایا ہے۔ 2007 میں ایک کالعدم تنظیم کے دونامور اراکین پر شیعوں پر حملے کا مقدمہ چلا اور وہ دونوں مجرم ثابت ہوئے۔دونوں نے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور مزید شیعوں کو مارنے کا بھی ارادہ ظاہر کیا۔کرد کو سزائے موت دی گئی جبکہ شفیق کو عمر قید کی سزا سنائی گئی۔ جنوری 2008 میں جس طرح وہ دونوں ایک انتہائی حفاظتی جیل سے فرار ہوئے اس کا دکھ ابھی تک تمام ہزارہ برادری کے دل میں موجود ہے۔ساری برادری اس بات کو مانتی ہے کہ حکام نے بذات خود مجرموں کو وہاں سے بھاگنے کا موقع فراہم کیا ہے۔ حتیٰ کہ دوسری جانب ہزارہ برادری کے افراد پنجاب سے تعلق رکھنے والے طاقتور گروہوں کے اراکین جنہیں نہ صرف مستونگ اور خضدار بلکہ کوئٹہ میں بھی مکمل آزادی حاصل ہے، کو گرفتار کرنے میں لامحدود اختیارات کی مالک ایف سی کی ناکامی پر بھی سوال اٹھاتے ہیں۔وہ خود کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش نہیں کرتے یا گلیوں اور مسجدوں میں ہتھیار نہیں چھپاتے، وہ پہلے ایک پرامن کثیر الثقافتی معاشرے کے طور پر بلوچستان کی ساکھ کو نقصان پہنچا چکے ہیں۔

یہ ادراک کرنے کی بہت ساری وجوہات موجود ہیں کہ صرف ہزارہ ہی ان کے تشدد کا نشانہ نہیں بنیں گے۔پاکستان، پنجاب اور بلوچستان کی حکومتوں کو مل کر یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ہزارہ دشمن قوتوں کو برداشت کرنے کے نتائج کیا نکلیں گے۔ابھی تک دنیا ہزارہ برادری کے قتل عام کو فرقہ وارانہ عدم برداشت کی ایک شکل سمجھ رہی ہے۔اس قتل عام کا سلسلہ اگر بند نہ ہوا تو پاکستان کیخلاف یہ فیصلہ نہایت تلخ ثابت ہوسکتا ہے۔

(انگریزی سے اردو ترجمہ، بشکریہ روزنامہ ڈان)

پنچائت کے فیصلے کے تحت خاتون کو جنسی تشدد کا نشانہ بنانے کی کوشش

دائرہ دین پناہ کے قصبہ موضع رکھ ٹبہ شرقی، تحصیل کوٹ ادو، ضلع مظفر گڑھ میں 45 سالہ عورت فضلاں بی بی دختر محمد حامد کو پنچائیت کے حکم پر جنسی تشدد کا نشانہ بنانے کی کوشش کرنے اور برہنہ کرنے کا واقعہ پیش آیا۔ ابتدائی معلومات کے مطابق فضلاں بی بی کے بھائی محمد اجمل اور رقیہ بی بی دختر رحیم بخش ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے اور آپس میں شادی کے خواہشمند تھے۔ 24 جنوری کو رحیم بخش کے گھر میں موجود تھا کہ صبح کے وقت محمد اجمل کو رقیہ بی بی کے کمرے میں غلام یاسین، محمد امین، محمد عابد پسران رحیم بخش، رحیم بخش، کریم بخش، فیض بخش اور محمد عظیم پسران خدا بخش نے محمد اجمل کو کمرے میں بند کر دیا۔ اسی دوران وہاں عبدالمجید ولد عطا محمد بھی پہنچ گیا جس نے محمد اجمل کو رحیم بخش کے گھر سے نکال کر اپنے گھر کے ایک کمرے میں بند کر دیا۔ محمد اجمل کے بارے میں فیصلہ کرنے کے لئے پنچائیت بلائی گئی جس میں محمد نواز ولد الہی بخش اور سعید ولد غلام حسین بھی شامل ہوئے اور فیصلہ کیا گیا کہ محمد اجمل کے خاندان کی عزت لوٹی جائے۔ پنچائیت کے فیصلے پر عمل کرتے ہوئے فضلاں بی بی کو رحیم بخش کے گھر لایا گیا جہاں اُسے رقیہ کے بھائی غلام یاسین کے ہمراہ کمرے میں بند کر دیا گیا۔ 36 سالہ غلام یاسین نے فضلاں بی بی کے ساتھ زیادتی کی کوشش کی لیکن فضلاں بی بی کے چیخنے چلانے پر غلام یاسین نے اُسے کمرے سے باہر نکال دیا۔ اس واقعہ کا مقدمہ نمبر 36/14 مورخہ 29/1/2014 کو تھانہ دائرہ دین پناہ مظفر گڑھ میں زیر دفعہ ,376/511, 354A 365B PPC درج کیا گیا جس میں 9 افراد کو نامزد کیا گیا۔ واقعات کی جانچ پڑتال کے لئے پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے کارکنوں کی 4 رکنی ٹیم نے 3.2.14 کو حقائق جمع کرنے کے لئے جائے وقوعہ پر موجود لوگوں سے، پولیس اور مقامی افراد سے بات چیت کی۔ جن کے اہم نکات درج ذیل ہیں۔

- ☆ اہل علاقہ کے بیانات کے مطابق رقیہ بی بی اور محمد اجمل ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے اور آپس میں شادی کرنے کے خواہشمند تھے مگر خاندانی رنجش کے باعث ان کی شادی نہ کی گئی۔
- ☆ محمد اجمل کو رقیہ بی بی دختر رحیم بخش کے گھر میں پایا گیا تو بعد میں اس معاملے پر پنچائیت نے فیصلہ کیا کہ اجمل کے خاندان کی کسی ایک عورت کے ساتھ رقیہ کا بھائی غلام یاسین جنسی فعل کرے۔ اس سلسلہ میں محمد اجمل کے خاندان کی تین عورتوں کو پیش کرنے کے لئے کہا گیا۔ لیکن اجمل کے گھر سے فضلاں مائی کو موقع پر لایا گیا جسے غلام یاسین کے ساتھ پنچائیت کے فیصلہ کے مطابق بدلہ لینے کی غرض سے بند کر دیا گیا۔
- ☆ میڈیکل رپورٹ میں فضلاں بی بی کے ساتھ جنسی تشدد ثابت نہیں ہو سکا۔

ان تمام افراد کے خلاف کاروائی کی جائے جنہوں نے پنچائیت کے فیصلے کے تابع ہوتے ہوئے فضلاں بی بی کو رحیم بخش کے گھر پہنچایا۔ ان میں فضلاں بی بی کے رشتہ دار بھی شامل تھے

فضلاں بی بی کو اس واقعہ کے بعد جس ذہنی اذیت سے گزرنا پڑا اس کے اثرات کو کم کرنے کے لئے فضلاں بی بی کی ذہنی بحالی کے لئے اقدامات کئے جائیں۔

- ☆ پولیس نے تمام ملزم گرفتار کر لئے انہوں نے واقعے کی حقیقت سے انکار کیا اور الزام عائد کیا کہ ان کے گھریلو جھگڑے کو اُن کے مخالفین نے میڈیا کے ذریعے اچھالا جس پر پولیس نے انہیں بے بنیاد مقدمہ میں ملوث کر دیا۔
- ☆ یہ واقعہ چار دن گذرنے کے بعد منظر عام پر آیا جسے مقامی اخبارات کے نمائندوں نے رپورٹ کیا جس میں فضلاں مائی کے ساتھ اجتماعی زیادتی کرنے کا الزام بھی عائد کیا گیا تھا۔
- ☆ واقعہ کا سپریم کورٹ نے ازخود نوٹس لیا جس میں آئی جی پنجاب کو رپورٹ پیش کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اس وقوعہ کے بارے میں براہ راست معلومات حاصل کرنے کے لئے ریجنل پولیس آفیسر ڈیرہ غازی خان نے مورخہ 3.2.14 کو جائے وقوعہ کا جائزہ لیا اور وہاں موجود افراد سے بات چیت کی۔
- ☆ فضلاں بی بی نے پنچائت کے سربراہ محمد نواز کی جانب سے دائر کی گئی درخواست ضمانت میں بیان حلفی داخل کیا کہ محمد نواز بے گناہ ہے۔ تاہم ایڈیشنل سیشن جج کوٹ ادو نے محمد نواز کی درخواست ضمانت مسترد کر دی۔

مشاہدات

- ☆ مقدمہ کے تمام فریق قریبی رشتہ دار ہیں۔
- ☆ مقدمہ کے فریقین اور ان کے دوسرے رشتہ داروں کا یہ موقف ہے کہ اُن کے خانگی معاملات میں مداخلت کی گئی ہے۔ انہوں نے آپس میں جو بھی کیا اس کا دوسرے افراد یا اداروں سے کوئی تعلق یا سروکار نہیں ہے لیکن میڈیا کے لوگوں نے اس واقعہ کو اچھالا۔ تمام فریق اس بات پر ذرہ برابر ندامت محسوس نہیں کرتے تھے کہ انہوں نے پنچائیتی فیصلہ کے نتیجہ میں کوئی غیر انسانی فعل سرزد کیا تھا۔

وقوعہ کی جگہ اور بستی میں آباد تمام گھر خالی تھے۔ وہاں رہائش پذیر عورتیں اور بچے بھی کسی دوسرے علاقہ میں منتقل کر دیئے گئے تھے۔ وہاں پر مویشیوں کی دیکھ بھال کے لیئے موجود افراد نے اس خوف کا اظہار کیا کہ وہ رات بھر جاگتے ہیں اور اگر کسی گاڑی کی آواز آئے تو بھاگ کر کھیتوں میں چھپ جاتے ہیں۔

- ☆ فریقین باہمی طور پر یہ طے کر چکے ہیں کہ اب اس واقعہ کے بارے میں کسی سے کوئی بات نہیں کرنی اور وہ کسی بھی بات کا جواب دینے سے ٹال مٹول کر رہے تھے۔

سفارشات

- ☆ ان تمام افراد کے خلاف کاروائی کی جائے جنہوں نے پنچائیت کے فیصلے کے تابع ہوتے ہوئے فضلاں بی بی کو رحیم بخش کے گھر پہنچایا۔ ان میں فضلاں بی بی کے رشتہ دار بھی شامل تھے۔
- ☆ فضلاں بی بی کو اس واقعہ کے بعد جس ذہنی اذیت سے گزرنا پڑا اس کے اثرات کو کم کرنے کے لئے فضلاں بی بی کی ذہنی بحالی کے لئے اقدامات کئے جائیں۔
- ☆ فضلاں بی بی کا اپنا کوئی ذریعہ آمدن نہیں ہے وہ اپنے بھائیوں کے ہمراہ رہائش پذیر ہے۔ اس متاثرہ عورت کو حکومت مالی امداد فراہم کرے تاکہ وہ خودکفیل ہو سکے۔

ایچ آر سی پی کی فیکٹ فائنڈنگ ٹیم شہلا نواز، اللہ داد خان، حسن ارشد اور راشد رحمان پر مشتمل تھی۔

بلوچستان کے مسائل کے حل پر زور

تربت ایچ آر سی پی اسپیشل ٹاسک فورس تربت مکران نے 16 فروری کو ٹاسک فورسز کے دفتر واقع تربت میں بلوچستان میں انسانی حقوق کی صورتحال کا جائزہ لینے کے لیے ایک اجلاس منعقد کیا۔ جس میں کارکن خواتین وحضرات کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ اجلاس میں حاضری، رجسٹریشن، اپنے اپنے تعارف اور ابتدائی کلمات کے بعد مختلف ساتھیوں نے رپوٹیں پیش کیں، جن میں سے شہناز شبیر نے انگوری کیس کی رپورٹ، محمد کریم گچکی نے گورنمنٹ ہائی اسکول چاہ سر تربت کے مسائل سے متعلق رپورٹ، کریم بخش دشتی نے دشت کے مسائل سے متعلق رپورٹ اور حمل امین اور کلیم بلوچ نے اسٹیڈیم اسکول چاہ سر کے مسائل سے متعلق رپورٹیں پیش کیں۔ اس کے بعد خصوصی موضوع ''وائس فار بلوچ مسنگ پرسنز کے لانگ مارچ'' پر تبادلہ خیال ہوا اور اس کے تمام پہلوؤں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ اور مختلف حکومتوں اور متعلقہ سرکاری اداروں سے اپیل کی گئی کہ تمام گمشدہ بلوچوں کو بازیاب اور رہا کیا جائے اور آئندہ کسی بھی بلوچ کو ماورائے آئین وعدالت جبری طور پر اغوا کر کے لاپتہ نہ کیا جائے۔ اسی طرح بلوچوں کو ماورائے آئین وعدالت شہید کرنے کا سلسلہ بھی بند کر دیا جائے۔ اجلاس میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ انگوری کیس کے حل کے لیے پیش رفت کی جائے گا اور اس مقصد کے لئے ایک 3 رکنی ٹیم تشکیل دی گئی۔ پھر فیصلہ کیا گیا کہ 8 مارچ 2014 کو ''خواتین کا عالمی دن'' منایا جائے گا۔ اور آخر میں 11 قراردادیں بھی منظور کر لی گئیں، جن کے خلاصے درج ذیل ہیں۔ پہلی قرارداد میں وائس فار بلوچ مسنگ پرسنز کے لانگ مارچ اور ان کے مقاصد کے ساتھ اظہار یکجہتی کیا گیا اور پُرزور مطالبہ کیا گیا کہ تمام لاپتہ بلوچوں کو بازیاب اور رہا کیا جائے اور آئندہ کسی بھی بلوچ کو ماورائے آئین وعدالت جبری طور پر اغوا کر کے لاپتہ نہ کیا جائے۔ دوسری قرارداد میں پنجاب کے شہر اوکاڑہ میں بلوچ لانگ مارچ کے ساتھ ایک ٹرک کو ٹکرانے اور ماما قدیر، ایک خاتون اور ایک بچی کو زخمی کرنے کے عمل کو ایک گھناؤنا عمل قرار دے کر اس کی مذمت کی گئی اور اس وقعے کی تحقیقات کر کے اس کے ذمہ داروں کو قرار واقعی سزا دینے کا پرزور مطالبہ کیا گیا۔ تیسری قرارداد میں خضدار کے علاقہ توتک سے ایک اجتماعی قبر کی دریافت پر شدید افسوس کا اظہار کیا گیا اور اس سلسلے میں غیر جانبدارانہ تحقیقات کر کے ذمہ داراں کو قرار واقعی سزا دینے کا پرزور مطالبہ کیا گیا۔ چوتھی قرارداد میں ماسٹر حامد ساکن کونش قلات تمپ کے دونوں بیٹوں جاوید حامد اور بالاچ حامد کے جبری اغوا اور گمشدگی کی بھی مذمت کی گئی۔ پانچویں قرارداد میں ایچ آر سی پی کے کارکن حید کے بی ایڈوکیٹ کے جبری اغوا اور گمشدگی کی مذمت کی گئی۔ اس عمل کو ایک غیر قانونی، غیر اخلاقی اور ظالمانہ عمل قرار دیا گیا اور پرزور مطالبہ کیا گیا کہ حیدر کے بی کو فوری طور پر بازیاب اور رہا کیا جائے۔ چھٹی قرارداد میں کہا گیا کہ اسٹیڈیم پرائمری سکول کو مستقل بنیادوں پر عمارت فراہم کی جائے تا کہ وہاں تعلیمی سلسلے کو جاری رکھا جاسکے اور اسپورٹس اسٹیڈیم کمپلیکس کے بجائے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اسے کوئی اور شیلٹر فراہم کرے۔ تا کہ اسپورٹس اسٹیڈیم کو مزید تباہ حالی سے بچایا جاسکے۔ ساتوں قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ ٹیچرز کو سینیارٹی کی بنیاد پر ترجیح دی جائے انہیں پسند اور ناپسند سیاسی جماعتوں سے وابستگی کی بنیاد پر نہ بھرتی کیا جائے۔ آٹھویں قرارداد میں شاھی تمپ دشتی بازار محلّہ کے واٹر سپلائی کے پانی کو عوام الناس کی دسترس تک ممکن بنانے کا مطالبہ کیا گیا۔ یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ تربت میں بلوچوں کے رہائشی جگھوں پر انتظامیہ اور سکیورٹی فورسز کی سرپرستی میں لوگوں نے قبضہ کیا ہے جیسا کہ کچکول علی ایڈوکیٹ کے دونوں رہائشی مکانات پر قبضہ کیا گیا ہے۔ کچکول علی ایڈوکیٹ کے ان دونوں مکانات سمیت تمام مقبوضہ مکانات کو فوری طور پر خالی کرنے کا پرزور مطالبہ کیا گیا۔ ایک قرارداد میں کہا گیا کہ H/S چاہ سر کو ایک سال ہونے کو ہیں مگر یہاں SST سائنس ٹیچر اور SST جنرل اساتذہ کی پوسٹیں خالی ہیں جن پر تعیناتی عمل میں نہیں لائی گئی ہے۔

(غنی پرواز)

قوم پرست کارکن کی مسخ شدہ لاش

سکھر ضلع گھوٹکی کے گاؤں جلال گھوٹو کا 40 سالہ رہائشی صاحب خان گھوٹو جو سندھی قوم پرست پارٹی جسمم (جیئے سندھ متحدہ محاذ) ضلع گھوٹکی کے صدر تھے، 14 فروری کو انسداد دہشت گردی کی عدالت سے واپس آرہے تھے کہ روہڑی تھانے کی حدود سے انہیں اغوا کر لیا گیا، جنہیں بعدازاں وحشیانہ تشدد کرنے کے بعد گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ 17 فروری کو ضلع نوشہرو فیروز کے علاقے بھریا روڈ کے قریب ابراہیم شاہ درگاہ کے نزدیک ریلوے ٹریک سے 200 میٹر دور ایک نوجوان کی لاش برآمد ہوئی۔ دیہاتیوں نے فوری طور پر پولیس کو اطلاع دی پولیس اہلکاروں کے مطابق جب وہ لاش کے پاس پہنچے تو وہاں سے 2 بال نما بم، ایک بیٹری، 10 میٹر تار اور فیوز ملے، پولیس لاش بھریا سٹی لے آئی اور نوشہرو فیروز سے بم ڈسپوزل عملے کو بلایا جنہوں نے بم کو ناکارہ بنایا۔ جسمم پارٹی نے احتجاج کر کے شہر گھوٹکی بند کرادیا۔ صاحب خان گھوٹو کو دوبار پہلے بھی جبری غائب کر دیا گیا تھا۔ نومبر 2010 کو خفیہ ایجنسیوں نے اٹھایا تھا۔ بعد میں بم رکھنے کا مقدمہ دائر کرا کے گرفتاری ظاہر کرائی تھی، جس کے مقدمے میں وہ 7 ماہ تک سکھر سینٹرل جیل میں رہے اور بعدازاں انہیں ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ جس کا مقدمہ ATC میں چل رہا تھا۔ 14 فروری سے ان کی جبری گمشدگی کے خلاف ان کے اہل خانہ اور جسمم کے کارکن بھوک ہڑتال پر پریس کلب گھوٹکی کے سامنے بیٹھے تھے۔ 25 فروری کو ایس ایس پی سکھر، ایس ایچ او روہڑی اور ہوم سیکریٹری کو عدالت نے طلب کیا تھا، مقتول کی لاش بھریا سٹی اسپتال سے وکیل لعل بخش گھوٹو اور مقتول کے بھتیجے احسان گھوٹو نے وصول کی۔ پوسٹ مارٹم کرنے والے ڈاکٹر ہریش کمار نے میڈیا کو بتایا کہ مقتول کے جسم سے 6 گولیاں برآمد ہوئی تھیں۔ جسمم کے کارکن علی فقیر راجپر، مجاہد وسطڑو، مظہر کلہوڑو، کی قیادت میں احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔

(عبدالغفور شاکر)

پسند کی شادی پر دو افراد قتل

خیرپور میرس 13 جنوری کو تحصیل ٹھری میرواہ کے گاؤں میں پسند کی شادی کرنے پر ہونے والے جھگڑے میں دو افراد قتل ہو گئے۔ مقتولین کے چچا حاجی شیر علی نے ایچ آر سی پی کور گروپ کی ٹیم کو بتایا کہ سونیا نے ایک سال قبل منظور حسین راجپر سے عدالت میں شادی کی تھی جس کے بعد لڑکی کے ورثاء منظور حسین اور اس کے اہل خانہ کی جان کے دشمن بن گئے۔ وقوعہ والے دن ان کے گھر کے مرد ایک فیصلے کے سلسلے میں دوسرے گاؤں گئے ہوئے تھے جن کی غیر موجودگی میں مخالف فریق کے لوگوں نے منظور راجپر کے گھر پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں دو سگے بھائی عمران اور سعید موقع پر ہلاک ہو گئے۔ جبکہ ضمیراں، حلیماں، حوا، شمشاد خاتون، اصل خاتون، منظور حسین، اصغر اور غلام اکبر زخمی ہو گئے۔ پولیس نے ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے۔

(عبدالمنیم ابڑو)

دو افراد کی جان لے لی

ہرنائی 18 فروری کو ہرنائی کے علاقے سپین تنگی میں پسند کی شادی کا اظہار کرنے والے لڑکی اور لڑکے کو علاقے کے لوگوں نے قتل کر دیا۔ رشید نامی شخص اور ایک لڑکی ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے اور شادی کرنا چاہتے تھے۔ تو ان کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔ اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک وقوعہ کی ایف آئی آر درج نہیں ہوسکی۔

(حمید اللہ)

بارودی سرنگ کا دھماکہ، 2 افراد ہلاک

ڈیرہ اسماعیل خان 30 جنوری کو ڈیرہ اسماعیل خان کی تحصیل کلاچی کے علاقے لونی میں بارودی سرنگ کے دھماکے میں دو افراد جاں بحق اور تین زخمی ہو گئے۔ دھماکے کے بعد اطلاع ملی کہ علاقے میں اور بھی بم نصب ہیں۔ بم ڈسپوزل سکواڈ کے اہلکار دھماکے والی جگہ پر پہنچے اور چار بموں اور تین بارودی سرنگوں کو ناکارہ بنایا۔ اس دوران ایک بم ناکارہ بنانے کے دوران پھٹ گیا جس کے نتیجے میں بم ڈسپوزل سکواڈ کے انچارج عنایت اللہ اور دو اہلکار شدید زخمی ہو گئے۔ زخمیوں کو ڈسٹرکٹ ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔ جہاں ان کی حالت خطرے سے باہر بتائی جاتی ہے۔ کسی بھی جنگجو تنظیم نے واقعے کی ذمہ داری قبول نہیں کی۔ اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزمان کو گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ ملزمان نے اس اقدام سے مقتولین سے ان کی زندگی کا ناقابل تنسیخ حق چھینا ہے جو انہیں انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کے تحت حاصل تھا۔ (عامرہ حسین)

ایک شخص کو قتل کر دیا گیا

مینگورہ 26 جنوری کو مینگورہ بازار میں نامعلوم ملزمان نے فائرنگ کر کے سلمان نامی شخص کو قتل کر دیا۔ لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔ ہسپتال ذرائع کے مطابق مقتول کو سر پر گولیاں مار کر قتل کیا گیا۔ ملزمان جائے وقوعہ سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ پولیس نے ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے۔

(فضل ربی)

دو قبائل کے مابین زمینی تنازعہ

دیامیر ہربن کوہستان (کے پی کے) اور تھور (گلگت بلتستان) حدود تنازعہ کشیدگی بدستور برقرار ہے۔ اب تک ایک شخص جاں بحق تین افراد زخمی ہو گئے۔ دونوں فریقین متنازعہ ایریا میں مورچہ زن ہیں، فائرنگ کا تبادلہ وقفے وقفے سے جاری ہے۔ حکومتی ادارے کوئی کارروائی نہیں کر رہے، کے مطابق ہربن اور تھور کے مابین حدود کا تصفیہ نہ ہونے کی وجہ سے دونوں فریقین مسلح ہو کر متنازعہ ایریا، دیامر بھاشہ ڈیم ہیڈ ورک ایریا میں پہاڑوں پر مورچہ زن ہو گئے ہیں۔ اور ایک دوسروں پر بھاری ہتھیاروں سے فائرنگ کا سلسلہ جاری ہے۔ 26 فروری کو مبینہ طور پر نامعلوم افراد نے گندلو چراگاہ میں تھور والوں کے متعدد مویشی خانے نذر آتش کر دیے۔ فائرنگ کی زد میں آ کر مسمی زرغنی ولد حضرت نبی ساکن ہربن موقع پر جاں بحق ہو گیا۔ جس کی لاش شتیال ہسپتال منتقل کر دی گئی ہے۔ جبکہ دیگر زخمیوں کو بھی ہسپتال منتقل کیا گیا ہے۔ ہربن کے عوام نے چند روز قبل تھور کی چراگاہ دیونگ سے سینکڑوں مویشیاں بھی اپنی تحویل میں لے لیے تھے۔ جس کے خلاف تھور کے عوام نے شاہراہ قراقرم پر دھرنا دیا تھا۔ اور چند نامزد افراد کے خلاف تھانہ تھور میں مقدمہ بھی درج کروا دیا تھا۔ اور مطالبہ کیا تھا کہ حدود کا تصفیہ کیا جائے اور مویشی واپس لائے جائیں۔ مگر تا حال مویشی ان کے مالکان کو واپس نہیں دلائے جا سکے۔ بعد ازاں تھور کے عوام نے مسافروں کی مشکلات کے پیش نظر شاہراہ قراقرم کو کھول دیا تھا۔ 27 فروری کی رات نامعلوم افراد نے متنازعہ ایریا کی چراگاہ دیونگ میں تھور کے چرواہوں کو ہراساں کیا اور دھمکی دی کہ وہ دو روز کے اندر انکا ایریا خالی کر دیں بصورت دیگر وہ انکے خلاف کارروائی کریں گے۔ تھور کے عوام مشتعل ہو گئے اور سینکڑوں کی تعداد میں متنازعہ ایریا کے پہاڑوں پر مورچہ زن ہو گئے ہیں۔ جبکہ دوسری جانب ہربن کے عوام بھی مسلح ہو کر مورچہ زن ہو گئے۔ حکومتی ادارے اس صورتحال کو کنٹرول کرنے کے لیے کوئی اقدامات نہیں کر رہے۔ دونوں فریقین میں کشیدگی کے خاتمے کے لئے علماء کا وفد تھور اور ہربن روانہ ہو رہے ہیں۔ تھور کے عوام کا کہنا ہے کہ انکا حدود دلیلنگ دار نزد بھاشہ پولیس چیک پوسٹ تک ہے۔ مگر ہربن کے عوام کا موقف ہے کہ ان کی حدود بصری نالہ تک ہے۔ واضح رہے کہ متنازعہ ایریاء سات کلومیٹر ہے۔ اور عرصہ دراز سے دونوں قبائل کا آپس میں جھگڑا چل رہا ہے۔

(شاہد اقبال)

خودکش دھماکے میں 8 افراد جاں بحق

پاراچنار 4 فروری کو پشاور کے ایک ہوٹل پر خودکش دھماکے میں جاں بحق آٹھ افراد کو پاراچنار میں سپرد خاک کیا گیا۔ احتجاجاً تمام بازار اور کاروباری ادارے بند رہے۔ ہلاک ہونے والے 8 افراد کا تعلق پاراچنار سے تھا جن نعشوں کو ایمبولینس کے ذریعے پاراچنار پہنچایا گیا اور نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد مختلف علاقوں میں تدفین کی گئی۔ پشاور دھماکے کے خلاف پاراچنار میں علماء اور قبائلی عمائدین نے تین روزہ سوگ کا اعلان کیا ہے اور احتجاجاً تمام بازار اور کاروباری ادارے بند ہیں۔ (نامہ نگار)

جہد حق پڑھنے والے توجہ کریں

- آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا جو خامیاں / کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔
- آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ / اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کر کے بذریعہ ڈاک روانہ کر سکتے ہیں۔ حقائق اچھی طرح سے تصدیق کر کے لکھیں۔
- ہر شمارہ کی قیمت مبلغ =/5 روپیہ ہے
- سالانہ خریداروں کے لیے =/50 روپیہ ایسے خریدار پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (Human Rights Commission of Pakistan) کے نام صرف =/Rs.50 کا منی آرڈر یا ڈرافٹ (چیک قبول نہیں کیا جائے گا) ہمارے ہیڈ آفس کے پتہ پر روانہ کریں۔ پتہ یہ ہے:

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

''ایوان جمہور'' 107 - ٹیپو بلاک،

نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

HRCP کارکن متوجہ ہوں

''جہد حق'' کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پر مبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتہ تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تا کہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جا سکے۔

جہد حق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے اب ویب سائٹ پر بھی موجود ہیں۔ پتہ:

www.hrcp-web.org

معاشی تفاوت

امیر ترین افراد آبادی کا 0.001 فیصد ہیں

---- 2010 میں، پاکستان کے 8,000، انتہائی امیر افراد کی کل آمدنی 1.31 ارب ڈالر یا 72,700 ڈالر فی کس آمدنی تھی۔ 18,000 انتہائی امیر افراد جو کہ آبادی کا 0.001 فیصد ہیں......انتہائی غریب ایک کروڑ، 80 لاکھ افراد سے 80 گنا زیادہ آمدنی کما رہے ہیں۔ ''ملک کے 40,000 امیر افراد کی آمدنی ایک کروڑ، 80 لاکھ افراد کی آمدنی کے برابر ہے''۔

(شاہد برکی کی مثال ''پاکستانی امیر کس حد تک امیر ہیں'' سے اقتباس، ایکسپریس ٹریبون، مئی 16, 2011)

مسٹر برکی کے مقالے میں ان سرکاری اعداد و شمار کی وضاحت کی گئی ہے جن میں ''آمدنی کمانے والے گروہوں'' کے مابین آمدنی کی تقسیم کے متعلق بتایا جاتا ہے۔ افراد یا خاندانوں کی جانب سے کمائی جانے والی آمدنی کے بارے میں بتانے کے لیے اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں۔

(مزید تفصیلات جاننے کے لیے: www.mehmoodmirza.pk ملاحظہ کریں)۔

بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کا مطالبہ

قـــلات پورے صوبہ بلوچستان میں 7 دسمبر کو بلدیاتی انتخابات ہوئے اور ضلع قلات میں بھی انتخاب کرایا گیا لیکن قلات سٹی کے حلقہ نمبر 18 کوہنگ میں ایک امیدوار کا نام غلطی سے بیلٹ پیپر درج نہ ہوسکا جس کی وجہ سے الیکشن نہ ہوسکا۔ بعدازاں 19 جنوری 2014 کو ضمنی الیکشن ہوئے اور تمام حلقوں میں یہ الیکشن پرامن طریقے سے ہوئے لیکن قلات سٹی حلقہ نمبر 18 کوہنگ میں اس بار بھی الیکشن منعقد نہیں ہوسکے جس کی وجہ سے اس حلقہ کے لوگوں میں بے چینی پائی جاتی ہے۔ علاقے کے لوگوں کا کہنا ہے کہ حلقہ نمبر 18 کوہنگ سٹی قلات کے عوام چیف الیکشن کمشنر پاکستان سے اپیل کرتے ہیں کہ انہیں اپنا نمائندہ جمہوری طریقے سے منتخب کرنے کا حق دیا جائے۔ (محمد علی)

نوجوان کے اغواء کی کوشش

ڈیـرہ اسـمـاعیل خـان 14 جنوری کو مسقوط کے مقام پر پیر عزیز ولد پیر دوست محمد کو ان کے گھر سے چار نامعلوم افراد نے اسلحہ کے زور پر اغواء کرلیا اور کوہ سلیمان لے گئے۔ اس واردات کے بعد ربان کلاں کے پولیس اہلکار اغواء کاروں کا تعاقب کرتے رہے۔ تھوڑی دوری پر اغواء کاروں کی موٹر سائیکل خراب ہوگئی جبکہ پولیس موقع پر پہنچ گئی۔ دونوں طرف سے شدید فائرنگ کا سلسلہ شروع ہوا۔ بعدازاں اغواء کاروں کو گرفتار کرلیا گیا۔ اغواء کاروں میں سے ایک شخص کی پہچان احمد نواز ولد پیر محمد کڑی کے نام سے ہوئی جبکہ دیگر شخص غیر ملکی تھے۔ پولیس نے مقدمہ درج کرلیا ہے۔ (نامہ نگار)

بدچلنی کے شبہ پر قتل کر دیا گیا

چـارسـدہ 2 جنوری کو چارسدہ کے علاقے مجوکی میں ایک شخص اور اس کے دو بیٹوں کو غیرت کے نام پر گولی مار کر قتل کر دیا گیا۔ ملزمان علی حیدر، مشتاق اور عجب خان جو کہ محمد نبی خان اور اسفندیار کے بیٹے تھے، نے ایک بیکری پر دھاوا بول دیا جہاں گوہر علی کام کر رہا تھا اور گوہر علی اور اس کے بیٹوں منصف اور عالم پر فائرنگ کردی۔ پولیس کے مطابق نبی خان کی بیٹی نے منصف کے ساتھ فرار ہو کر پسند کی شادی کی تھی۔ مذکورہ رپورٹ ارسال ہونے تک ملزموں کی گرفتاری عمل میں نہیں لائی جاسکتی تھی۔ ملزموں کا مذکورہ اقدام انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کی خلاف ورزی ہے جو ہر شخص کو زندگی کا حق فراہم کرتے ہیں۔ (شاہد فہد اللہ)

فائرنگ سے دو افراد جاں بحق

کـوہـاٹ 6 فروری کو لاچی تحصیل کے علاقے مندوری میں نامعلوم مسلح افراد نے ایک اہلکار پر فائرنگ کردی جس کے نتیجے میں ایک شخص جاں بحق اور دو زخمی ہوگئے۔ تینوں افراد جن کی شناخت حاجی رحمان، لیاقت علی اور بخت اللہ کے نام سے ہوئی، اپنے گھر جا رہے تھے کہ نامعلوم افراد نے ان پر فائرنگ کردی۔ اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزمان کو گرفتار نہیں کیا جاسکا تھا۔ ملزمان نے انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کی خلاف ورزی کر کے مقتول سے اس کی زندگی کا حق چھینا ہے۔ (ایچ آر سی پی پشاور چیپٹر آفس)

قبائلی شخص کو قتل کر دیا گیا

پشـاور 25 جنوری کو میرا کچوری کے علاقے میں مہمند ایجنسی سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو گولی مار کر قتل کر دیا گیا۔ پولیس کا کہنا ہے کہ مہمند ایجنسی سے تعلق رکھنے والا عادل رحیم نامی شخص جو کہ میرا کچوری میں رہائش پذیر تھا۔ اس پر مسلح موٹر سائیکل سواروں نے فٹا کو پل کے قریب فائرنگ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزموں ملزمان کی گرفتاری عمل میں نہیں لائی جاسکی تھی۔ ملزمان نے یہ کارروائی کرتے ہوئے مقتول کو اس کی زندگی کے حق سے محروم کیا ہے جو اسے انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کے تحت حاصل تھا۔ (ایچ آر سی پی پشاور چیپٹر آفس)

ٹرین کو بم دھماکے کا نشانہ بنایا گیا

جیکب آباد 16 فروری کو خوشحال خان خٹک ایکسپریس کراچی سے پشاور جا رہی تھی کہ سندھ اور بلوچستان کے سرحدی علاقے جیکب آباد میں ٹھل ریلوے اسٹیشن کے قریب دن کے تقریباً ایک بجے ریلوے ٹریک پر دھماکا ہوگیا، جس کے نتیجے میں خوشحال خان خٹک ایکسپریس کی 3 بوگیاں الٹنے سے کشمور کے رہائشی ایک ہی خاندان کے 4 بچوں سمیت 8 افراد جاں بحق اور 30 سے زائد زخمی ہوگئے، جنہیں سول اسپتال جیکب آباد اور لاڑکانہ منتقل کیا گیا۔ لاڑکانہ میں ایک زخمی بچہ محرم علی زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے چل بسا۔ دھماکے کے باعث ٹریک پر گڑھا پڑنے سے ٹرینوں کی آمد و رفت کو بھی معطل کر دیا گیا۔ دھماکے کی جگہ سے 10 فٹ کے فاصلے سے 8 کلو وزنی بم بھی ملا جسے بم ڈسپوزل اسکواڈ نے ناکارہ بنا دیا، جبکہ مسافروں کو منزل پر پہنچانے کے لئے روہڑی سے ایک ریلیف ٹرین روانہ کردی گئی، پولیس حکام نے کہا کہ ابتدائی معلومات کے مطابق دھماکا خیز مواد پٹڑی پر نصب کیا گیا تھا، جیسے ہی ٹرین قریب پہنچی تو ریموٹ کنٹرول ڈیوائس کی مدد سے دھماکا کر دیا گیا تاہم مکمل تحقیقات کے بعد ہی کوئی حتمی بیان جاری کیا جاسکے گا۔ ٹرین دھماکے کا مقدمہ ریلوے ملازم شعبان لاشاری کی مدعیت میں نامعلوم افراد کے خلاف ٹھل اے ڈویژن میں درج کرلیا گیا ہے۔ کراچی کے قریب شالیمار ایکسپریس کو دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا تھا اسی سال میں راجن پور کے مقام پر بھی ٹرین کو دھماکا کر کے نشانہ بنایا گیا جس سے دو افراد ہلاک ہوئے تھے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق بلوچ ریپبلکن تنظیم نے دھماکا کرنے کی ذمہ داری قبول کی ہے۔ (عبدالغفور)

کاری، کارو کہہ کر مار ڈالا:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور ''جہد حق'' کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق **26** جنوری سے **21** فروری تک **27** افراد پر کارو کاری کا الزام لگا کر قتل کر دیا گیا۔ جن میں **16** خواتین اور **9** مرد شامل ہیں۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	آلہ واردات	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	واقعہ کی بظاہر کوئی وجہ	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
26 جنوری	ظہور کھوسو	مرد	35 برس	شادی شدہ	دلدار انڑ	بندوق	محلّہ دار	ڈھکن بنگلہ، کشمور، سندھ	ـ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
28 جنوری	زرینہ کوش	خاتون	ـ	شادی شدہ	میرو کوش	بندوق	خاوند	کھلپور، کشمور، سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
یکم فروری	ناہید جکرانی	خاتون	18 برس	شادی شدہ	طارق جاکرانی	بندوق	شوہر	گوٹھ حنیف جاکرانی۔ تنگوانی ضلع جیکب آباد	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
یکم فروری	شہزاد بنگلانی	خاتون	25 برس	شادی شدہ	واجد علی بنگلانی	گلا گھونٹ کر	خاوند	گوٹھ موچی پل، جونگل، ٹھل، جیکب آباد	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
3 فروری	علیدار مگسی	مرد	32 برس	ـ	حنیف مگسی	بندوق	بہنوئی	گوٹھ نبی بخش مگسی، دادو، سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
5 فروری	پرویز چانڈیو	مرد	ـ	ـ	پریل چانڈیو	بندوق	رشتہ دار	عاشق جی ٹکری، قمبر، سندھ	ـ	ـ	ـ	روزنامہ کاوش
5 فروری	پریل	مرد	22 برس	ـ	ـ	بندوق	ـ	جابلو پٹی۔ غیبی دیرو ضلع قمبر	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
5 فروری	زینت چانڈیو	خاتون	23 برس	ـ	ـ	ـ	ـ	جابلو پٹی۔ غیبی دیرو ضلع قمبر	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
5 فروری	ماہ بی بی بوزدار	خاتون	30 برس	شادی شدہ	شہزادو، مزاری، تو دو بوزدار	بندوق	شوہر	گوٹھ جمال بوزدار۔ خانپور مہر ضلع گھوٹکی	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
5 فروری	عبدالفتاح	مرد	50 برس	شادی شدہ	بابل۔ در محمد۔ میر جکرانی	بندوق	مقامی	گوٹھ بھورو جکرانی ضلع جیکب آباد	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
5 فروری	مورخان جکرانی	مرد	30 برس	ـ	ـ	ـ	ـ	گوٹھ بھورو جکرانی ضلع جیکب آباد	ـ	ـ	ـ	روزنامہ کاوش
6 فروری	اکبر مری	مرد	28 برس	ـــ	کنڈو مری	بندوق	مقامی	گوٹھ پنھوں مری۔ سنڈری ضلع میر پور خاص	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
6 فروری	سمنی کلوڑ	خاتون	35 برس	شادی شدہ	حاجی کلوڑ	بندوق	شوہر	گوٹھ حسین کلوڑ۔ پنو عاقل ضلع سکھر	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
7 فروری	علی احمد ملاح	مرد	35 برس	شادی شدہ	افضل ملاح	بندوق	مقامی	منگلی ضلع سانگھڑ	ـ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
14 فروری	پٹھانی	خاتون	ـ	شادی شدہ	نامعلوم	زہر	شوہر	گوٹھ آباد۔ بھان سید آباد ضلع ٹیاری	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
15 فروری	خائل چاچڑ	خاتون	40 برس	شادی شدہ	خان چاچڑ	بندوق	رشتیدار	سدو جاتھانہ۔ پنو عاقل ضلع سکھر	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
16 فروری	شبانہ جلبانی	خاتون	21 برس	شادی شدہ	مظہر جلبانی	بندوق	بھائی	رتو ڈیرو ضلع لاڑکانہ	ـ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
17 فروری	مسمات رخسانہ بگھیو	خاتون	18 برس	غیر شادی شدہ	جمیل بگھیو	بندوق	رشتیدار	گوٹھ فتح پور۔ ڈوکری ضلع خیر پور	ـ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
19 فروری	ندیم چانڈیو	مرد	25 برس	شادی شدہ	بچل۔ زاہد۔ گلشن چانڈیو	بندوق	مقامی	گوٹھ ملہار چانڈیو ضلع خیر پور	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
21 فروری	حاجرا بلیدی	خاتون	30 برس	شادی شدہ	سوتیلا بھائی	گلا دبا کر	بھائی	گوٹھ حاجن شاہ۔ گڑھی خیرو ضلع لاڑکانہ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
25 فروری	ضمیران خاتون	خاتون	25 برس	شادی شدہ	خیر محمد چانڈیو	کلہاڑی	شوہر	گوٹھ یار محمد بروہی ضلع قمبر شہداد کوٹ	ـ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
11 فروری	جائل خاتون	خاتون	ـ	شادی شدہ	خان بنگوار	بندوق	بیٹا	گوٹھ خادم بنگوار، کشمور، سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
13 فروری	صدیق میرانی	مرد	40 برس	شادی شدہ	نظیر میرانی	بندوق	کزن	میرانی محلّہ، لاڑکانہ، سندھ	ـ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
16 فروری	عباس زرداری	مرد	23 برس	شادی شدہ	قادر، رحیم، مٹھل جمالی	بندوق	ـ	خیر پور میرس، سندھ	ـ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
17 فروری	شبیراں مگسی	خاتون	ـ	شادی شدہ	علی گوہر مگسی	بندوق	سسر	بہرام، قمبر، سندھ	ـ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
19 فروری	شہزادی	خاتون	30 برس	شادی شدہ	میاندان	لوہا	خاوند	گوٹھ دائری، صالح پٹ، سکھر، سندھ	ـ	درج	گرفتار	شاکر جمالی

جنسی تشدد کے واقعات:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہدحق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق **26** مارچ سے **24** فروری تک **97** افراد کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔جنسی زیادتی کا شکار ہونے والوں میں **61** خواتین شامل ہیں۔**65** واقعات کے مقدمات درج کیے گئے اور **19** واقعات میں ملوث افراد گرفتار ہوئے۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
26 جنوری	-	خاتون	-	-	-	اہل علاقہ	حاصل پور	-	-	روزنامہ مشرق
26 جنوری	ع	خاتون	-	غیر شادی شدہ	دلدار، دلاور، ذیشان	اہل علاقہ	موضع تکیہ کلاں، نارووال	درج	گرفتار	روزنامہ مشرق
26 جنوری	ام حبیبہ	خاتون	-	-	عبدالخالق	-	پرانا بازار، رحیم یار خان	درج	-	روزنامہ جنگ ملتان
27 جنوری	ارسلان	بچہ	10 برس	غیر شادی شدہ	ذبیح اللہ	اہل علاقہ	سیالکوٹ	درج	-	روزنامہ نیشن
27 جنوری	کنول بی بی	بچی	6 برس	غیر شادی شدہ	غلام عباس	معلم	موچی والا، خانیوال	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
29 جنوری	س	خاتون	-	-	اللہ بخش	-	ٹبی حسین آباد، مظفر گڑھ	درج	-	روزنامہ جنگ ملتان
29 جنوری	طاہرہ	خاتون	-	-	امجد شہزاد	-	رحیم یار خان	درج	-	روزنامہ جنگ ملتان
29 جنوری	فرحان علی	بچہ	12 برس	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	پتھر والی، شاہکوٹ	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
29 جنوری	-	بچی	7 برس	غیر شادی شدہ	رضوان	اہل علاقہ	محلہ درویش پورہ، کامونکی	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
29 جنوری	احمد علی	بچہ	6 برس	غیر شادی شدہ	عقیل	اہل علاقہ	مریدکے	درج		روزنامہ نوائے وقت
29 جنوری	س	خاتون	-	غیر شادی شدہ	اشرف	اہل علاقہ	غلام محمد آباد، فیصل آباد	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
29 جنوری	-	بچی	12 برس	غیر شادی شدہ	شوکت	اہل علاقہ	تاندلیانوالہ، چک 514 گ ب، فیصل آباد	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
29 جنوری	-	بچی	13 برس	غیر شادی شدہ	محلہ دار	اہل علاقہ	گاؤں 59 ایم پی، جوہر آباد	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
29 جنوری	انس	بچہ	8 برس	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	اوکاڑہ	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
29 جنوری	س	بچی	-	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	گاؤں 112 ڈی جی، بہاولپور	درج	-	روزنامہ ڈان
30 جنوری	-	خاتون	40 برس	شادی شدہ	-	اہل علاقہ	دائرہ دین پناہ، مظفر گڑھ	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
30 جنوری	ش	خاتون	-	-	عاشق حسین	-	فتح البرنیڈ شاہ جمال، مظفر گڑھ	درج	-	روزنامہ جنگ ملتان
30 جنوری	ح	مرد	-	غیر شادی شدہ	اعظم	-	دائرہ دین پناہ	درج	-	روزنامہ جنگ ملتان
31 جنوری	-	بچی	8 برس	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	بستی چراغ شاہ، قصور	درج	گرفتار	روزنامہ ڈان
31 جنوری	-	بچی	13 برس	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	بدین	درج	گرفتار	روزنامہ ڈان
31 جنوری	شاہین انصاری	خاتون	15 برس	غیر شادی شدہ	ڈاکٹر طارق غوری	اہل علاقہ	ڈاکٹرز کالونی، ضلع بدین	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
یکم فروری	ٹ	مرد	-	غیر شادی شدہ	سجاد	اہل علاقہ	ٹوبہ ٹیک سنگھ	درج	-	اعجاز اقبال

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
یکم فروری	حسینہ چوہدری	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	عابد، دلشاد، چوہدری ظفر، دلدار، رزاق	اہل علاقہ	فاروق آباد، پاکپتن	درج	ـ	روزنامہ نئی بات
یکم فروری	ن	خاتون	ـ	شادی شدہ	ریاض	پیر	چک 438ٹی ڈی اے، چوک اعظم	درج	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
2فروری	خرم شہزادی	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	ارشد	بہنوئی	455ای بی، وہاڑی	درج	ـ	روزنامہ خبریں
3فروری	م	خاتون	14برس	غیرشادی شدہ	جاوید نیازی	اہل علاقہ	چک 215رب، مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد	درج	ـ	روزنامہ جنگ
3فروری	ن	خاتون	ـ	ـ	نعیم، غلام فرید	اہل علاقہ	چک 459 گ ب، فیصل آباد	درج	ـ	روزنامہ جنگ
3فروری	ر	خاتون	ـ	ـ	ظفر	اہل علاقہ	کھڑیانوالہ، فیصل آباد	درج	ـ	نوائے وقت
3فروری	ع	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	چک 95رب، فیصل آباد	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
3فروری	ب	خاتون	ـ	شادی شدہ	بشیر جوئیہ	اہل علاقہ	ہاہوسنگ کالونی، لاہور روڈ، شیخوپورہ	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
3فروری	زبیدہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	رفیق	اہل علاقہ	87/6آر، ساہیول	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
3فروری	ف	خاتون	ـ	شادی شدہ	ساجد، شعیب	اہل علاقہ	محلّہ کالوپورہ، گجرات	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
5فروری	ـ	بچی	6برس	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	بوٹ بیسن، کراچی	درج	گرفتار	روزنامہ جنگ
5فروری	وقار انڑ	بچہ	12برس	غیرشادی شدہ	فاروق انڑ	اہل علاقہ	گوٹھ عبدالکریم انڑ، ضلع نواب شاہ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
5فروری	ز	خاتون	ـ	شادی شدہ	عمران	ـ	کھتری بنگلہ، یزمان	درج	ـ	شیخ مقبول حسین
6فروری	محمد رمضان	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	شاکر	اہل علاقہ	صابر پیاٹاؤن، اوکاڑہ	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
6فروری	زینب	بچی	6برس	غیرشادی شدہ	ندیم	اہل علاقہ	چھینہ آباد، گوجرانوالہ	درج	ـ	روزنامہ دنیا
6فروری	ـ	خاتون	ـ	غیرشادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	غوثیہ کالونی، پراناداؤکے، مریدکے	ـ	ـ	روزنامہ خبریں
6فروری	ک	خاتون	ـ	ـ	فیاض، اختر، مختیار	اہل علاقہ	مظفر گڑھ	درج	ـ	روزنامہ جنگ
6فروری	نازیہ	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	لوہیانوالہ، گوجرانوالہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
6فروری	ل	خاتون	ـ	ـ	غلام رسول	اہل علاقہ	جہادگراؤنڈ، ساہیوال	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
6فروری	ش	خاتون	ـ	ـ	شعیب	اہل علاقہ	آبپارہ ٹاؤن، ساہیوال	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
7فروری	شہناز بیگم	خاتون	ـ	ـ	ـ	اہل علاقہ	گاؤں 295 گ ب، ٹوبہ ٹیک سنگھ	درج	ـ	اعجاز اقبال
7فروری	ارشد	بچہ	8برس	غیرشادی شدہ	صادق حسین	ـ	مانہ احمدانی، کوٹ چھٹہ	درج	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
8فروری	ب	خاتون	60برس	شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	راوی روڈ، لاہور	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
9فروری	جمیل میمن	مرد	13برس	غیرشادی شدہ	امان دین، دادن، اعجاز سولنگی	اہل علاقہ	چونا بھٹہ، نیو پنڈ، سکھر	درج	گرفتار	شاکر جمالی
10فروری	ـ	خاتون	ـ	شادی شدہ	شاہد، اسحاق، اسلام	اہل علاقہ	بھول چک، نارنگ منڈی	درج	گرفتار	روزنامہ دنیا

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت / مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج / نہیں	ملزم گرفتار / نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن / اخبار
10 فروری	م	خاتون	ـ	شادی شدہ	عدنان	اہل علاقہ	چک 18 گ ب، جڑانوالہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
11 فروری	عمر حیات	بچہ	6 برس	غیر شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	چک 542 گ ب، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ جنگ
12 فروری	ـ	بچی	7 برس	غیر شادی شدہ	د	اہل علاقہ	لال سوہانترا، بہاولپور	درج	ـ	روزنامہ ڈان
13 فروری	کرامت	بچہ	ـ	غیر شادی شدہ	وکیل، رازش	اہل علاقہ	پرناؤں، پھولنگر	درج	ـ	روزنامہ دنیا
13 فروری	ـ	خاتون	ـ	ـ	عابد	اہل علاقہ	14/1 آر اے، اوکاڑہ	درج	ـ	روزنامہ ایکسپریس
13 فروری	ط	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	فیصل	ـ	گاؤں 45 پندرہ ایل، میاں چنوں	درج	گرفتار	روزنامہ جنگ ملتان
14 فروری	آمنہ	خاتون	17 برس	غیر شادی شدہ	طاہر، عرفان	اہل علاقہ	185 آر، بہاولنگر	درج	ـ	روزنامہ خبریں
14 فروری	زینت	مرد	ـ	ـ	ـ	اہل علاقہ	سکھر	ـ	ـ	روزنامہ کاوش
12 فروری	میراں بھیل	خاتون	ـ	شادی شدہ	رضا محمد رند	اہل علاقہ	گوٹھ الھ ڈینو رند، میر پور خاص	ـ	ـ	روزنامہ کاوش
15 فروری	انعم بی بی	بچی	11 برس	غیر شادی شدہ	اشرف	اہل علاقہ	محلّہ موچیاں والا، بھکر	درج	گرفتار	روزنامہ خبریں
15 فروری	ح	خاتون	ـ	شادی شدہ	عامر خان	اہل علاقہ	چک 12 گ ب، تاندیانوالہ، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
15 فروری	س	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	چک 12 گ ب، تاندیانوالہ، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
15 فروری	نصیب	بچہ	6 برس	غیر شادی شدہ	سلیم	اہل علاقہ	رحیم ٹاؤن، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
15 فروری	یوسف کھہڑو	بچہ	7 برس	غیر شادی شدہ	غلام شبیر کھہڑو	اہل علاقہ	گوٹھ کھہڑو، گمبٹ، خیر پور میرس، سندھ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
15 فروری	ع	خاتون	16 برس	غیر شادی شدہ	مجاہد شاہ	ـ	گاؤں میں گجر، پشاور	درج	گرفتار	روزنامہ ایکسپریس
15 فروری	سمیرا	بچی	10 برس	غیر شادی شدہ	دلاور حسین	ـ	سمہ سٹہ، بہاولپور	درج	گرفتار	شیخ مقبول حسین
16 فروری	ـ	بچی	7 برس	غیر شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	فیروزوالہ	درج	ـ	روزنامہ نیوز
16 فروری	ش	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	ثاقب، قاسم	اہل علاقہ	اروپ، گوجرانوالہ	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
16 فروری	ع	خاتون	22 برس	شادی شدہ	اللہ دتہ	اہل علاقہ	گڑھ کلیانوالہ، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
16 فروری	س	خاتون	ـ	شادی شدہ	وسیم	اہل علاقہ	بٹالہ کالونی، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
16 فروری	ـ	خاتون	16 برس	غیر شادی شدہ	سخی	اہل علاقہ	435 گ ب، ستیانہ، فیصل آباد	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
16 فروری	پ	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	شاہد	اہل علاقہ	اوکاڑہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
16 فروری	گل بانو	بچی	7 برس	غیر شادی شدہ	غلام حسین ماچھی	رشتہ دار	بالا ضلع ٹیاری	ـ	گرفتار	روزنامہ کاوش
17 فروری	س	بچی	11 برس	غیر شادی شدہ	رحم زیب	محلّہ دار	گاؤں مانیاں، بریکوٹ، سوات	درج	گرفتار	روزنامہ آج
17 فروری	دیوی کماری	خاتون	ـ	شادی شدہ	عبدالصمد، عامر	اہل علاقہ	نیوں کوٹ، ضلع میر پور خاص	ـ	گرفتار	روزنامہ کاوش

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
17فروری	زوہیب پٹھان	بچہ	8برس	غیرشادی شدہ	رانومیگھواڑ	اہل علاقہ	سامارو،ضلع عمرکوٹ	-	-	روزنامہ کاوش
18فروری	سحر	بچی	5برس	غیرشادی شدہ	امین	اہل علاقہ	کانواں والی سکھاں،شاہکوٹ	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
18فروری	ن	خاتون	-	شادی شدہ	مدثر،مبشر،نواز،سلیم	اہل علاقہ	الانوالی کڑیال،شیخوپورہ	درج	-	روزنامہ خبریں
19فروری	-	بچی	8برس	غیرشادی شدہ	-	-	کوٹ ناصر،قصور	-	-	روزنامہ خبریں
19فروری	-	بچی	6برس	غیرشادی شدہ	فاضل	اہل علاقہ	تھانہ بھکی،شیخوپورہ	درج	گرفتار	روزنامہ خبریں
19فروری	فوزیہ	خاتون	-	-	حبدار چانڈیو	اہل علاقہ	لاڑکانہ	درج	-	روزنامہ کاوش
20فروری	ر	خاتون	-	-	مشتاق	اہل علاقہ	کوٹ فضل دین،پتوکی	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
20فروری	ر	خاتون	23برس	غیرشادی شدہ	علی شیر	اہل علاقہ	چک379 گ ب،فیصل آباد	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
20فروری	-	خاتون	-	شادی شدہ	اللہ دتہ	اہل علاقہ	چک413 گ ب،فیصل آباد	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
20فروری	فردوس اختر	خاتون	-	-	ساجد،سلیم،شعیب	اہل علاقہ	گجرات	-	-	روزنامہ نوائے وقت
20فروری	حلیمہ	خاتون	-	شادی شدہ	عثمان	اہل علاقہ	ہڈیارہ،لاہور	درج	-	روزنامہ خبریں
20فروری	-	خاتون	-	شادی شدہ	فیصل	اہل علاقہ	غازی آباد،لاہور	درج	گرفتار	روزنامہ ایکسپریس
20فروری	-	بچہ	6برس	غیرشادی شدہ	قاری حبیب اللہ	استاد	رحیم آباد،مینگورہ،سوات	درج	گرفتار	روزنامہ ایکسپریس
20فروری	ندا بی بی	خاتون	-	شادی شدہ	مجیب الرحمان	-	نورپور،چشتیاں	درج	-	روزنامہ جنگ ملتان
21فروری	س	خاتون	-	-	عبدالشکور	اہل علاقہ	منڈی فیصل آباد،ننکانہ	-	-	روزنامہ نیوز
21فروری	ندیم بی بی	بچی	10برس	غیرشادی شدہ	پرویز،غلام یاسین	-	موضع بہار کھاکی،رحیم یارخان	-	-	شیخ مقبول حسین
22فروری	عائشہ	خاتون	-	-	بلال،رشید	اہل علاقہ	منڈی مدرسہ،بہاولنگر	درج	-	روزنامہ خبریں
22فروری	-	خاتون	-	-	علی رضا	اہل علاقہ	شیراکوٹ،لاہور	-	-	روزنامہ نوائے وقت
22فروری	عظمیٰ	خاتون	-	شادی شدہ	نوید،عنایت	اہل علاقہ	گاؤں نورپور،قصور	-	-	روزنامہ مشرق
24فروری	الف	بچی	12برس	غیرشادی شدہ	-	اہل علاقہ	چک220،رب،باواوالا،فیصل آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
24فروری	ن	خاتون	-	غیرشادی شدہ	-	اہل علاقہ	حبیب ٹاؤن،جھنگ بازار،فیصل آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
24فروری	پ	خاتون	-	غیرشادی شدہ	نجابت	اہل علاقہ	چک616 گ ب،تاندلیانوالہ،فیصل آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
24فروری	-	خاتون	-	غیرشادی شدہ	طاہر	اہل علاقہ	مدینہ ٹاؤن،فیصل آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
24فروری	س	خاتون	-	غیرشادی شدہ	نصیر،رزاق	اہل علاقہ	فریدآباد،پاکپتن	-	-	روزنامہ نوائے وقت
24فروری	ع	خاتون	-	-	علی	اہل علاقہ	موضع لولا باجوہ،نارووال	-	-	روزنامہ نوائے وقت

عورتیں

شادی کے انکار پر جان لے لی

ٹوبہ ٹیک سنگھ 19 فروری کو گوجرہ کے نواحی گاؤں 281 ج ب کے ارشد کی شادی رقیہ بی بی سے ہوئی تھی جس نے تین سال قبل اپنی بیوی رقیہ بی بی کو قتل کر دیا تھا اور جیل چلا گیا تھا۔ بعدازاں وہ صلح کے نتیجے میں رہا ہو گیا۔ دوسری طرف رضیہ بی بی کی چھوٹی بہن عظمیٰ کا خاوند ایک سال قبل وفات پا گیا تو ارشد اسے اپنے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کرنے لگا جس کی شکایت اس نے بڑے بہنوئی اور بہن سے کی جن کے منع کرنے پر ارشد مشتعل ہو گیا اور عظمیٰ کو گلے میں پھندا ڈال کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پولیس نے مقدمہ درج کر کے ملزم کو گرفتار کر لیا ہے۔

(اعجاز اقبال)

بیوی پر تیزاب پھینک دیا

بصیرپور 6 فروری کو بصیر پور کے محلّہ شیخو پورہ کے رہائشی 30 سالہ شخص بشارت نے اپنی بیوی بشریٰ سے جھگڑے کے دوران مشتعل ہو کر اس پر تیزاب پھینک دیا جس سے وہ بری طرح جھلس گئی۔ ملزم موقع سے فرار ہو گیا۔ بشریٰ کو ہسپتال منتقل کر دیا گیا جہاں اسے تشویشناک حالت میں جناح ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔ ملزم کے خلاف تھانہ بصیر پور میں مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔

(اصغر حسین)

دو لڑکیوں کو اغواء کر کے قتل کر دیا

قلات 12 دسمبر 2013 کو قلات سے 10 کلو میٹر دور گاؤں کو ہنگ سے دو لڑکیوں نازیہ اور آسیہ کو اغواء کر لیا گیا تھا۔ اور آٹھ دن بعد ان کی تشدد زدہ لاشیں قلات سے دور گاؤں شخری کے مقام پر ایک پل کے نیچے سے برآمد ہوئیں۔ قلات میں اس وقوعے کے خلاف سیاسی پارٹیوں کی ہڑتال اور احتجاج دھرنا کے بعد ضلعی انتظامیہ نے کارروائی کرتے ہوئے ایک ملزم جعفر نامی شخص کو گرفتار کر کے پولیس کے حوالے کر دیا۔

(محمد علی)

دھماکہ خیز مواد پھٹنے سے خاتون جاں بحق

کرم ایجنسی 28 جنوری کو اپر کرم ایجنسی کے گاؤں سر سرنگ میں نامعلوم افراد کی جانب سے نصب شدہ بارودی سرنگوں کے دو دھماکوں میں ایک خاتون ہلاک اور دو خواتین زوجہ میر جنان اور دختر سید زمان زخمی ہو گئے۔ دونوں دھماکے یکے بعد دیگرے دن کے بارہ بجے کے قریب پانچ منٹ کے وقفے سے ہوئے۔ دونوں زخمی خواتین کو فوری طور پر قریبی ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں پر ان کی حالت تسلی بخش بتائی جاتی ہے جبکہ جاں بحق خاتون کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ وہ موقع پر ہی چل بسی تھی۔ واقعے کی ذمہ داری تا حال کسی نے قبول نہیں کی۔ حکام نے نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کر لیا۔ تاہم اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک کسی ملزم کی گرفتاری عمل میں نہیں لائی جا سکی تھی۔ ملزمان نے اپنے اس اقدام سے مقتول سے اس کی زندگی کا حق چھینا ہے جو اسے انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کے تحت حاصل تھا۔

(نامہ نگار)

بیوی کو قتل کر دیا

شانگلہ 25 جنوری کو شانگلہ کے علاقے شونیال سر میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو مبینہ طور پر غیرت کے نام پر فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ مقتولہ کے بھائی نے پولیس کو بتایا کہ اس کی بہن ممتاز کو اس کے شوہر ہمایوں نے قتل کیا ہے۔ پولیس نے ملزم کے گھر پر چھاپہ مارا اور اسے گرفتار کر لیا۔ تفتیش کے دوران ہمایوں نے جرم کا اعتراف کر لیا اور کہا کہ اسے شک تھا کہ اس کی بیوی کے کسی شخص کے ساتھ ناجائز تعلقات استوار تھے۔ ملزم کے اس گھناؤنے اقدام نے مقتولہ سے اس کی زندگی کا حق چھینا ہے جو اسے انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کے تحت حاصل تھا۔

(ایچ آر سی پی پشاور چیپٹر آفس)

شوہر نے بیوی کو ہلاک کر دیا

شانگلہ ضلع شانگلہ پولیس تھانہ کروڑہ کے مطابق شانگلہ کے علاقہ شاہ پور شونیال میں ذاکر اللہ نے اپنی بیوی بخت نصیبہ کو ناجائز تعلقات کی بنا پر فائرنگ کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پولیس نے مقتولہ کی بہن کی رپورٹ پر مقدمہ درج کر لیا ہے۔ پولیس نے ملزم کو گرفتار کر لیا ہے۔

(فضل ربی)

بدچلنی کا شبہ، جان لے لی

ٹوبہ ٹیک سنگھ نواحی گاؤں کوڈھن کے خان محمد کی بیٹی تصور بی بی کی شادی غلام رسول سے ہوئی تھی جن کے درمیان ناچاقی پیدا ہو گئی جس پر مشتعل ہو کر غلام رسول نے تصور بی بی پر بدچلنی کا الزام لگایا اور 13 فروری کو فائرنگ کر کے تصور بی بی کو شدید زخمی کر دیا جو زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئی۔ پولیس نے مقتولہ کی لاش قبضے میں لے کر پوسٹ مارٹم کے بعد ضروری کارروائی کرتے ہوئے ورثا کے حوالے کر دی جبکہ ملزم غلام رسول فرار ہو گیا۔ پولیس نے ملزم کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے۔

(نامہ نگار)

غیرت کے نام پر قتل کر دیا

بہاولپور یکم جنوری کو بہاولپور کے علاقے وزیر احمد آباد میں ارشد نامی شخص نے غیرت کے نام پر اپنی بہن کو قتل کر دیا۔ ارشد کو اپنی بہن پوپٹ مائی پر کسی آدمی کے ساتھ ناجائز تعلقات کا شبہ تھا جس پر اس نے اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ مل کر اسے فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ پولیس اطلاع ملنے پر جائے وقوعہ پر پہنچ گئی اور لاش کو قبضے میں لے کر پوسٹ مارٹم کے لیے ہسپتال منتقل کر دیا اور ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کر لیا تاہم اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزموں کی گرفتاری عمل میں نہیں لائی جا سکی تھی۔ ملزموں کی یہ کارروائی انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کی خلاف ورزی ہے جو ہر فرد کو زندگی کا حق فراہم کرتے ہیں۔

(خواجہ اسد اللہ)

خاتون کو تشدد کا نشانہ بنایا

ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع ٹوبہ کے شہر پیر محل کے نواحی علاقے موضع کوہل کلاں میں پرانی رنجش کی بنا پر ڈنڈوں کے وار کر کے شمیم بی بی کو زخمی کر دیا گیا۔ پولیس نے تین افراد کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے تاہم اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ان کی گرفتاری کو یقینی نہیں بنایا جا سکا۔

(اعجاز اقبال)

خواتین کا احتجاجی مظاہرہ

خضدار توتک، خضدار میں بلوچوں کی ایک اجتماعی قبر کی دریافت کے خلاف یکم فروری 2014 کو خواتین نے بڑی تعداد میں پریس کلب کوئٹہ کے سامنے ایک احتجاجی مظاہرہ کیا۔ خواتین رہنماؤں نے مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے اس سلسلے میں پاکستانی حکومت اور اقوام متحدہ کی خاموشی کی شدید مذمت کی اور برآمد شدہ نعشوں کے قاتلوں کو انصاف کے کٹہرے میں لانے کا مطالبہ کیا ہے۔ (غنی پرواز)

پرانی دشمنی پر خاتون کی جان لے لی

اوکاڑہ 25 جنوری کو نواحی قصبہ 32 چار ایل کی رہائشی یاسمین اپنے خاوند غلام دستگیر کے ہمراہ گاؤں واپس آ رہی تھی کہ مختار، ندیم، یوسف نے ان پر فائرنگ کر دی جس سے یاسمین موقع پر ہلاک ہوگئی۔ قتل کا واقعہ پرانی دشمنی کا شاخسانہ بتایا جا رہا ہے۔ مقتولہ یاسمین کی بہن نسرین چند ماہ قبل قتل ہونے والے امین نمبردار کے قتل کے مقدمہ میں نامزد ہے۔ محمد اسلم نے بتایا کہ یاسمین اپنے خاوند غلام دستگیر کے ہمراہ شہر سے گاؤں واپس آ رہی تھی کہ راستے میں مختار، ندیم اور یوسف نے اس پر فائرنگ کر دی جس سے وہ موقع پر ہلاک ہوگئی۔ یہ واقعہ پرانی دشمنی کی وجہ سے پیش آیا ہے۔ ایس ایچ او تھانہ صدر اوکاڑہ نے کہا ہے کہ ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کر کے ملزمان کی تفتیش شروع کر دی ہے۔

(اصغر حسین)

بیوی کو مار ڈالا

اوکاڑہ 10 فروری کو تھانہ صدر اوکاڑہ کے رہائشی صادق نے اپنی 25 سالہ بیوی پٹھانی بی بی کا گلا دبا کر قتل کر دیا اور فرار ہوگیا۔ پولیس تھانہ صدر نے مقدمہ درج کر کے ملزم کی تلاش شروع کر دی ہے۔ مقتولہ تین بچوں کی ماں تھی۔ ملزم کو شبہ تھا کہ اس کی بیوی کے اکرم نامی شخص سے ناجائز تعلقات استوار تھے۔ مقتولہ پٹھانی بی بی کے والد 50 سالا قیصر علی نے بتایا کہ اس کی بیٹی کو اس کے شوہر صادق نے جھگڑا کے دوران گلا دبا کر قتل کیا۔ ایچ ایچ او تھانہ صدر اوکاڑہ طارق محمود نے بتایا کہ مقتولہ پٹھانی کے قتل کے خلاف اس کے خاوند صادق کے خلاف قتل کا مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔

(اصغر حسین)

بیٹی کو قتل کر دیا

ٹوبہ ٹیک سنگھ 19 فروری کو ٹوبہ ٹیک سنگھ کے نواحی گاؤں میں ریاض احمد نے اپنی جواں سالہ بیٹی کو پسند کی شادی کرنے سے منع کیا تو باپ بیٹی میں تکرار شروع ہوگئی۔ جس پر باپ نے مشتعل ہو کر اپنی بیٹی کے سر میں ڈنڈے مار کر 21 سالہ تہمینہ کو ہلاک کر دیا۔ پولیس نے ملزم کو گرفتار کر لیا ہے اور لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے ہسپتال پہنچا دیا۔ (اعجاز اقبال)

بچے

باپ نے 6 سالہ بچی ونی کر دی

داجل داجل کے علاقہ پٹ والی میں باپ نے پنچائتی فیصلہ پر اپنی چھ سالہ بیٹی چالیس سالہ شخص سے ونی کر دی۔ ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر راجن پور کی ہدایت پر ڈی ایس پی جام پور نے تھانہ لعل گڑھ کے علاقہ ٹبی سوگی میں جا کر معصوم بچی کو بازیاب کر کے فیصلہ کرنے والے پنچائتیوں سرپنچ ڈاکٹر مشتاق لاشاری، کلیم اللہ اور محمد ابراہیم کو گرفتار کر لیا۔ تفصیل کے مطابق داجل کے علاقہ پٹ والی کے رہائشی عاشق حسین حسام نے ایک سال قبل ٹبی سوگی کے رہائشی محمد حسین کی ہمشیرہ زاہدہ نامی خاتون کے ساتھ پسند کی شادی کر لی تھی۔ بعد ازاں جرگے نے فیصلہ کیا کہ عاشق حسین اس اقدام کے عوض محمد حسین لشاری کو اپنی چھ سالہ بیٹی شازیہ ونی کر دے اور مبلغ تین لاکھ کے علاوہ ایک بھینس بھی دے۔ ڈی پی او کی ہدایت پر ڈی ایس پی جام پور نے داجل پولیس کے ہمراہ ٹبی سوگی میں محمد حسین کے گھر میں چھاپہ مار کر چھ سالہ شازیہ کو برآمد کر کے جرگے کے ملزمان کو گرفتار کر لیا۔

(عبدالمالک مظفر)

چوری کے الزام میں بچے گرفتار

لاڑکانہ لاڑکانہ شہر کے تھانہ ولید کی پولیس نے چوری کے الزام میں زیر حراست 2 کم عمر بچوں کو لاک اپ میں بند کر رکھا تھا، جس کی خبر میڈیا پر نشر ہونے کے بعد 23 فروری کو پولیس نے دو بچوں 15 سالہ اسلم کلہوڑو اور 14 سالہ ساجد ملانو کو سیشن جج کی عدالت میں پیش کیا، جہاں پر عدالت نے دونوں بچوں کے میڈیکل کرانے کے احکامات جاری کرتے ہوئے ان کے ساتھ انسانیت سوز سلوک پر برہمی کا اظہار کیا۔ عدالت نے ملوث پولیس افسران اور اہلکاروں کیخلاف کاروائی کے احکامات بھی جاری کیے۔ جس کے بعد ایس ایس پی لاڑکانہ نے ولید تھانے کے ہیڈ محرر اور اہلکار امام الدین چانڈیو کو ملازمت سے برطرف جبکہ ایس ایچ او نظیر مگسی اور اے ایس آئی کو معطل کرتے ہوئے انکوائری ٹیم تشکیل دیدی ہے۔

(شاکر جمالی)

دستی بم پھٹنے سے چھ بچے جاں بحق

ہنگو 5 جنوری کو سٹی پولیس سٹیشن کے علاقے میں ہینڈ گرنیڈ پھٹنے سے چھ بچے جاں بحق ہوگئے۔ نامعلوم افراد نے کچرے کے ڈھیر میں ہینڈ گرنیڈ رکھا تھا۔ ایک بچے نے کچرے کے ڈھیر میں سے اسے اٹھا لیا اور اس کے ساتھ کھیلنا شروع کر دیا اس دوران وہ پھٹ گیا جس کے نتیجے میں چھ بچے جاں بحق ہوگئے۔ ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر کا کہنا ہے کہ دھماکے کے نتیجے میں پانچ بچے اور ایک بچی جاں بحق ہوئی جبکہ ایک بچہ زخمی ہوا۔ رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزمان کو گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ ملزموں نے اپنے مذکورہ اقدام سے معصوم بچوں سے ان کی زندگی کا حق چھینا ہے جو انہیں انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کے تحت حاصل تھا۔

(ایچ آر سی پی پشاور چیپٹر آفس)

کمسن طالبہ پر ٹیچر کا تشدد

حیدرآباد 13 فروری کو تاپور کالونی میں واقع نجی سکول میں سبق نہ پڑھنے پر تیسری جماعت کی طالبہ سات سالہ عائشہ خاصخیلی کو مبینہ طور پر ٹیچر نے تشدد کا نشانہ بنایا جس کے باعث بچی کا ہاتھ سوجھ گیا۔ جسے مقامی ہسپتال لے جایا گیا۔ متاثرہ بچی کے چچا شاہد خاصخیلی نے الزام عائد کیا کہ اسکول میں طلبہ پر تشدد معمول بن چکا ہے۔ انہوں نے محکمہ تعلیم کے حکام سے اپیل کی کہ مذکورہ سکول میں بچوں پر تشدد کا فوری طور پر نوٹس لیا جائے۔ دوسری جانب سکول پرنسپل نے طالبہ پر تشدد کیے جانے کی تردید کی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ حقیقت یہ ہے کہ بچی کو سکول میں کھیلنے کے دوران گرنے سے چوٹ آئی۔

(لالہ عبدالحلیم)

تعلیم

بسیں فراہم کی جائیں

ہرنائی ہرنائی ڈگری کالج میں طلباء وطالبات انتہائی دور دراز علاقوں سے پڑھائی کے مقصد کے لیے آتے ہیں مگر انہیں ٹرانسپورٹ کی سہولت میسر نہیں۔ کوئی سرکاری بس نہ ہونے کی وجہ سے طالب علم اکثر غیر حاضر رہتے ہیں۔ جو کالج میں اپنی حاضری کو یقینی بناتے ہیں میں وہ دیر سے پہنچتے ہیں۔ محکمہ تعلیم سے اپیل ہے کہ ہرنائی ڈگری کالج کے طلباء وطالبات کے لیے ایک بس کا بندوبست کیا جائے تاکہ طلبا وطالبات کی کالج میں بروقت حاضری کو یقینی بنایا جاسکے۔

(حمیداللہ)

تعلیمی سہولیات کے بغیر سکول

گھوٹکی تحصیل ڈہرکی کے درجنوں اسکول محکمہ تعلیم کی عدم توجہی کے سبب کئی سال سے بند ہیں، جس کی وجہ سے کئی بچے تعلیم حاصل کرنے سے محروم ہیں۔ غریب طبقے سے رکھنے والے افراد کے بچوں کی پڑھائی متاثر ہورہی ہے۔ متعدد سکولوں کی عمارتیں یا تو گر کر تباہ ہوچکی ہیں، یا زبوں حالی کا شکار ہیں۔ گاؤں حافظ سلیمان کے بوائز پرائمری اسکول، رسول پور کے پرائمری اسکول، گاؤں پیارو ملک سمیت دیگر علاقوں میں اسکولز ہونے کے باوجود بچے تعلیم سے محروم ہیں، گاؤں غازی خان ڈہر میں 100 سے زائد بچے سردی کے موسم میں سڑک پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہیں۔ گرمیوں میں کھلے آسمان تلے تپتی دھوپ میں تعلیم حاصل کرتے ہیں، اس سلسلے میں مقامی رہائشیوں نوبت ڈہر، غلام حسین ڈہر، مطلوب ملک، رانا منور ودیگر کا کہنا تھا کہ گاؤں غازی خان ڈہر میں حکومت کی جانب سے 2005ء میں گورنمنٹ بوائز پرائمری اسکول منظور ہوا، جہاں اسکول کی عمارت نہ ہونے کے سبب بچے اور بچیاں کھلے آسمان تلے سڑک پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنے پر مجبور ہیں وہ 9 سال سے اسکول کو اپنی مدد آپ کے تحت چلا رہے ہیں، محکمہ تعلیم کے افسران کو اساتذہ کی تعیناتی اور عمارت کی تعمیر کے لیے متعدد درخواستیں دیں، تاحال کسی بھی افسران نے ان پر توجہ نہیں دی۔ کئی سکولوں میں تعینات اساتذہ ہر ماہ گھر بیٹھے تنخواہیں وصول کررہے ہیں، لیکن محکمہ تعلیم کے اعلیٰ افسران اس مسئلے کا نوٹس نہیں لے رہے۔ گاؤں حافظ سلیمان ڈہر میں اسکول کی عمارت بارشوں کا پانی پڑنے کی وجہ سے زمین بوس ہوگئی تھی جو 3 سال بعد بھی تعمیر نہیں ہوسکی۔ اہل علاقہ نے مذکورہ اسکولوں کی حالت بہتر بناکر ان میں درس وتدریس کا سلسلہ بحال کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

(شاکر جمالی)

تعلیم کی ابتر صورتحال کیخلاف احتجاجی مظاہرہ

حیدرآباد 22 فروری کو سندھ میں تعلیم کی ابتر صورتحال کے خلاف پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرین نے پلے کارڈز اٹھار کھے تھے۔ اس موقع پر مظاہرین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اندرون سندھ میں کثیر تعداد میں سکول بند پڑے ہیں جس کی وجہ سے لاکھوں بچے تعلیم سے محروم ہیں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کی جانب سے سندھ کی تعلیم پر کوئی توجہ نہیں دی جارہی ہے، من پسند اساتذہ بھرتی کئے جاتے ہیں جو گھر بیٹھ کر تنخواہیں وصول کررہے ہیں لیکن اسکول پڑھانے نہیں جاتے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ہنگامی بنیادوں پر سندھ کے تمام سکولوں کو پڑھائی کے لیے کھولا جائے اور غیر حاضر اساتذہ کیخلاف قانونی اقدامات کیے جائیں۔

(لالہ عبدالحلیم)

بند سکولوں کو کھولا جائے

ہرنائی ضلع ہرنائی کی یونین کونسل سپین تنگی ہرنائی ضلع کا ایک انتہائی غریب اور پسماندہ علاقہ ہے۔ یہاں پر موجود تمام پرائمری سکول بند ہیں۔ مزید برآں لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے کوئی ہائی سکول نہیں ہے۔ پرائمری تعلیمی ادارے بھی کئی سالوں سے بند پڑے ہیں۔ لوگوں نے اعلیٰ حکام سے اپیل کی ہے کہ یہاں قائم تمام بند سکول پڑھائی کے لیے کھولے جائیں تاکہ ان کے بچوں کا قیمتی وقت مزید ضائع ہونے سے بچ جائے۔

(حمیداللہ)

سکول کو دھماکے سے اڑا دیا گیا

بنوں بنوں کے علاقے بنگش خیل میں گورنمنٹ ہائی سکول برائے طالبات کو دھماکے سے اڑا دیا۔ حملہ آوروں نے رات کے وقت سکول کی عمارت میں دھماکہ خیز مواد نصب کیا اور اسے دھماکے سے اڑا دیا۔ مذکورہ سکول ایک گنجان آباد علاقے میں واقع ہے جس میں 276 طالبات پڑھتی ہیں اور یہاں 17 اساتذہ پڑھاتے ہیں۔ بہت سے والدین نے خطرے اور سیکورٹی کی غیر اطمینان صورتحال کے باعث اپنے بچوں کو سکول سے اٹھالیا ہے۔ اساتذہ بھی یہاں سے نقل مکانی کررہے ہیں۔ لہذا اس علاقے کے بچوں کا مستقبل خطرے میں ہے۔ محکمہ تعلیم نے طالبات کی بحالی کے لیے ہنگامی بنیادوں پر اقدامات نہیں کئے۔ پولیس نے واقعے کی ایف آئی آر درج کرلی ہے۔ تاہم اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک کسی کو گرفتار نہیں کیا جاسکا۔

(شاہ فہد اللہ)

بروقت کتابیں فراہم کی جائیں

ہرنائی ضلع ہرنائی کا تعلیمی سیشن دیگر اضلاع سے مختلف ہے۔ یہاں گرمیوں کی چھٹیاں ختم ہوتے ہی نیا تعلیمی سال شروع ہوتا ہے۔ جس کا آغاز 15 اگست سے ہوتا ہے جو جون تک جاری رہتا ہے۔ ہرنائی کے بعض سکول مکمل طور پر بند ہیں اور بعض میں تاحال بچوں کو درسی کتابیں فراہم نہیں کی گئیں۔ چھٹی جماعت کی انگریزی کی کتاب چھ ماہ گزرنے کے باوجود بچوں کو مہیا نہیں کی گئی۔ ہرنائی کے شہریوں کا مطالبہ ہے کہ سکولوں میں تمام کتب کی جلد از جلد فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

(حمیداللہ)

سکولوں میں تعلیمی سہولیات کا فقدان

ٹوبہ ٹیک سنگھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے سرکاری تعلیمی اداروں میں طلبا وطالبات، کلاس رومز، عمارتوں، ٹائلٹ، بلاکس اور گراؤنڈ کی صفائی کی ابتر صورتحال پیدا ہوگئی ہے۔ اس بات کا انکشاف ڈسٹرکٹ مانیٹرنگ آفیسر ٹوبہ نے ایک رپورٹ میں کیا ہے۔ اس سلسلے میں جب ایچ آر سی پی کے ضلعی کور گروپ کی طرف سے ای ڈی او ایجوکیشن سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ 38 کے قریب ایسے سکول پائے گئے ہیں جن کے سربراہان کو اظہار وجوہ کے نوٹس بھجوا دیئے گئے ہیں۔ بہت جلد ان سکولوں کی حالت بہتر ہوجائے گی۔

(اعجاز اقبال)

صحت

جیل میں علاج معالجے کے مسائل

خضدار گڈانی جیل میں اس وقت 485 قیدی بند ہیں۔ لیکن ان کے علاج معالجے کا کوئی انتظام نہیں۔ قیدیوں کو سرد موسم سے بچانے کے لئے گیس یا بجلی کے ہیٹروں کی بجائے کوئلے کے چولہے استعمال کئے جا رہے ہیں۔ جن سے بعض قیدی دمے اور ٹی بی کے مریض بن چکے ہیں۔ متعلقہ جیل حکام سے اپیل ہے کہ گڈانی جیل میں مناسب ڈسپنسری، ضروری ادویات اور فرض شناس ڈاکٹروں کا فوری انتظام عمل میں لایا جائے۔ (غنی پرواز)

طبی سہولیات کے بغیر ہسپتال

اٹک تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال جنڈ 15 یونین کونسلز کی بڑی آبادی کے لیے واحد ہسپتال ہے۔ روزانہ 300 سے زائد مریض علاج معالجے کیلئے ٹی ایچ کیو ہسپتال جنڈ آتے ہیں ہسپتال ذرائع کے مطابق زیادہ تر موسمی بیماریاں جن میں بخار، نزلہ، زکام، کھانسی، پھیپھڑوں کی انفیکشن شامل ہیں، کے مریض ہوتے ہیں جن کی سہولت کیلئے 40 بیڈز پر مشتمل زنانہ و مردانہ وارڈز، ڈینٹل لیب اور تشخیصی ٹیسٹ لیبارٹری موجود ہے۔ جبکہ مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ ان سے لیبارٹری ٹیسٹ، دانتوں کی صفائی، بھرائی اور دانت نکلوانے کی فیس وصول کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں پاگل کتے اور سانپ کے کاٹے کی ویکسینز اور زچہ و بچہ کیلئے گائنی لیڈی ڈاکٹر کی سہولت بھی ہسپتال میں دستیاب نہیں ہے۔ اکثر زچگی کے مریضوں کو راولپنڈی اور اسلام آباد کے ہسپتالوں میں ریفر کر دیا جاتا ہے جبکہ غریب و نادار مریض بڑے شہروں کے بھاری بھر اخراجات برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتے جس کے باعث اکثر اوقات زچہ و بچہ کی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ ہسپتال میں موجود ایمبولنس کی حالت انتہائی خراب ہے۔ شہریوں نے منتخب نمائندوں اور پنجاب حکومت سے پرزور اپیل ہے کہ ٹی ایچ کیو ہسپتال جنڈ میں ترجیحی بنیادوں پر طبی سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

(راشد علی)

علاج کی ناکافی سہولیات، مریض جاں بحق

اٹک ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال اٹک میں ڈاکٹر اور عملے کی غفلت، طبی سہولیات کی عدم فراہمی، نامناسب دیکھ بھال کے سبب اٹک سے 25 کلومیٹر دور سوجھنڈا کی رہائشی 13 سالہ خدیجہ بی بی دختر دلاور باز نے جان دے دی۔ خدیجہ بی بی کے انتقال پر اُس کے اہل خانہ نے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی ایمرجنسی کے باہر احتجاجی دھرنا دیتے ہوئے وزیر اعلیٰ، محکمہ صحت اور ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال اٹک کی انتظامیہ کے خلاف نعرہ بازی کرتے ہوئے ذمہ داران کے خلاف قتل کا مقدمہ درج کرنے کا مطالبہ کیا۔ ایس ایچ او ماڈل پولیس اسٹیشن اٹک سٹی موقع پر پہنچ گئے اور جاں بحق ہونے والی خدیجہ بی بی کے نانا عبدالرحمٰن کی درخواست پر ذمہ داران کے خلاف رپٹ درج کر لی، ایم ایس ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال اٹک نے ہسپتال کے عملے کی غفلت کے سبب جاں بحق ہونے والی 13 سالہ خدیجہ بی بی کی وفات پر سینئر ڈاکٹرز پر مشتمل 4 رکنی انکوائری ٹیم تشکیل دے دی جو 10 فروری کو اپنی رپورٹ مکمل کر کے انہیں اصل صورتحال سے آگاہ کرے گی۔ (راشد علی)

پینے کے صاف پانی کی عدم فراہمی

خیرپور میرس خیرپور شہر کی آدھے سے زیادہ آبادی میں پینے کے پانی کا شدید بحران ہے۔ خیرپور شہر میں ناسک کی طرف سے بخاری محلّہ، جیلانی محلّہ، منشی محلّہ، بھرگڑی محلّہ، غریب آباد محلّہ میں پینے کے صاف پانی کی فراہمی کئی دنوں سے بند ہے جس کی وجہ سے شہری پریشان ہیں۔ مقامی شہریوں کا کہنا ہے کہ وہ مہنگے داموں پانی خریدنے پر مجبور ہیں۔ ان کا مطالبہ ہے کہ پینے کے صاف پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔ (عبدالمنیم ابڑو)

مضر صحت پانی کی فراہمی

حیدرآباد لیاقت یونیورسٹی آف میڈیکل اینڈ ہیلتھ سائنسز جامشورو نے دریائے سندھ، اس سے نکلنے والی نہروں اور فلٹر پلانٹس سے شہریوں کو فراہم کیے جانے والے پانی کے نمونوں کی ٹیسٹنگ کے بعد اسے مضر صحت قرار دیا اور اس کے نتیجے میں بیماریاں پھیلنے کا خدشہ ظاہر کیا ہے۔ جبکہ ایم ڈی واسا نے ان رپورٹوں کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہوئے کہا ہے کہ فلٹر پلانٹس سے شہریوں کو پانی فراہم کرنے سے قبل اس کا یومیہ ٹیسٹ کیا جاتا ہے لیکن رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ پانی میں کولیفورم بیکٹریا کی تعداد بھی زیادہ ہے جس کے استعمال سے انسان پیچش کا شکار ہو سکتا ہے۔ ڈاکٹر نوشاد شیخ نے مضر صحت پانی کی فراہمی پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ یونیورسٹی نے محکمہ پبلک ہیلتھ اور مقامی انتظامیہ کو بھی آگاہ کر دیا ہے کہ وہ اس سلسلے میں موثر اقدامات کر کے شہریوں کی صحت کو محفوظ بنائیں۔ (لالہ عبدالحلیم)

سیوریج کا ناقص نظام

دیپالپور دیپالپور کے گنجان آباد محلّہ ڈھکی محلّہ گیلانیہ، محلّہ گوردیال، محلّہ قاضیانوالہ محلّہ لعلو جسرائے، محلّہ محمدیہ اور دیگر علاقوں میں پینے کے پانی میں سیوریج کا پانی شامل ہو رہا ہے اور سینکڑوں افراد یہ پانی پینے سے ہیپاٹائٹس بی اور سی کا شکار ہو گئے ہیں جس میں چھوٹے بچوں سمیت خواتین اور مرد شامل ہیں۔ شہریوں نے مطالبہ کیا ہے کہ پاکپتن دروازہ کے قریب سرکاری جگہ پر واٹر فلٹریشن پلانٹ لگا دیا جائے تو ہزاروں افراد موذی امراض سے بچ جائیں۔ اس سلسلہ میں مدینہ چوک دیپالپور میں سینکڑوں خواتین نے احتجاج کیا تھا جہاں پر اسسٹنٹ کمشنر دیپالپور نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ واٹر فلٹریشن پلانٹ لگا دیں گے اور محلّہ ڈھکی کے واٹر سپلائی کے پائپ بھی تبدیل کر دیں گے جو ابھی تک نہیں تبدیل کئے گئے۔ شہریوں نے اعلیٰ حکام سے اپیل کی ہے کہ فوری طور پر واٹر فلٹریشن پلانٹ اور واٹر سپلائی پائپ تبدیل کئے جائیں تاکہ مزید افراد موذی امراض سے بچ سکیں۔

(مسعود علی)

ملیریا کے پھیلنے کا خدشہ

باجوڑ ایجنسی باجوڑ ایجنسی میں مچھر مار سپرے نہ ہونے کی وجہ سے مچھروں کی پیداوار میں اضافہ ہو گیا۔ جس کی وجہ سے بیماریاں پھیلنے لگی ہیں۔ باجوڑ ایجنسی کے مختلف علاقوں میں سپرے نہ کرانے کے باعث مچھروں کی بھرمار ہے۔ جس سے ڈینگی، بخار، ملیریا اور دیگر بیماریوں کے پھیلنے کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔ انہوں نے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ باجوڑ ایجنسی میں مچھر مار سپرے کرایا جائے تاکہ ڈینگی، ملیریا اور دیگر مہلک امراض کی روک تھام کی جا سکے۔ (شاہد حبیب)

عورتوں کے خلاف ہر قسم کے امتیازات کے خاتمے کا معاہدہ

تعارف

عورتوں کے خلاف ہر قسم کے امتیازات کے خاتمے کا معاہدہ (سیڈا) اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 18 اکتوبر 1979ء کو منظور کیا۔ تاہم بین الاقوامی میثاق کی حیثیت سے یہ معاہدہ 3 ستمبر 1981ء کو اس وقت نافذ ہوا جب بیسویں ملک نے بھی اس کی توثیق کر دی۔ معاہدے کے نفاد کی دسویں سالگرہ کے موقع پر 1989ء میں کم وبیش ایک سو ممالک نے اس کی پابندی کرنے پر رضامندی ظاہر کی تھی۔

یہ معاہدہ عورتوں کی صورتحال پر نظر رکھنے اور حقوق نسواں کو فروغ دینے کے لئے 1946ء میں قائم کردہ تنظیم اقوام متحدہ کمیشن برائے مرتبہ خواتین کی تیس سالہ جدوجہد کا حاصل تھا۔ کمیشن کی مساعی نے ان شعبوں کی نشاندہی کرنے میں رہنما کردار ادا کیا ہے جہاں مردوں کے ساتھ عورتوں کی برابر حیثیت تسلیم نہیں کی جاتی۔ فلاح نسواں کیلئے کمیشن کی کوششوں کے نتیجے میں متعدد اعلامیئے اور اعلانات جاری کئے گئے جن میں سے عورتوں کے خلاف تمام امتیازات کے خاتمے کے معاہدے کو مرکزی اور نہایت جامع دستاویز ہونے کی حیثیت حاصل ہے۔

انسانی حقوق کے بین الاقوامی معاہدات میں مذکورہ معاہدے کو ایک منفرد مقام حاصل ہے کیونکہ اس کے باعث عورتوں پر مشتمل انسانی آبادی کا نصف حصہ بھی انسانی حقوق کو درپیش خطرات کے حوالے سے توجہ کا مرکز بن گیا ہے معاہدے کی اساس اقوام متحدہ کے وہ مقاصد ہیں جن کا ہدف بنیادی انسانی حقوق، بنی نوع انسان کی قدرومنزلت اور عورتوں اور مردوں کے مساوی حقوق پر عوام الناس کے یقین کو استحکام پذیر بنانا ہے۔ موجودہ دستاویز مساوات کا مفہوم متعین کرتی ہے اور اسے حاصل کرنے کی راہ بتاتی ہے۔ اس کے پیش نظر یہ معاہدہ نہ صرف حقوق نسواں کیلئے ایک بین الاقوامی بل کا تعین کرتا ہے بلکہ ایک ایسے ضابطہ کار کی نشاندہی بھی کرتا ہے جس پر عملدرآمد کے ذریعے مختلف ممالک عورتوں کے ان حقوق کے تحفظ کی ضمانت بھی دے سکتے ہیں۔

معاہدے کے دیباچے میں یہ امر واضح طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ ''عورتوں کے خلاف امتیاز برتنے کا سلسلہ جاری ہے'' اور اس لحاظ سے یہ معاہدہ اس امر کی تاکید کرتا ہے کہ یہ امتیازات ''انسانی وقار، احترام اور حقوق کی برابری کے اصولوں کی خلاف ورزی کرتے ہیں'' دفعہ 1 میں دی گئی تعریف کے مطابق امتیاز روا رکھنے سے مراد ''سیاسی، اقتصادی، سماجی، ثقافتی یا سول شعبوں میں جنس کی بنا پر کسی قسم کی تفریق کرنا، کسی ایک جنس کو الگ کر دینا یا اس پر پابندی عائد کرنا ہے''۔ چنانچہ معاہدہ فریق ریاستوں سے حسب ذیل مطالبہ کرکے مساوات کے اصول کی مثبت اور بامعنی توثیق کا تقاضا کرتا ہے۔

''تمام ریاستیں قانون سازی سمیت تمام مناسب اقدام کریں تاکہ خواتین کی پیش رفت اور بھرپور ترقی کے عمل کو یقینی بنایا جاسکے اور مردوں کے ساتھ برابری کی بناء پر انہیں تمام بنیادی حقوق اور شہری آزادیوں سے استفادہ کرنے کے مقاصد کے حصول کی ضمانت دی جاسکے'' (دفعہ 3) مساوات کا ضابطہ عمل ازیں بعد آنے والی چودہ دفعات میں مخصوص کر دیا گیا ہے۔ ان تک رسائی کے حوالے سے معاہدے میں عورتوں کی صورتحال کی تین جہتوں کا احاطہ کیا گیا ہے۔ شہری حقوق اوعورتوں کی قانونی حیثیت پر مفصل بحث کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ اور انسانی حقوق کے دیگر معاہدات کے برعکس، اس معاہدے میں انسان کے تولیدی عمل کی مختلف جہتوں اور مرد اور عورت کے مابین تعلقات پر ثقافتی عوام کے اثرات پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے۔

''تمام ریاستیں قانون سازی سمیت تمام مناسب اقدام کریں تاکہ خواتین کی پیش رفت اور بھرپور ترقی کے عمل کو یقینی بنایا جاسکے اور مردوں کے ساتھ برابری کی بناء پر انہیں تمام بنیادی حقوق اور شہری آزادیوں سے استفادہ کرنے کے مقاصد کے حصول کی ضمانت دی جاسکے''

عورت کی قانونی حیثیت پر وسیع تر پس منظر میں توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ 1952ء میں عورتوں کے سیاسی حقوق کا منشور منظور ہو جانے کے باوجود، سیاسی عمل میں شرکت کے بنیادی حقوق کا دائرہ محدود نہیں کیا گیا۔ بلکہ موجودہ دستاویز کی دفعہ 7 میں مذکورہ منشور کی شرائط کا اعادہ کیا گیا ہے، جن کی بدولت عورتوں کو رائے دینے، سرکاری ذمہ داریاں انجام دینے اور دفاتر میں کام کرنے کے حقوق کی ضمانت دی گئی ہے۔ ان حقوق میں بین الاقوامی سطح پر اپنے اپنے ملکوں کی نمائندگی کرنے کیلئے عورتوں کی شہریت کے معاہدے جو 1957ء میں منظور کیا گیا کو دفعہ 9 کی رو سے معاہدہ ہذا سے مربوط کیا گیا ہے، یہ عورتوں کی ازدواجی حیثیت کے قطع نظر، ان کو شہریت کا حق عطا کرتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ معاہدہ اس حقیقت کی جانب بھی توجہ مرکوز کراتا ہے کہ عورتوں کی قانونی حیثیت شادی سے منسلک ہو کر رہ گئی ہے، اور اس طرح وہ اپنا انفرادی حق حاصل کرنے کی بجائے اپنے خاوند کی شہریت کی مرہون منت ہو کر رہی گئی ہیں۔ دفعات 10، 11 اور 13 بالترتیب تعلیم، روزگار اور سماجی واقتصادی سرگرمیوں میں عورتوں کے بلا امتیاز حقوق کی توثیق کرتی ہیں۔ دیہی عورتوں کی صورتحال کے حوالے سے یہ مطالبے پورے کرنے پر بھی خصوصی طور پر زور دیا گیا ہے کیونکہ دفعہ 14 کے مطابق ان کی مخصوص جدوجہد اور اقتصادی فراوانی میں عورتوں کا نمایاں کردار منصوبہ بندی میں ان پر زیادہ توجہ دینے کا تقاضا کرتے ہیں دفعہ 15 میں شہری اور کاروباری امور میں عورت کی مکمل برابری کی تاکید کی گئی ہے اور مطالبہ کیا گیا ہے کہ عورتوں کی قانونی حیثیت کو زیر پابندی لانے والے جملہ ضوابط'' کالعدم اور غیر موثر تصور کئے جائیں۔'' آخر میں دفعہ 16 میں شادی کے مسئلے اور خاندانی تعلقات کو دوبارہ زیر غور لایا گیا ہے اور یہ تاکید کی گئی ہے کہ شادی کا حق استعمال کرنے، والدین کی حیثیت سے فرائض انجام دینے، ذاتی حقوق اور جائیداد حاصل کرنے کے ضمن میں عورتوں اور مردوں کو مساوی حقوق دیئے جائیں۔

شہری حقوق کے تحفظ کے علاوہ معاہدے میں عورتوں کے ایک اور اہم مسئلے، یعنی تولیدی حقوق پر بھی خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ دیباچے میں اس حق کی ابتداء ان الفاظ میں کی گی ہے۔ ''افزائش نسل میں عورت کا کردار وجہ تفریق نہیں بنایا جانا چاہئے''۔ عورت کے خلاف امتیازی سلوک اور اس کا تولیدی کردار پورے معاہدے میں مسلسل توجہ کا موضوع ہے۔ مثال کے طور پر منشور کی دفعہ 5 میں استدلال کیا گیا ہے۔ ''سماجی فریق کی حیثیت سے زچگی کا مکمل ادراک ضروری ہے''۔ بچے کو جنم دینے کے عمل کو ماں اور باپ کی مشترکہ ذمہ داری تسلیم کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ زچہ و بچہ کے تحفظ اور دیکھ بھال کو لازمی حقوق کے زمرے میں شامل کیا گیا ہے اور انہیں منشور کے تمام شعبوں سے مربوط کیا گیا ہے، خواہ ان شعبوں کا

تعلق حصول روزگار، خاندانی قوانین، تحفظ صحت یا حصول تعلیم سے ہو۔ سماجی خدمات کی فراہمی معاشرے کے فرائض میں شامل ہے۔ بالخصوص بچوں کی نگہداشت کی سہولتوں کی فراہمی کیونکہ یہ سہولتیں لوگوں کو انفرادی طور پر خاندانی ذمہ داریاں انجام دینے اور قومی زندگی میں مشترکہ کام کرنے کا موقع فراہم کرتی ہیں۔ زچہ و بچہ کی دیکھ بھال کیلئے خصوصی اقدامات تجویز کئے گئے ہیں اور انہیں ''امتیازی سلوک قرار نہ دینے'' کی تاکید کی گئی ہے۔ (دفعہ 4) معاہدہ عورتوں کے تولیدی اختیار کے حق کی بھی تصدیق کرتا ہے۔ قابل توجہ امر تو یہ ہے کہ صرف انسانی حقوق کا معاہدہ ہی خاندانی منصوبہ بندی کا تذکرہ کرتا ہے۔ فریق ریاستوں پر ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ خاندانی منصوبہ بندی کی بابت مشاورت کو نظام تعلیم میں شامل کریں (دفعہ 10) اور ایسے ضوابط کو فروغ دیں جو عورتوں کو ان حقوق کی ضمانت فراہم کریں جن کی بدولت وہ ''بچوں کی تعداد اور پیدائش میں وقفے کا آزادانہ فیصلہ کرسکیں متعلقہ ضروری معلومات اور تعلیم تک رسائی حاصل کرسکیں اور انہیں ایسے وسائل بھی حاصل ہوں تاکہ وہ ان حقوق سے استفادہ کرسکیں''۔ (دفعہ 16)

منشور کا تیسرا عام تقاضا انسانی حقوق کے بارے میں ہمارے تصور کو وسعت دیتا ہے کیونکہ اس کی بدولت ثقافتی اور روایتی اثرات کو رسمی زاویوں سے پذیرائی ملتی ہے جو عورتوں کے بنیادی حقوق کی ادائیگی میں رخنہ انداز ہوتے ہیں یہ عوامل قدیم رسم و رواج اور طور طریقوں کی صورت میں اثر انداز ہوتے ہیں اور عورتوں کی ترقی پر متعدد قانونی، سیاسی اور اقتصادی قدغنیں عائد کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ داخلی تعلقات کی اس صورت حال کے پیش نظر معاہدے کے دیباچے میں زور دیا گیا ہے کہ ''معاشرے اور خاندان کی سطح پر مردوں اور عورتوں کے روایتی کردار میں ایک ایسی تبدیلی لانے کی ضرورت ہے جس کے طفیل مردوں اور عورتوں کے مابین مکمل برابری حاصل کی جاسکے''۔ اس لحاظ سے فریق ریاستوں کو انفرادی کردار کے سماجی اور ثقافتی اسالیب میں جدت پیدا کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے تاکہ ''ایسے تمام تعصّبات، روایات اور بے جا سرگرمیوں کا خاتمہ ہوسکے جو مرد یا عورت کے بہتر یا کمتر ہونے کی عکاسی کرتی ہوں یا عورتوں اور مردوں کے قدامت پسندانہ کردار پر مبنی ہوں'' (دفعہ 5)۔ (دفعہ 10-ج) درسی کتب، سکول پروگراموں اور تدریسی طریقوں کا جائزہ لینے کی ذمہ داری متعین کرتی ہے تاکہ تعلیم کے شعبے میں قدامت پسندانہ نظریات کی بیخ کنی کی جاسکے۔ آخر میں ثقافتی اسالیب، جو کام کاج کے خارجی میدان کو ''مرد کی دنیا'' اور گھریلو سرگرمیوں کو ''عورت کی دنیا'' قرار دیتے ہیں کو معاہدے کی جملہ شرائط میں ہدف بنایا گیا ہے۔ یہ شرائط خاندانی زندگی میں مساوی ذمہ داریوں اور تعلیم و روزگار کے حصول کے سلسلے میں مساوی حقوق کی توثیق کرتی ہیں۔ باایں ہمہ معاہدہ ایسے تمام عوامل کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک جامع ضابطہ کار بھی وضع کرتا ہے جو جنس کی بنا پر تفریق کے جواز اور تسلسل کا باعث بنتے ہیں۔

معاہدے پر عمل درآمد عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کے خاتمے کیلئے قائم کردہ کمیٹی کی نگرانی میں کیا جارہا ہے۔ معاہدہ (CEDAW) کی ذمہ داریوں اور انتظامی امور کا تعین معاہدے کی دفعہ 17 تا 30 میں کردیا گیا ہے یہ کمیٹی ایسے 23

> عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک کرنا مساوی انسانی حقوق اور انسانی احترام کے اصولوں کی خلاف ورزی کے مترادف ہے کسی ملک کی سیاسی، اقتصادی، سماجی اور ثقافتی زندگی کے دھارے میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی مساوی شرائط پر شرکت کے عمل میں رکاوٹ کا باعث ہے۔

ماہرین پر مشتمل ہے جو متعلقہ حکومتیں نامزد کرتی ہیں اور جن کا انتخاب اعلیٰ اخلاقی اقدار اور معاہدے کے زمرے میں آنے والے شعبوں میں ان کی اعلیٰ مہارت کی بنا پر فریق ریاستیں خود کرتی ہیں۔

کم از کم ہر چار سال بعد فریق ریاستیں کمیٹی کو اپنی قومی رپورٹ پیش کرتی ہیں جن میں ان اقدامات کی وضاحت کی جاتی ہے جو معاہدے کے مقاصد حاصل کرنے کے لئے کئے گئے ہوں۔ سالانہ اجلاس کے دوران کمیٹی کے ارکان حکومتی نمائندوں کے ساتھ مل کر ان رپورٹوں پر بحث کرتے ہیں اور مزید اقدامات کے لئے شعبوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ کمیٹی عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کا خاتمہ کرنے کیلئے عام سفارشات بھی مرتب کرتی ہے۔

دیباچہ

عورتوں کے خلاف ہر قسم کے امتیازات ختم کرنے کا معاہدہ

اس معاہدے میں فریق ریاستیں اس امر کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے

کہ اقوام متحدہ کا منشور بنیادی انسانی حقوق، فرد کی عزت و احترام اور مردوں اور عورتوں کے مساوی حقوق پر پختہ یقین کا اعادہ اور اظہار کرتا ہے۔ اس امر کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے کہ انسانی حقوق کا عالمی منشور امتیازی سلوک کو ناقابل قبول قرار دینے کے اصول کی توثیق کرتا ہے اور یہ اعلان کرتا ہے کہ ہر انسان اپنے وقار اور حقوق کے لحاظ سے مساوی اور آزاد نفس کی حیثیت سے پیدا ہوتا ہے اور یہ کہ ہر شخص کو جنسی امتیاز سمیت ہر قسم کی تفریق کے بغیر منشور میں متعین کردہ حقوق اور آزادیاں حاصل ہیں۔

اس امر کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے، کہ انسانی حقوق کے عالمی میثاقات میں شریک فریق ریاستوں کا فرض ہے کہ وہ عورتوں اور مردوں کے مساوی حقوق کو یقینی بنائیں تاکہ وہ اپنے تمام اقتصادی، سماجی، ثقافتی، شہری اور سیاسی استحقاقات حاصل کرسکیں۔

اقوام متحدہ کے زیر اہتمام طے پانے والے بین الاقوامی معاہدے اور عورتوں اور مردوں کے مابین حقوق کی برابری کو فروغ دینے والی مخصوص ایجنسیوں کے کردار پر غور کرتے ہوئے،

اقوام متحدہ کے زیر اثر اور عورتوں اور مردوں کے مابین حقوق کی برابری کو فروغ دینے والی مخصوص ایجنسیوں کی منظور کردہ بین الاقوامی قراردادوں، اعلانات اور سفارشات پر غور کرتے ہوئے،

اس بات پر شدید تشویش محسوس کرتے ہوئے کہ مختلف انسدادی ضابطوں کے نافذ العمل ہونے کے باوجود عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کرنے کا سلسلہ جاری ہے،

اس امر کی یاد دہانی کراتے ہوئے کہ عورتوں کے ساتھ امتیازی سلوک کرنا مساوی انسانی حقوق اور انسانی احترام کے اصولوں کی خلاف ورزی کے مترادف ہے کسی ملک کی سیاسی، اقتصادی، سماجی اور ثقافتی زندگی کے دھارے میں مردوں کے ساتھ عورتوں کی مساوی شرائط پر شرکت کے عمل میں رکاوٹ کا باعث ہے، خاندان اور معاشرے کی ترقی اور خوشحالی کا راستہ روک لیتا ہے اور ملک اور انسانیت کی خدمت کے حوالے سے عورتوں کی صلاحیتوں کے بھرپور ارتقاء کو مزید مشکل بنادیتا ہے۔

اس امر پر تشویش محسوس کرتے ہوئے کہ غربت کے عالم میں عورتوں کو خوراک، صحت، تعلیم و تربیت کی سہولتوں اور روزگار کے کم سے کم مواقع اور رسائی حاصل ہوتی ہے،

یہ امر تسلیم کرتے ہوئے کہ عدل و مساوات پر مبنی نیا عالمی اقتصادی ڈھانچہ مردوں اور عورتوں کے درمیان برابری کو فروغ دینے میں کلیدی کردار ادا کرے گا،

اس امر پر زور دیتے ہوئے کہ نسل پرستی کی جملہ اقسام، نسلی امتیاز، سامراجی نظام، نو آبادکاری نظام، جارحیت، غیر ملکی

تسلط اور قبضے اور ریاستوں کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا مکمل خاتمہ عورتوں اور مردوں کے حقوق کی ادائیگی کیلئے نہایت ضروری ہے،

اس امر کی توثیق کرتے ہوئے کہ بین الاقوامی امن و سلامتی کو استحکام دینے، عالمی کشیدگی کو ختم کرنے، سماجی و اقتصادی ڈھانچوں کے قطع نظر تمام ممالک کے درمیان باہمی تعاون اور ہم آہنگی کو فروغ دینے، جنگی ہتھیاروں کا عمومی اور مکمل طور پر خاتمہ کرنے اور بالخصوص سخت گیر بین الاقوامی نگرانی کے تحت ایٹمی ہتھیاروں کا خاتمہ کرنے، مختلف ممالک کے مابین انصاف، برابری اور باہمی مفادات کے اصولوں کی پاسداری کرنے، سامراجی طاقتوں اور غیر ملکی تسلط کا شکار ہونے والی قوموں کے حقوق کی بازیابی کیلئے جدوجہد کرنے ''آزادی اور حق خودارادیت کے حصول کی حمایت کرنے اور قوموں کی علاقائی سالمیت اور قومی خودمختاری کا احترام کرنے سے سماجی ترقی اور آسودگی کو فروغ حاصل ہوگا اور اس کے نتیجے میں مردوں اور عورتوں کے درمیان برابری کے رجحان کو تقویت دینے میں مدد ملے گی،

اس امر کو تسلیم کرتے ہوئے کہ کسی ملک کی بھرپور ترقی، دنیا کی بہتری اور فروغ امن کا تقاضا ہے کہ زندگی کے تمام شعبوں میں عورتوں کی مردوں کے ساتھ مساوی شرائط پر زیادہ سے زیادہ شرکت کو یقینی اور لازمی بنایا جائے،

اس حقیقت کو ذہن میں رکھتے ہوئے کہ خاندانی بہبود اور معاشرتی ارتقاء کے عمل میں عورت کے عظیم کردار کو پوری طرح تسلیم نہیں کیا گیا، زچگی کی سماجی افادیت اور خاندان کی بہتری اور بچے کی پرورش میں والدین کے کلیدی کردار کی اہمیت محسوس کرتے ہوئے، یہ امر جانتے ہوئے کہ نسل انسانی کو فروغ دینے میں عورت کے کردار کو امتیازی سلوک کی بنیاد نہیں بننا چاہئے، اور اس امر کو بخوبی محسوس کرتے ہوئے کہ بچوں کی پرورش عورتوں اور مردوں بلکہ بحیثیت مجموعی معاشرے کی مشترکہ ذمہ داری ہے اور

یہ حقیقت جانتے ہوئے کہ خاندان کی سطح پر اور معاشرے میں عورتوں اور مردوں کے روایتی کردار میں تبدیلی لانا ضروری ہے تاکہ عورتوں اور مردوں کے درمیان مکمل برابری کو یقینی بنایا جاسکے،

عہد کرتی ہیں کہ عورتوں کے خلاف امتیازی سوک کے اعلامیئے میں طے شدہ اصولوں پر مکمل عمل درآمد کرائیں گی اور اس مقصد کے حصول کے لئے وہ تمام مطلوبہ اقدامات کریں گی جو عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک اور اس کی مختلف اقسام کے قلع قمع کیلئے ضروری ہیں۔

چنانچہ، معاہدے میں شریک تمام فریق ریاستیں حسب ذیل امور پر متفق ہیں:۔

حصہ اول

دفعہ۔1

حالیہ معاہدے کے مقاصد کے حصول کیلئے ''عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک'' کی اصطلاح کا مفہوم یہ ہے کہ جنس کی بنا پر کوئی ایسا سلوک، امتناع، پابندی یا تفریق روا نہیں رکھی جاسکتی جو مردوں کے ساتھ برابری کی بنا پر اور ازدواجی حیثیت کے قطع نظر عورتوں کو حاصل ایسے انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے حصول اور ان سے استفادہ کرنے پر اثر انداز ہو یا سیاسی، اقتصادی، سماجی، ثقافتی، شہری یا کسی بھی شعبہ حیات میں عورتوں کے استحقاق کی نفی کرے یا ان کی بجا آوری میں رکاوٹ کا باعث بنے۔

> وہ قانون سازی سمیت ایسے اقدامات کریں گی جن کے ذریعے عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کا باعث بننے والے موجودہ قوانین، ضوابط رسم و رواج اور روایات میں ترمیم کی جاسکے یا انہیں ختم کیا جاسکے۔

دفعہ۔2

فریق ریاستیں عورتوں کے خلاف ہر قسم کے امتیازی سلوک کی مذمت کرتی ہیں، عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک ختم کرنے کیلئے مناسب اقدامات اور بلاتاخیر حکمت عملی شروع کرنے پر رضامندی ظاہر کرتی ہیں اور اس مقصد کیلئے یہ عہد کرتی ہیں کہ:۔

(ا) وہ عورتوں اور مردوں کی برابری کے اصول کو، اگر پہلے شامل نہیں کیا گیا تو معاہدہ ہذا میں شمولیت کے بعد فوری طور پر اپنے قومی دساتیر اور دیگر مناسب قانونی ضابطوں میں شامل کریں گی اور قانونی و دیگر ضروری مسائل کی مدد سے اس اصول کی عملی تعبیر کو یقینی بنائیں گی۔

(ب) وہ عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کے انسداد کیلئے مناسب قانون سازی کریں گی اور جہاں مناسب سمجھیں پابندیاں بھی عائد کریں گی۔

(ج) وہ مردوں کے ساتھ برابری کی بنا پر عورتوں کے حقوق کو قانونی تحفظ فراہم کریں گی اور امتیازی سلوک کے خلاف مجاز قومی ٹربیونلز اور دیگر سرکاری اداروں کے توسط سے عورتوں کے حقوق اور مراعات کے تحفظ کو یقینی بنائیں گی۔

(د) وہ عورتوں کے خلاف کسی امتیازی فعل یا سرگرمی میں ملوث ہونے سے گریز کریں گی اور اس امر کو یقینی بنائیں گی کہ سرکاری حکام اور ادارے اس فرض کی پابندی کریں گے۔

(ر) وہ کسی شخص، تنظیم یا ادارے کی طرف سے عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کا تدارک کرنے کیلئے تمام ضروری اقدامات کریں گی۔

(ف) وہ قانون سازی سمیت ایسے اقدامات کریں گی جن کے ذریعے عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کا باعث بننے والے موجودہ قوانین، ضوابط رسم و رواج اور روایات میں ترمیم کی جاسکے یا انہیں ختم کیا جاسکے۔

(گ) وہ اپنی قومی تعزیرات میں موجود ایسے تمام قوانین منسوخ کردیں گی جو عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کا باعث بن رہے ہوں۔

دفعہ۔3

فریق ریاستیں تمام شعبوں، بالخصوص سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی میدان میں قانون سازی سمیت ہر ممکن اقدام کریں گی تاکہ عورتوں کی بھرپور ترقی اور خوشحالی کے عمل کو یقینی بنایا جاسکے اور انہیں مردوں کے ساتھ برابری کی بنا پر انسانی حقوق اور آزادیاں حاصل کرنے کی ضمانت دی جاسکے۔

دفعہ۔4

(ا) مردوں اور عورتوں کے درمیان حقیقی برابری کے عمل کو تیز کرنے کیلئے فریق ریاستوں کی طرف سے جاری کردہ عارضی یا خصوصی اقدامات کو موجودہ معاہدے میں وضع کردہ تعریف کے مطابق ''امتیازی سلوک'' تصور نہیں کیا جانا چاہئے اور نہ ہی ایسے اقدامات کسی طور پر غیر مساوی یا علیحدہ معیارات کے جواز پر منتج ہوں گے بلکہ ان کا تسلسل اس وقت ختم ہو جائے گا، جب عورتوں کے حصول میں مناسب مواقع اور سلوک میں برابری کے اہداف حاصل کرلئے جائیں گے۔

(ب) معاہدہ ہذا میں شامل اقدامات سمیت فریق ریاستوں کی طرف سے کئے جانے والے ایسے مخصوص اقدامات کو بھی ''امتیازی اقدامات'' تصور نہیں کیا جائے گا۔ جن کا مدعا زچگی کے دوران عورت کو تحفظ فراہم کرنا ہے۔

دفعہ۔5

فریق ریاستیں ایسے تمام ممکن اور مناسب اقدام کریں

گی جن کی رو سے:۔

(ا) عورتوں اور مردوں کے طرز عمل کے سماجی و ثقافتی نمونوں میں ضروری تبدیلی یا ترمیم کی جاسکے اور ایسے تمام تعصّبات، روایات اور رویوں کا خاتمہ کیا جاسکے جو مرد اور عورت میں سے ایک کے بہتر اور دوسرے کے کم تر ہونے کے رسمی مفروضوں یا عورتوں اور مردوں کے روایات پسندانہ کردار کی پاسداری کرنے کے تصورات پر مبنی ہوں۔

(ب) سماجی تقاضے کی حیثیت سے زچگی کے عمل کے بارے میں مناسب معلومات کے حصول کو خاندانی تعلیم کا حصہ بنایا جاسکے اور بچوں کی پرورش اور نشو ونما کے عمل کو مردوں اور عورتوں کی مشترکہ ذمہ داری تسلیم کرایا جاسکے۔ تاہم یہ امر پیش نظر رہے کہ بچوں کی دلچسپی اولین ترجیح حاصل کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔

دفعہ۔6

فریق ریاستیں قانون سازی سمیت ایسے تمام مناسب اقدامات کریں گی جن کے ذریعے عورتوں کی تجارت، استحصال اور عصمت فروشی کے رجحانات کا خاتمہ کیا جاسکے۔

حصہ دوم

دفعہ۔7

فریق ریاستیں اپنے ملک کی سیاسی اور اجتماعی زندگی کی سطح پر عورتوں کے خلاف ہونے والے امتیازی سلوک کے خاتمے اور تدارک کیلئے تمام موزوں اقدامات کریں گی اور بالخصوص مردوں کے ساتھ برابری کی بناء پر عورتوں کے حسب ذیل حقوق کو یقینی بنائیں گی۔

(ا) تمام انتخابات اور رائے شماریوں میں رائے دینے کا حق اور انتخاب کے ذریعے قائم ہونے والے تمام اداروں کا انتخاب لڑنے کا حق،

(ب) سرکاری حکمت عملی کی تیاری اور تعمیل میں شریک ہونے، سرکاری عہدہ حاصل کرنے اور سرکاری سطح پر جملہ سرگرمیوں میں فرائض منصبی انجام دینے کا حق،

(ج) ملک کی سیاسی اور اجتماعی زندگی سے تعلق رکھنے والی انجمنوں اور غیر سرکاری تنظیموں میں شرکت کرنے کا حق۔

دفعہ۔8

فریق ریاستیں ایسے تمام ضروری اقدامات کریں گی جن کے تحت عورتوں کو مردوں کے ساتھ برابری کی بنیاد پر اور بلا امتیاز اپنی اپنی حکومتوں کی بین الاقوامی سطح پر نمائندگی کرنے کے مواقع حاصل کرنے اور بین الاقوامی تنظیموں کے کام میں شرکت کو یقینی بنایا جاسکے۔

دفعہ۔9

(ا) فریق ریاستیں عورتوں کو مردوں کے ساتھ برابری کی بنیاد پر قومیت حاصل کرنے، بدلنے یا برقرار رکھنے کا حق دیں گی۔ وہ اس امر کو خصوصی طور پر یقینی بنائیں گی کہ کسی غیر ملکی فرد کے ساتھ شادی کرنے یا شادی کے دوران خاوند کی طرف سے شہریت تبدیل کر لینے کے باعث بیوی کی شہریت تبدیل نہیں ہوگی اور اس کے باعث وہ شہریت سے محروم نہیں ہوگی اور نہ ہی خاوند کے ملک کی شہریت اس پر مسلط کی جاسکے گی۔

فریق ریاستیں عورتوں کو مردوں کے ساتھ برابری کی بنیاد پر قومیت حاصل کرنے، بدلنے یا برقرار رکھنے کا حق دیں گی۔

(ب) تاہم، فریق ریاستیں بچوں کی شہریت کے لحاظ سے عورتوں کو مردوں کے مساوی حقوق دیں گی۔

حصہ سوم

دفعہ۔10

فریق ریاستیں عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کے انسداد کیلئے تمام مناسب اقدامات کریں گی تاکہ تعلیم کے شعبے میں مردوں کے ساتھ عورتوں کے مساوی حقوق کی ادائیگی کو یقینی بنایا جاسکے اور برابری کی بنا پر انہیں حسب ذیل مفادات یقینی طور پر میسر آسکیں۔

(ا) روزگار اور پیشہ ورانہ راہنمائی اور دیہی و شہری علاقوں میں قائم ہر قسم کے تعلیمی اداروں سے ڈپلومے اور تعلیم حاصل کرنے کے لئے سازگار ماحول کا حصول، برابری کے اس استحقاق کو عورتوں کیلئے پرائمری سطح سے لے کر عام، فنی، پیشہ ورانہ اور اعلیٰ فنی تعلیم و تربیت کی سطح تک یقینی بنایا جانا۔

(ب) یکساں نصاب، ایک جیسے امتحانی نظام، یکساں تعلیمی استعداد کے حامل تدریسی عملے، یکساں معیاری سکولوں اور یکساں معیار کے ساز وسامان تک رسائی حاصل کرنا۔

(ج) مردوں اور عورتوں کے کردار کے بارے میں قدامت پسندانہ تصورات کا ہر قسم کی تعلیم اور تعلیمی مدارج سے خاتمہ کرنا، یہ مقصد مخلوط تعلیم یا اس مقصد کیلئے ممد ثابت ہونے والے دیگر طریقہ ہائے تعلیم کی حوصلہ افزائی سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یہ مقصد خصوصی طور پر نصابی کتب، تدریسی طریقوں اور سکول پروگراموں پر نظر ثانی سے بھی حاصل ہوسکتا ہے۔

(د) وظیفوں اور دیگر مطالعاتی اعانتوں سے استفادہ کرنے کے یکساں مواقع کا حصول آسان بنانا،

(ر) تعلیم کا سلسلہ جاری رکھنے کیلئے تعلیم بالغاں، علمی تعلیم اور خواندگی افزا تعلیمی پروگراموں تک رسائی کے یکساں مواقع کا حصول، بالخصوص ایسے پروگراموں میں عورتوں کی شرکت کو یقینی بنانا جن کا مقصد، ابتدائی مرحلے میں یا جس قدر جلد ممکن ہو، عورتوں اور مردوں کے مابین تعلیمی تفاوت دور کرنا ہو۔

(ف) طالبات کے سکول چھوڑ جانے کی شرح کم کرنا اور ان خواتین اور لڑکیوں کے لئے تعلیمی پروگرام مرتب کرنا جو تکمیل تعلیم سے پہلے سکول چھوڑ چکی ہوں،

(گ) جسمانی تعلیم کے پروگراموں اور کھیلوں میں خواتین کی شرکت کے مساوی موقعوں کا حصول یقینی بنانا،

(ی) خاندانی منصوبہ بندی کی بابت مشاورت اور معلومات کے حصول سمیت خاندان کی صحت اور فلاح و بہبود کے بارے میں خصوصی تعلیم اور معلومات تک رسائی کا حصول آسان بنانا۔

دفعہ۔11

1۔ فریق ریاستیں وہ تمام مناسب اقدامات کریں گی جن کی بدولت حصول روزگار کے شعبے میں عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک اور تفاوت کا خاتمہ کیا جاسکے اور عورت اور مرد کی برابری کی بنا پر حسب ذیل حقوق کے حصول کو بالخصوص عورتوں کیلئے یقینی بنایا جاسکے۔

(ا) بنی نوع انسان کے غیر متغیر حق کے طور پر کام کرنے کا حق۔

(ب) روزگار کے حصول اور انتخابات کے سلسلے میں یکساں طریق کار کے اطلاق سمیت روزگار کے یکساں مواقع حاصل کرنے کا حق۔

(ج) روزگار اور پیشہ اختیار کرنے کا آزادانہ حق، ترقی، تحفظ روزگار، سماجی مفادات اور بہتر شرائط ملازمت حاصل کرنے کا حق، اور اعلیٰ فنی اور جاریہ فنون کی تربیت اور ہنر مندی کے حصول سمیت پیشہ ورانہ تربیت، دوبارہ اور مزید تربیت حاصل کرنے کا حق۔

(د) مفادات سمیت مساوی معاوضہ، کام اور قدر کے سلسلے میں مساوی سلوک اور کام کے معیار اور ارتقائی مراحل میں یکساں سلوک اور مساوی حیثیت حاصل کرنے کا حق۔

(ر) سماجی تحفظ، بالخصوص ریٹائرمنٹ، بے روزگاری، بیماری، بڑھاپے یا کسی دیگر مجبوری/ معذوری کے باعث کام نہ کر سکنے کے دوران نیز بالمعاوضہ رخصت حاصل کرنے کا حق۔

(ف) اپنی صحت کیلئے اور کام کے دوران تحفظ، بالخصوص تولیدی تقاضے پورے کرنے کے دوران سماجی و اقتصادی تحفظات حاصل کرنے کا حق۔

2۔ شادی یا زچگی کی بناء پر عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک پر مبنی رویے کا تدارک کرنے اور کام کرنے کے حق کو مزید موثر بنانے کیلئے فریق ریاستیں بمطابق حسب ذیل موزوں اقدامات کریں گی۔

(ا) عورت کے حاملہ ہوجانے کی بنا پر یا رخصت زچگی حاصل کرنے کی صورت میں عورت کی ملازمت سے برطرفی کا امتناع کریں گی یا ایسے اقدامات پر پابندی عائد کریں گی نیز ازدواجی بنا پر نوکری سے عورت کی برطرفی کا انسداد کریں گی۔

(ب) تنخواہ یا مناسب سماجی مفادات کے ساتھ رخصت زچگی کا طریقہ متعارف کرانا اور سابقہ نوکری، سنیارٹی الاؤنسز برقرار رکھنا۔

(ج) ضروری امدادی اور سماجی خدمات کی فراہمی کے ذریعے والدین کو باہم مل کر خاندانی اور اجتماعی ذمہ داریاں انجام دینے کے قابل بنانا، اس ضمن میں بچے کی نگہداشت کی سہولتوں کا جال پھیلا کر اس تصور کو بالخصوص فروغ دینا۔

(د) عورتوں کو حمل کے دوران تحفظ فراہم کرنا اور انہیں ایسے کام میں رعایت دینا جو ان کے لئے نقصان دہ ثابت ہوسکتا ہو۔

3۔ اس دفعہ کے زمرے میں آنے والے امور کی بابت حفاظتی قانون سازی پر سائنسی اور فنی علوم کی روشنی میں نظر ثانی کی جائے گی اور جہاں ضروری ہو، مناسب اعادہ، تنسیخ یا توسیع کی جائے گی۔

دفعہ۔12

1۔ فریق ریاستیں صحت کے شعبے میں عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک ختم کرنے کیلئے تمام مناسب اقدامات کریں گی تا کہ عورتوں کو مردوں کے ساتھ برابری کی بنیاد پر خاندانی منصوبہ بندی سمیت تحفظ صحت کی جملہ سہولتوں تک بآسانی رسائی حاصل ہوسکے،

2۔ دفعہ ہذا کے پیرا (1) میں دی گئی مراعات کے علاوہ فریق ریاستیں عورتوں کو حمل اور عرصہ جنم کے دوران اور بچے کی پیدائش کے بعد بھی مناسب سہولتوں کی فراہمی کو یقینی بنائیں گی، اس ضمن میں جہاں ضرورت پیش آئے مفت سہولت اور بچے کی پرورش کے دوران مناسب خوراک بھی مہیا کی جاسکتی ہے۔

دفعہ۔13

فریق ریاستیں اقتصادی اور سماجی زندگی کے دیگر شعبوں میں عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کے خاتمے کے لئے اقدامات کریں گی تا کہ انہیں بمطابق حسب ذیل، مردوں کے ساتھ برابری کی بنا پر یکساں حقوق حاصل ہوسکیں۔

(ا) خاندانی مفادات کے حصول کا حق،

(ب) بنک قرضے، رہن کے ذریعے قرضہ یا دیگر مالی مفادات حاصل کرنے کا حق۔

(ج) تفریحی سرگرمیوں، کھیلوں اور ثقافتی سرگرمیوں میں شرکت کرنے کا حق۔

دفعہ۔14

1۔ فریق ریاستیں دیہی خواتین کو درپیش مخصوص مسائل اور شمار میں نہ لائے جانے والے اقتصادی شعبوں سمیت دیہی خواتین کے اس کردار پر بھی غور کریں گی جو وہ اپنے خاندانوں کی اقتصادی کفالت کے لئے انجام دے رہی ہیں، فریق ریاستیں دیہی علاقوں پر بھی اس معاہدے کے اطلاق کیلئے مناسب اقدامات کریں گی،

2۔ فریق ریاستیں دیہی علاقوں میں عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کا تدارک کرنے کیلئے تمام مناسب اقدامات کریں گی تا کہ مردوں کے ساتھ برابری کی بنیاد پر عورتیں بھی دیہی ترقی کے ثمرات سے بھرپور استفادہ کرسکیں۔ اس ضمن میں فریق ریاستیں عورتوں کو حسب ذیل حقوق کی فراہمی یقینی بنائیں گی۔

(ا) تمام سطحوں پر ترقیاتی منصوبوں کی تیاری اور عمل درآمد میں شریک ہونے کا حق،

(ب) خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں معلومات، مشاورت اور خدمات کے حصول سمیت تحفظ صحت کی خاطر خواہ سہولتیں حاصل کرنے کا حق،

(ج) سماجی تحفظ کے پروگراموں سے براہ راست استفادہ کرنے کا حق۔

(د) عملی خواندگی سمیت غیر رسمی اور رسمی تعلیم کی جملہ اقسام سے استفادہ کرنے اور کمیونٹی کی طرف سے پیش کردہ توسیعی خدمات سے مفادات حاصل کرنے کا حق تا کہ عورتوں کی فنی استعداد میں اضافہ ہوسکے۔

(ر) اپنی مدد آپ کے تحت گروپ بندی یا تنظیمیں قائم کرنے کا حق تا کہ ملازمت کے حصول یا خود روزگاری کے ذریعے عورتوں کو اقتصادی رسائی کے مساوی مواقع میسر آسکیں۔

(ف) کمیونٹی کی تمام سرگرمیوں میں شرکت کا حق

(گ) زرعی قرضوں، کاروباری سہولتوں تک رسائی اور مناسب ٹیکنالوجی، زرعی اصلاحات اور اشتمال اراضی کی سکیموں سے استفادہ کرنے کا حق۔

(ی) مناسب رہائشی سہولتوں، بالخصوص رہائش، نکاسی آب، بجلی، پانی، ٹرانسپورٹ اور دیگر مواصلاتی وسائل سے استفادہ کرنے کا حق۔

حصہ چہارم

دفعہ۔15

1۔ فریق ریاستیں قانون کے سامنے عورتوں کو مردوں کے مساوی حیثیت عطا کریں گی۔

2۔ فریق ریاستیں سول امور سے متعلق عورتوں کو مردوں سے ملتی جلتی قانونی حیثیت اور اسے بروئے کار لانے کے مساوی مواقع فراہم کریں گی، بالخصوص وہ عورتوں کو معاہدات طے کرنے اور جاگیروں کا انتظام کرنے کا مساوی حق دیں گی اور عدالتی کارروائی کے تمام مراحل میں ان کے ساتھ مساوی سلوک کریں گی۔

3۔ فریق ریاستیں اتفاق کرتی ہیں کہ قانونی تاخیر کے حامل ایسے تمام معاہدات یا نجی ضوابط جو عورتوں کی قانونی حیثیت پر زد ڈالتے ہوں بے اثر اور کالعدم تصور کئے جائیں گے۔

4۔ فریق ریاستیں لوگوں کے آنے جانے اور رہائش یا سکونت حاصل کرنے کے سلسلے میں قانون کے بارے میں عورتوں اور مردوں کو مساوی حقوق عطا کریں گی۔

دفعہ۔16

1۔ فریق ریاستیں شادی اور خاندانی تعلقات کے معاملات میں عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کا خاتمہ کرنے کیلئے تمام موزوں اقدامات کریں گی اور عورتوں کو مردوں کے ساتھ برابری کی بنا پر بالخصوص،

حسب ذیل حقوق کی ادائیگی یقینی بنائیں گی۔

(ا) شادی کرنے کا یکساں حق۔

(ب) پوری آزادی اور خواہش کے مطابق شادی کرنے کا حق۔

(ج) شادی کے دوران اور شادی کے خاتمہ کے وقت یکساں حقوق اور ذمہ داریاں ادا کرنے کا حق۔

(ر) بچوں کے جملہ امور کے سلسلے میں، ازدواجی حیثیت کے قطع نظر، مساوی حقوق اور ذمہ داریاں ادا کرنے کا حق، تاہم ہرصورت میں بچوں کے مفادات مقدم سمجھے جائیں گے۔

(ر) بچوں کی تعداد اور پیدائش میں وقفے کے متعلق آزادی اور ذمہ داری سے فیصلہ کرنے کا حق، اور ان حقوق کے مناسب استعمال کیلئے مطلوبہ معلومات، تعلیم اور وسائل سے استفادہ کرنے کا حق۔

(ن) بچوں کے بارے میں سرپرستی، نگرانی، امانت داری یا سپرداری حاصل کرنے کے یکساں حقوق اور ذمہ داریاں ادا کرنے کا حق یا ایسے اداروں کے بارے میں یکساں حقوق اور ذمہ داریاں ادا کرنے کا حق جہاں قومی قانون سازی کے لحاظ سے ایسے تصورات موجود ہوں تاہم ہرصورت میں بچوں کے مفادات مقدم سمجھے جائیں گے۔

(گ) میاں اور بیوی کی حیثیت سے خاندانی نام پیشہ یا روزگار اپنانے کے یکساں ذاتی حقوق،

(ل) جائیداد کی ملکیت، حصول انتظام، اس کی خرید وفروخت خواہ یہ بلا لاگت ہو یا قیمت وصول کرنے کی غرض سے ہو اور اس کا بندوبست کرنے کے سلسلے میں خاوند اور بیوی کو یکساں حقوق کی ادائیگی،

2۔ کسی بچے کی منگنی یا شادی کا کوئی قانونی اثر نہیں ہوگا، اور قانون سازی سمیت تمام ایسے ضروری اقدامات کئے جائیں گے جن کے تحت شادی کی کم سے کم عمر متعین ہو سکے اور سرکاری ریکارڈ میں اس کا اندراج لازمی ہو سکے۔

حصہ پنجم

دفعہ۔17

1۔ معاہدہ ہذا پر عمل درآمد کا جائزہ لینے کیلئے عورتوں کے خلاف امتیازی سلوک کی انسدادی کمیٹی (جس کا حوالہ بعدازاں بطور کمیٹی دیا جائے گا) قائم کی جائے گی۔ یہ کمیٹی معاہدے میں شمولیت کے موقع پر 18 ارکان پر مشتمل ہوگی جبکہ معاہدے کی توثیق یا معاہدے میں 35ویں ریاست کے بطور فریق شامل ہوجانے کے بعد 23 ایسے ماہرین پر مشتمل ہوگی جو معاہدے کے زمرے میں آنے والے موضوعات پر دسترس رکھتے ہوں اور اعلیٰ اخلاق قدروں کی پاسداری کرنے کی شہرت کے حامل ہوں۔ فریق ریاستیں اپنے شہریوں میں سے ان ماہرین کا انتخاب کریں گی اور وہ ذاتی حیثیت میں کام کریں گے۔ تاہم اس انتخاب میں مساوی جغرافیائی تقسیم اور مختلف تہذیبوں کی نمائندگی اور بڑے قانونی نظاموں کو مناسب ترجیح دی جائے گی۔

بچوں کی تعداد اور پیدائش میں وقفے کے متعلق آزادی اور ذمہ داری سے فیصلہ کرنے کا حق، اور ان حقوق کے مناسب استعمال کیلئے مطلوبہ معلومات، تعلیم اور وسائل سے استفادہ کرنے کا حق۔

2۔ فریق ریاستوں کی طرف سے نامزد کردہ افراد کی فہرست میں سے خفیہ رائے دہی کے ذریعے کمیٹی کے ارکان کا انتخاب کیا جائے گا۔ ہر ریاست صرف ایک فرد کی نامزدگی کر سکتی ہے۔

3۔ ابتدائی انتخاب معاہدہ نافذ العمل ہونے کی تاریخ کے چھ ماہ بعد منعقد کیا جائے گا۔ ہر انتخاب کی تاریخ سے تین ماہ قبل سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ فریق ریاستوں کو ایک چٹھی لکھیں گے اور انہیں دو ماہ کے عرصے میں نامزدگیاں داخل کرانے کی دعوت دیں گے۔ نامزد ہونے والے تمام افراد کے ناموں کی فہرست سیکرٹری جنرل انگریزی حروف تہجی کی ترتیب میں تیار کریں گے اور چٹھی میں نامزدگی بھیجنے والی ریاستیں بھی ظاہر کی جائیں گی۔ یہ فہرست فریقوں کو ارسال کی جائے گی،

4۔ کمیٹی کے ارکان کا انتخاب سیکرٹری جنرل کی دعوت پر طلب کردہ فریق ریاستوں کے اجلاس میں اقوام متحدہ کے صدر دفتر میں ہوگا۔ اس اجلاس میں جس کی لازمی حاضری دو تہائی ارکان کی موجودگی ہوگی نامزد افراد میں سے ایسے ارکان کا انتخاب عمل میں لایا جائے گا جو زیادہ ووٹ حاصل کریں گے۔

5۔ کمیٹی کے ارکان 4 سال کی مدت کیلئے منتخب کئے جائیں گے، تاہم پہلے اجلاس میں منتخب شدہ 9 ارکان کی میعاد عہدہ دو سال پورے ہونے پر ختم ہوجائے گی، ابتدائی انتخاب کے فوراً بعد چیئرمین کمیٹی قرعہ اندازی کے ذریعے ان نو ارکان کا انتخاب کریں گے۔

6۔ کمیٹی کے پانچ اضافی ارکان کا انتخاب دفعہ ہذا کے پیراگراف 2`3 اور 4 کے مطابق 35ویں توثیق یا رکنیت کے حصول کے بعد کیا جائے گا۔ اس موقع پر منتخب ہونے والے دو اضافی ارکان کی میعاد دو سال پورے ہونے پر ختم ہوجائے گی ان دو ارکان کا انتخاب بھی کمیٹی کے چیئرمین قرعہ اندازی کے ذریعے پہلے کر چکے ہوں گے،

7۔ اتفاقیہ آسامی پر کرنے کیلئے وہ فریق ریاست اپنے شہریوں میں کسی ایک کی نامزدگی ارسال کرے گی جس کے نمائندے کی کمیٹی رکن کے طور پر میعاد ختم ہوچکی ہو تاہم یہ نامزدگی کمیٹی کی منظوری کے تابع ہوگی،

8۔ کمیٹی کے ارکان جنرل اسمبلی کی منظوری سے اقوام متحدہ کے مسائل سے ایسی شرائط کے تحت معاوضہ وصول کریں گے جن کا فیصلہ کمیٹی کی ذمہ داریوں کی افادیت کے پیش نظر جنرل اسمبلی کرے گی،

9۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل موجودہ معاہدے کے مطابق کمیٹی کی کارکردگی کو موثر طور پر چلانے کیلئے ضروری عملہ اور سہولتیں فراہم کریں گے۔

دفعہ۔18

1۔ فریق ریاستیں عہد کرتی ہیں کہ وہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو کمیٹی میں زیرغور لائے جانے کیلئے ان تمام قانونی، عدالتی، انتظامی اور دیگر اقدامات کے بارے میں رپورٹ پیش کریں گی جو اس معاہدے کی شرائط پر عمل درآمد کیلئے یا اس ضمن میں پیش رفت حاصل کرنے کے لئے کئے گئے ہوں، یہ رپورٹ:۔

(ا) معاہدے میں شامل فریق ریاست اپنی شمولیت کے ایک سال بعد پیش کرے گی اور پھر

(ب) اس کے بعد ہر چار سال بعد یا جب کمیٹی طلب کرلے، ایسی رپورٹ پیش کرتی رہے گی۔

2۔ رپورٹ میں ایسے عوامل اور مشکلات کی نشاندہی کی جائے گی جو معاہدہ ہذا کے تقاضوں کی بجا آوری میں رخنہ انداز ہو رہے ہوں۔

دفعہ۔19

1۔ کمیٹی اپنے قواعدوضوابط مرتب کرے گی۔

2۔ کمیٹی کے حکام کی میعادعہدہ دوسال ہوگی۔

دفعہ۔20

1۔ کمیٹی کے سالانہ اجلاس کی میعاد دو ہفتوں سے زائد نہیں ہوگی اوراس میں معاہدہ ہذا کی دفعہ 18 کے تحت پیش کردہ رپورٹوں پرغور کیا جائے گا۔

2۔ کمیٹی کا اجلاس بالعموم اقوام متحدہ کے صدر دفتر میں یا سہولت کی غرض سے کمیٹی کے مقرر کردہ کسی دیگر مقام پرمنعقد ہوگا۔

دفعہ۔21

1۔ کمیٹی اپنی سرگرمیوں کے بارے میں ہرسال اقتصادی وسماجی کونسل کے ذریعے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی رپورٹ پیش کرے گی اورفریق ریاستوں کی طرف سے موصول ہونے والی رپورٹس اورمعلومات کا جائزہ لے کر مناسب تجاویز اور سفارشات تیار کرے گی، ایسی تمام تجاویز اور سفارشات فریق ریاستوں کے تبصرے۔ اگر کوئی ہو۔ کے ہمراہ کمیٹی کی سالانہ رپورٹ میں شامل کی جائیں گی،

2۔ سیکرٹری جنرل کمیٹی کی یہ رپورٹس بغرض اطلاع ''کمیشن بابت حیثیت خواتین'' کوارسال کریں گے،

دفعہ۔22

مخصوص ایجنسیوں کونمائندگی کا استحقاق اس وقت دیا جائے گا جب معاہدہ ہذا کے تحت ان کے دائرہ کار میں آنے والی سرگرمیوں کے بارے میں ان کی تعمیلی رپورٹس زیرغور لائی جائیں گی، تاہم کمیٹی معاہدے پر عمل درآمد کے سلسلے میں مخصوص ایجنسیوں کوان سرگرمیوں کے بارے میں کارکردگی رپورٹ پیش کرنے کی دعوت دے سکتی ہے جوان کے دائرہ کار میں آتی ہوں،

حصہ ششم

دفعہ۔23

معاہدہ ہذا میں شامل کوئی امرعورتوں اور مردوں کے درمیان برابری کے حصول کیلئے کی جانے والی کسی ایسی کارروائی یااقدام پراثرانداز نہیں ہوگا جو:۔

(ا) کسی فریق ریاست کی قانون سازی میں شامل ہو،

(ب) کسی ایسے بین الاقوامی معاہدے، میثاق یاعہدنامے میں شامل ہوجومتعلقہ فریق ریاست میں نافذ العمل ہو،

دفعہ۔24

فریق ریاستیں عہد کرتی ہیں کہ وہ معاہدہ ہذا میں تسلیم کردہ حقوق کی مکمل قبولیت اورحصول کیلئے قومی سطح پرتمام ممکن اقدامات کریں گی،

دفعہ۔25

1۔ معاہدہ ہذا تمام ریاستوں کو بغرض دستخط پیش کیا جارہا ہے،

2۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو معاہدہ ہذا کی تحویل کاری کی ذمہ داری سونپی گئی ہے،

3۔ معاہدہ ہذا توثیق کے تابع ہے اوردستاویز توثیق سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ کی تحویل میں رکھی جائیں گی،

4۔ معاہدہ ہذا تمام ریاستوں کے الحاق کیلئے کھلا رہے گا تاہم الحاق اس وقت اطلاق پذیر تصور کیا جائے گا جب الحاق کی دستاویزات سیکرٹری جنرل کی تحویل میں دے دی جائیں گی۔

دفعہ۔26

1۔ کوئی بھی فریق ریاست معاہدہ ہذا پرکسی وقت بھی نظر ثانی کرنے کی استدعا کرسکتی ہے، تاہم اس مقصد کیلئے متعلق ریاست کوسیکرٹری جنرل اقوام متحدہ کے نام ایک تحریری نوٹیفکیشن ارسال کرنا ہوگا،

2۔ اس قسم کی درخواست موصول ہونے پرضروری اقدام۔ اگر کوئی ہو، کرنے کا فیصلہ اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری کریں گے،

دفعہ۔27

1۔ معاہدہ ہذا کا عملی اطلاق اس تاریخ سے ایک ماہ (30 دن) بعد شروع ہوجائے گا جس تاریخ کو اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو بیسویں توثیق کی دستاویزات یا 20ویں الحاق کے کاغذات وصول ہوں گے،

2۔ تیسویں (30) توثیق کی دستاویزات یا 30 ویں الحاق کی دستاویز موصول ہونے کے بعد توثیق کرنے یا معاہدے میں شامل ہونے والی ریاست پر معاہدے کا اطلاق اس تاریخ کے تیس (30) دن بعد ہوگا۔ جس تاریخ کو اس (ریاست) نے توثیق کی بابت اپنے دستاویزات جمع کرائے ہوں یا معاہدے سے الحاق کا اعلان کیا ہو،

دفعہ۔28

1۔ معاہدے کی توثیق یا اس سے الحاق کے وقت مختلف ریاستوں کی طرف سے اٹھائے جانے والے اعتراضات سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ وصول کریں گے اوران کا متن حسب ضرورت فریق ریاستوں کو جاری کریں گے،

2۔ معاہدے کے اغراض ومقاصد سے مطابقت نہ رکھنے والا کوئی اعتراض داخل کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی،

3۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے نام ارسال کردہ نوٹیفکیشن کے ذریعے اعتراضات کسی وقت بھی واپس لئے جاسکتے ہیں، ایسے نوٹیفکیشن کے بارے میں سیکرٹری جنرل تمام ریاستوں کومطلع کریں گے۔ تاہم ایسے نوٹیفکیشن کا اطلاق اس تاریخ سے ہوگا جس تاریخ کو وہ سیکرٹری جنرل کے دفتر میں وصول ہوگا،

دفعہ۔29

1۔ معاہدہ ہذا کی تشریح اطلاق یا تاویل کے بارے میں دو یا زیادہ فریق ریاستوں کے مابین سراٹھانے والا کوئی ایسا تنازعہ جوگفت وشنید سے طے نہ ہوسکے، ان میں سے کسی ایک ریاست کی درخواست پرثالثی کیلئے پیش کیا جائے گا، اگر ثالثی کیلئے دائر کردہ درخواست کی تاریخ سے لے کر چھ ماہ کے اندر فریق ریاستیں ثالث ادارے کی تشکیل پر راضی نہ ہوسکیں تو ان میں سے کوئی ایک فریق ریاست حصول انصاف کیلئے تنازعہ عالمی عدالت انصاف میں پیش کرسکتی ہے، بشرطیکہ اس کی عدالت کے قواعدوضوابط کے مطابق ہو،

2۔ معاہدہ ہذا پر دستخط کرنے، اس کی توثیق کرنے یا معاہدے سے الحاق کرتے وقت اگر کوئی فریق ریاست (چاہے تو) اس دفعہ کے پیراگراف (ا) کی پابندی نہ کرنے کا اعلان کرسکتی ہے، تاہم دوسری ریاستیں بھی اس قسم کا اعلان کرنے والی ریاست کے سلسلے میں مذکورہ پیرے کی پابندنہیں ہوں گی،

3۔ دفعہ ہذا کے پیراگراف (2) کے تحت اعتراض یا اختلاف کا اعلان کرنے والی کوئی فریق ریاست اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کونوٹیکفلیشن ارسال کرکے اپنااعتراض کسی وقت بھی لے سکتی ہے۔

دفعہ۔30

موجودہ معاہدہ جس کے عربی، چینی، انگریزی، فرانسیسی، روسی اوراطالوی زبانوں میں متن مساوی طور پر مستند ہیں، سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ کی تحویل میں رکھا جائے گا۔

شائع کردہ محکمہ اطلاعات عامہ، اقوام متحدہ
طباعت نمبر DPI/993
اردوشاعت: مرکز اطلاعات اقوام متحدہ
اسلام آباد۔ پاکستان، دسمبر 1998

صحافیوں کو خطرات کا سامنا

پاکستانی میڈیا صحافیوں کی زندگیوں کو لاحق دیرینہ خطرے کے ساتھ 2014 میں داخل ہوا ہے۔ پاکستان میں صحافت جو کہ ریاست کی جانب سے طاقت کے اندھا دھند استعمال اور انتہا پسندوں کے خوف میں مبتلا ہے، ہمیشہ سے ہی کافی محتاط رہی ہے۔ میڈیا، اخباروں کے کالم اور براڈ کاسٹنگ کے ذریعے اس خونی ڈرامے کی حقیقت عیاں کرنے والا واحد پلیٹ فارم ہونے کی بنا پر غلطی سے اس جنگ کا حصہ بن گیا ہے۔ گزشتہ سال صحافیوں کے لیے سب سے زیادہ ہولناک ثابت ہوا جب صحافیوں کے تحفظ کی کمیٹی (سی پی جے) نے دنیا بھر میں 70 صحافیوں کے قتل کی اطلاع دی۔ پاکستان میں 2013 میں سات صحافی قتل ہوئے جبکہ 2014 میں اب تک میڈیا کے چار کارکن قتل ہوئے ہیں جن میں ایک صحافی شامل ہے۔ یہ صحافی دہشت گردوں اور مبینہ طور پر چند ریاستی ایجنسیوں کی بربریت کا نشانہ بنے۔ قاتلوں نے کبھی بھی اپنی سفاکانہ کارروائیوں کی وجوہات نہیں بتائیں۔ لیکن میڈیا نے اکثر اس بات پر غور کیا ہے کہ ریاستی ادارے اور غیر ریاستی عناصر دونوں ہی چند صحافیوں سے ناخوش ہیں۔ جنگ زدہ علاقوں میں کام کرنے والے نامہ نگاروں کی زندگی کو تحفظ حاصل نہیں اور ہر موت کو ''خدا کی مرضی'' کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے۔ گزشتہ دہائی کے دوران صحافیوں کے کسی ایک قاتل کو بھی انصاف کے کٹہرے میں نہیں لایا گیا۔ ان کے اہل خانہ کو اذیتیں جھیلنا پڑتی ہیں کیونکہ ان کے متعلقہ میڈیا ادارے اور ریاست انہیں بالعموم دہشت گردوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتے ہیں۔ وہ آج بھی بدنصیبی کا شکار ہیں اور شاید وہ انہی وجوہات کی بنا پر مستقبل میں بھی اس کا شکار رہیں گے۔ میڈیا کے اداروں اور صحافیوں کی تنظیموں نے ہر موت پر لاتعداد مذمتی بیانات جاری کئے ہیں تاہم انہوں نے ان کی روک تھام کے لیے پہلے سے کوئی ٹھوس اقدامات نہیں کئے۔ ان میں سے بہت سے اکثر یہ پیچیدہ سوال پوچھتے ہیں کہ: ''کیا صحافیوں کو ایسی آفتوں سے بچایا جاسکتا ہے؟'' ہوسکتا ہے کہ اس سوال کا کوئی مکمل جواب نہ ہو کیونکہ زمینی حقائق اور میڈیا کو ناراض لوگوں کے قہر سے محفوظ رکھنے کے حوالے سے ریاست کی قابلیت میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی۔ لیکن صحافی اپنی اور اپنے اہل خانہ کی حفاظت کے لیے اپنے طور پر بہت کچھ کرسکتے ہیں۔ اس میں سب سے بڑی رکاوٹ ایک مشکل ترین کام، مثال کے طور پر جنگ زدہ علاقوں میں ظالم ترین دہشت گردوں، کم روادار ریاست کی رپورٹنگ اور ان کے جذبات سے عاری افسران بالا کے ساتھ نبرد آزما ہونے کے لیے پیشہ وارانہ تربیت کی کمی ہے۔ دہشت گردی کی زد میں آئے ہوئے علاقوں سے ''بریکنگ نیوز'' کے حصول کے لیے ایڈیٹروں کی نمائندوں کی زندگیوں کو داؤ پر لگانے کی روش اور پیشہ وارانہ مہارت کی کمی دو اہم ترین اسباب ہیں جو صحافیوں کی زندگیوں کو خطرے میں ڈالنے کا باعث بن رہے ہیں۔ غیر مناسب تربیت کے حامل یہ نمائندے کئی سالوں سے پاکستان میں دہشت گردی کا خوفناک چہرہ دکھا رہے ہیں، جس میں گزشتہ دہائی کے دوران چالیس ہزار سے زیادہ لوگ جاں بحق ہو چکے ہیں۔

پیشہ وارانہ خصوصیت کی قیمت پر سنسنی خیزی صحافیوں کے لیے غیر محفوظ حالات پیدا کرتی ہے، جس کے باعث کچھ نامہ نگار کارکنوں جیسا برتاؤ کرنے لگتے ہیں۔ پیشہ وارانہ مہارت کے لیے فعالیت کی نسبت مخصوص مفادات کے لیے فعالیت کی زیادہ مثالیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ ایسے ماحول میں ناقص رپورٹنگ کے امکانات قدرتی طور پر بڑھ جاتے ہیں۔ کم تربیت یافتہ نمائندوں کے لیے پیچیدہ زمینی حقائق کے حامل دہشت گردی سے متاثرہ

قدامت پسند عناصر جن کا واحد مقصد تکلیف پہنچانا ہے، کی جانب سے انتقامی کارروائی حیران کن امر نہیں ہونا چاہئے۔ اور بعض واقعات میں صحافی ان خطرات کی وجہ سے اپنی اور اپنے اہل خانہ کی حفاظت کے لیے دوسرے فریق کی طرفداری کرنے لگتے ہیں، جس کے باعث وہ اور زیادہ غیر محفوظ ہوجاتے ہیں۔

علاقوں میں رپورٹنگ کرنا اور زیادہ مشکل ہوجاتا ہے۔ ان علاقوں میں کی جانے والی زیادہ تر رپورٹنگ کے ذرائع ناقابل اعتبار ہوتے ہیں اور یہ حقائق کے لحاظ سے کافی کمزور ہوتی ہیں۔ قدامت پسند عناصر جن کا واحد مقصد تکلیف پہنچانا ہے، کی جانب سے انتقامی کارروائی حیران کن امر نہیں ہونا چاہئے۔ اور بعض واقعات میں صحافی ان خطرات کی وجہ سے اپنی اور اپنے اہل خانہ کی حفاظت کے لیے دوسرے فریق کی طرفداری کرنے لگتے ہیں، جس کے باعث وہ اور زیادہ غیر محفوظ ہوجاتے ہیں۔ محض یہی نہیں، میڈیا فاٹا (افغانستان کی سرحد سے ملحقہ لاقانونیت کا حامل علاقہ) میں اپنی زیادہ تر کوریج اپنے نمائندوں کی رپورٹنگ کے ذریعے کرتا ہے۔ فاٹا کے علاقے سے تعلق رکھنے والے نامہ نگاروں کو میڈیا ہاؤس اپنا اہم ترین اثاثہ تصور کرتے ہیں۔ یہ عمل قابل فہم ہے کیونکہ فاٹا کا زیادہ تر علاقہ جہاں پاکستانی اور غیر ملکی صحافیوں کو جانے کی اجازت نہیں، تک میڈیا کی رسائی بہت محدود ہے۔ اس سے یقیناً آزادانہ پیشہ وارانہ رپورٹنگ کے امکانات ختم ہوجاتے ہیں۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ عمل جاری رہنا چاہئے اور مزید صحافیوں کو پرخطر علاقوں میں بھیجا جائے یا پھر میڈیا ہاؤسز کو ان علاقوں میں اپنے نمائندے بھیجنے کا سلسلہ ترک کردینا چاہئے اور ریاست اور دہشت گردوں کے میڈیا سے حاصل شدہ ہر قسم کی معلومات کی اشاعت کا آغاز کردینا چاہئے؟

مندرجہ بالا طریقوں میں سے کوئی بھی مثالی نہیں ہے۔ اس کی بجائے نامہ نگاروں کو تربیت اور ذاتی فلاح و بہبود کے حوالے سے جنگ سے متعلقہ رپورٹنگ کے لیے تیار کیا جانا چاہئے۔ حالانکہ میڈیا ہاؤسز اپنے اعلیٰ عہدوں پر فائز نمائندوں کو لائف انشورنس کی سہولت فراہم کرتے ہیں، تاہم فاٹا، خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں فرائض انجام دینے والے ہر نمائندے کو یہ تحفظ حاصل نہیں۔ دستیاب شدہ کوائف کے مطابق 2013 میں قتل ہونے والے نوے فیصد صحافیوں کا تعلق لسانی یعنی پشتون اور بلوچ برادریوں سے تھا۔ اسی طرح مٹھی بھر غیر منافع بخش اور چند جرنلزم سکول جنگ سے متعلقہ رپورٹنگ کی تربیت مہیا کرتے ہیں لیکن مسلسل پھلتا پھولتا میڈیا جس میں صحافیوں کی تعداد اٹھارہ ہزار سے زائد ہے، کے لیے شاید یہ کافی نہ ہو۔ ایسی تربیت کا دائرہ کار عام طور پر شہری علاقوں سے تعلق رکھنے والے نامہ نگاروں تک محدود ہوتا ہے۔ فاٹا اور صوبوں کے دور دراز کے علاقوں سے تعلق رکھنے والے نمائندوں کو تربیت شاذ و نادر ہی فراہم کی جاتی ہے۔ صحافیوں کی تنظیموں، میڈیا ہاؤسز اور غیر منافع بخش اداروں کی جانب سے کئی سالوں تک ان نمائندوں کو نظرانداز کیے جانے کے باعث یہ نمائندے ان ایڈیٹروں کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں جو ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی دوڑ میں شریک ہونے کے باعث ان کے تحفظ کے بارے میں لاپرواہ ہوتے ہیں۔ یہ شراکت دار ایک ایسے معلومات کے نظام کو فروغ دیتے ہوئے ایک بہتر کردار ادا کرسکتے ہیں جو زیادہ پیشہ وارانہ طور پر لکھی گئی تحریریں جاری کرے۔ ایسے نظام کی تشکیل میں تربیت بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اس سے نامہ نگاروں کی سو فیصد حفاظت کی ضمانت نہ دی جاسکے لیکن اس کی مدد سے ان کی زندگیوں کو لاحق خطرات کو کم کیا جاسکتا ہے۔

ایک اور اہم اقدام یہ ہوسکتا ہے کہ ریاست میڈیا ہاؤسز کو پابند کرے کہ وہ جنگ سے متاثرہ علاقوں میں کام کرنے والے نامہ نگاروں کو لائف انشورنس کی سہولت فراہم کریں اور ریاست ان کی مالی اعانت کرسکتی ہے۔ پاکستانی میڈیا نے دنیا کو ملک کے تکلیف دہ حقائق سے آگاہ کرنے کے حوالے سے ایک شاندار کردار ادا کیا ہے۔ 1992 سے لے کر اب تک ہونے والے حملوں میں 53 صحافی اپنی زندگیوں سے محروم ہوچکے ہیں۔ صحافیوں کی زندگیوں کو لاحق خطرات 1992 کی نسبت 2014 میں زیادہ ہیں۔ ان کے تحفظ کو یقینی بنانے کی ریاستی ذمہ داری کے باوجود پاکستانی صحافت کا بہترین مستقبل پیشہ وارانہ مہارت سے وابستہ ہے، جس کا حصول تربیت اور جوابدہی کے ذریعے ممکن ہے۔ میڈیا جو کہ صحافیوں کی سلامتی اور میڈیا کی آزادی کا ضامن ہے، کیا اپنی پیشہ وارانہ صلاحیت کا دفاع کرنے کو تیار ہے؟

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ روزنامہ ڈان)

اقلیتیں

سکھ برادری کے طبیب کو مار ڈالا

چارسدہ 22 جنوری کو نامعلوم افراد نے ساٹھ سالہ شخص بھگوان سنگھ کو اس وقت گولی مار کر قتل کر دیا جب وہ ضلع چارسدہ کے تنگی بازار میں اپنی دکان سے واپس آ رہا تھا۔ وہ تنگی بازار میں طبی حکیم کے طور پر پریکٹس کر رہا تھا۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق ایچ آر سی پی نے وقوعے کی چھان بین کے لیے ایک فیکٹ فائنڈنگ ٹیم تشکیل دی۔ ٹیم کے جمع کردہ حقائق درج ذیل ہیں۔

مقتول کے پڑوسیوں کے بیانات

بھگوان سنگھ کے پڑوسی دکانداروں کے مطابق اس نے ضلع چارسدہ جو کہ مہمند ایجنسی کے قریب واقع ہے، کے تنگی بازار کے علاقے یوسف بس سٹینڈ کی شیر گل مارکیٹ میں دو دکانیں کرائے پر لے رکھی تھیں۔ ان کا کہنا تھا کہ بھگوان سنگھ یہاں دو سال قبل آیا تھا اور اس نے حکیم کے طور پر پریکٹس شروع کی تھی، بھگوان سنگھ ایک اچھا انسان تھا۔ وہ پشاور سے روزانہ اپنی دکان پر آتا تھا۔ ہم نے اسے کبھی بھی مریضوں یا پڑوسیوں کے ساتھ بری طرح پیش آتے نہیں دیکھا۔ وہ ایک مستند طبیب تھا اور اس کے مریضوں کا تعلق زیادہ تر قبائلی علاقوں سے تھا۔ انہوں نے مزید بتایا کہ وہ اس کے قتل یا اس کو دی جانے والی دھمکیوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔

تفتیشی رپورٹ

تفتیشی افسر تلاوت شاہ کا کہنا ہے کہ جب ان کی ٹیم جائے وقوعہ پر پہنچی تو اس وقت وہ بے ہوش تھا۔ انہوں نے فوری طور پر اسے قریبی ہسپتال پہنچایا۔ لیکن بہت زیادہ خون بہہ جانے کے باعث وہ راستے میں ہی دم توڑ گیا۔ تلاوت شاہ نے بتایا کہ ایک گولی اس کے کندھے پر لگی۔ مقتول کو مریض کے بھیس میں آنے والے کسی نامعلوم شخص نے قتل کیا ہے۔ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال تنگی کے شعبہ حادثات کے میڈیکل افسر امتیاز خان نے بتایا کہ جب اس نے بھگوان سنگھ کو دیکھا تو وہ بہت زیادہ خون بہہ جانے کے باعث مر چکا تھا۔ اور اس کے جسم کے حصوں پر گولیوں کے نشانات تھے۔

مقتول کے بیٹے کا بیان

ارمیت سنگھ نے ایچ آر سی پی کے وفد کو بتایا کہ اس کے والد تنگی بازار میں دو سال سے پریکٹس کر رہے تھے۔ ان کا کسی سے کوئی جھگڑا نہیں تھا اور نہ ہی کبھی کسی نے ان کو دھمکیاں دی تھیں۔ اسے کسی پر شک نہیں۔ اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزموں کو گرفتار نہیں کیا جا سکا۔

(ایچ آر سی پی، پشاور چیپٹر آفس)

توہین رسالت کا بے بنیاد مقدمہ درج

حیدرآباد 9 فروری کو سول سوسائٹی کی جانب سے جاتی میں ہندو برادری کے افراد پر مقدمہ درج کرائے جانے کے خلاف پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرین نے پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے۔ اس موقع پر لالہ عبدالحلیم، رضوان سومرو، عزیز کھوڑو اور پروین سومرو کا کہنا تھا کہ 30 جنوری کو مذکورہ علاقے میں ایک ہندو ٹیچر کے اغواء کا تنازعہ چل رہا تھا۔ جس پر ہندو برادری کے ایک نوجوان نیل اور علاقے کے بااثر افراد کے درمیان تلخ کلامی ہوگئی۔ جس کے بعد مذکورہ افراد نے بے بنیاد الزام لگا کر نیل کے خلاف توہین رسالت کا مقدمہ درج کرا دیا اور پولیس نے نیل کو گرفتار کر لیا ہے جس کی وجہ سے ہندو برادری میں شدید تشویش پائی جاتی ہے۔ انہوں نے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا کہ نیل کے خلاف بے بنیاد مقدمہ ختم کر کے اسے رہا کیا جائے اور تحفظ فراہم کیا جائے۔ دوسری جانب آل ہندو سٹوڈنٹ طلبہ تنظیم کی جانب سے مغوی استاد کی بازیابی کے لیے پریس کلب کے سامنے احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرین نے پلے کارڈز اٹھا رکھے تھے اور استاد کی بازیابی کے لیے نعرے بازی کر رہے تھے۔ اس موقع پر تنظیم کے رہنما شنکر لال نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عمر کوٹ کے علاقے غلام شاہ سے چار روز قبل استاد واش دیو کو نامعلوم افراد نے اغواء کر لیا ہے جس کے خلاف مقامی تھانے میں ایف آئی آر درج کرا دی گئی ہے۔ لیکن تاحال پولیس مغوی کو بازیاب کرانے میں ناکام رہی۔ انہوں نے کہا کہ اندرون سندھ اغواء برائے تاوان اور لوٹ مار کی وارداتوں میں اضافہ ہو گیا ہے اور لوگ عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ انہوں نے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا کہ استاد واش دیو کے اغواء کا نوٹس لیا جائے اور انہیں فوری طور پر بازیاب کرایا جائے۔

(لالہ عبدالحلیم)

مسیحی بچوں کا مبینہ قتل

سکھر سکھر کی تحصیل روہڑی کے علاقے نیو یورڈ سے باہر چیز لینے جانے والے دو بچے چار سالہ کرسٹی مسیح اور ڈھائی سالہ راجہ مسیح لاپتہ ہوگئے۔ 22 دن بعد ان کی لاشیں گھر کے قریب موجود گندے پانی کے تالاب سے ملیں۔ اطلاع ملنے پر دونوں بچوں کے گھر والے واقع کی جگہ پہنچے اور پولیس کو اطلاع دی جس کے بعد پولیس دونوں بچوں کی لاشوں کو تعلقہ روہڑی ہسپتال پوسٹ مارٹم کے لیے لے گئی۔ پوسٹ مارٹم کے بعد ڈاکٹر کا کہنا تھا کہ دونوں بچوں کی موت پانی میں گرنے سے نہیں ہوئی ہے کیونکہ بچوں کے پیٹ میں پانی نہیں بھرا ہوا تھا۔ شک ہے کہ کسی نے انہیں مار کر تالاب میں پھینک دیا تھا۔ دونوں بچوں کا تعلق غریب خاندان سے تھا۔ کرسٹی کے والد ارشاد مسیح روہڑی ریلوے سٹیشن پر صفائی کا کام کرتا ہے۔ جبکہ اڑھائی سالہ راجہ کے والد کاشف مسیح کا تعلق ضلع لاڑکانہ سے ہے جو کچھ دنوں پہلے اپنے خاندان کے ساتھ سیر و سیاحت کے لیے سکھر آئے تھے۔ مذکورہ رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزمان گرفتار نہیں کئے جا سکے تھے۔ ملزمان نے اپنے اس غیر قانونی اقدام سے مقتولین کو ان کے زندگی کے حق سے محروم کیا ہے جو انہیں انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ تین اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کے تحت حاصل تھا۔

(جمیلہ منگی)

قانون نافذ کرنے والے ادارے

پولیس اہلکار کو مسلح افراد نے قتل کر دیا

کوئٹہ 10 فروری کو سریاب کے علاقے عارف گلی کا رہائشی سی آئی اے کا ہیڈ کانسٹیبل منیر احمد موٹر سائیکل پر اپنے پلاٹ پر واقع قبرستان کے قریب پہنچا تو نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے اس پر فائرنگ کر دی جس سے وہ شدید زخمی ہو گیا۔ پولیس نے موقع پر پہنچ کر اسے ہسپتال منتقل کیا لیکن وہ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے چل بسا۔ پولیس نے ضروری کارروائی کے بعد لاش ورثاء کے حوالے کر دی اور مقدمہ درج کر لیا۔

(ہزار خان)

لیویز اہلکار کو قتل کر دیا

کوئٹہ 16 فروری کو کچلاک کے رہائشی لیویز اہلکار کو مسلح افراد نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ مقتول مرجان چیک پوسٹ پر ڈیوٹی دے رہا تھا کہ اس دوران نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے اس پر فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں وہ موقع پر ہی دم توڑ گیا۔ اطلاع ملنے پر پولیس نے موقع پر پہنچ کر نعش کو ہسپتال منتقل کیا۔ پولیس نے واقعہ کا مقدمہ درج کر کے ملزمان کی تلاش شروع کر دی ہے۔

(ہزار خان)

عوام کو قوت بخش غذا کی فراہمی فوری توجہ طلب معاملہ ہے

عارف آزاد

حال ہی میں اخبارات میں ایک کہانی سامنے آئی ہے جس کی آگاہی سے ہمیں کافی بُرا محسوس ہوا۔ کہانی کی توجہ کا مرکز وفاقی دارالحکومت کے احاطہ میں پاکستان ڈویلپمنٹ اینڈ ہیلتھ سروے 2012 کی طرف سے جاری کردہ معلومات ہیں۔ اس میں واضح کیا گیا ہے کہ وفاقی دارالحکومت میں 22 فیصد بچے غیر کامل نمو والے ہیں، 13 فیصد وزن کی کمی کا شکار ہیں۔ مدافعانہ طرز کی اصطلاح میں اس کا احاطہ 12 سے 23 ماہ کے بچوں کے لیے 74 فیصد ہے جو کہ عالمی ادارہ صحت کے تجویز کردہ کم سے کم 80 فیصد سے کم ہے۔

اگر چہ ان معلومات کو وفاقی دارالحکومت کے صحت کے منتظمین رد کرتے ہیں مگر ان اعداد وشمار کی حقیقت کے حوالے سے ہمارے روزمرہ کے مشاہدات اور تجرباتی کوائف کافی ہے۔ جو چیز حیران کردینے والی ہے وہ یہ ہے کہ اگر وفاقی دارالحکومت میں غذائیت کے حوالے سے حالات ایسے ہیں تو ملک کے دیگر علاقوں، بالخصوص دیہی علاقوں میں صورتحال اس کی نسبت کافی سنگین ہوگی۔ لیکن مسائل کی سنگینی کے باوجود، ہمارے پالیسی ساز معاشی ترقی کے حوالے سے اس کے مضمرات سے واقف نہیں ہیں۔ حقیقت یہ ہے غذائی قلت تعلیم جیسی ہی ہنگامی صورتحال کو جنم دیتی ہے۔ ایک مقام پر یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے سے منسلک ہیں: غذائی قلت حواس خمسہ کی طبعی صلاحیت پر اثرانداز ہوتی ہے اور نتیجتاً برے تعلیمی نتائج سامنے آتے ہیں۔ اگر چہ غذائی قلت کافی عرصے سے ایک حکمت عملی کا مسئلہ رہا ہے تاہم یہ مسئلہ ڈویلپمنٹ ایجنسیوں کی رپورٹوں اور سروے کے نتیجے میں منظر عام پر آیا۔ ہماری غذائی قلت کی صورتحال ابتر ہوچکی ہے یہ بات اسی وقت عیاں ہوتی ہے جب دو غذائی سروے، قومی غذائی سروے 2001 اور 2011 کا تقابلی جائزہ لیا جاتا ہے۔ ایک معمولی سی کوشش سے پاکستان کی پسماندگی کا پردہ چاک کیا جاسکتا ہے اگر پانچ سال سے کم عمر بچوں میں غیر کامل نمو، بھوک کا شکار اور کم وزن بچوں کے اعداد وشمار لیے جائیں تو غیر کامل نمو بچوں میں 42 فیصد سے 44 فیصد، بھوک کے شکار بچوں میں 14 سے 15 فیصد اور کم وزن بچوں میں یہ شرح 32 فیصد تک بڑھ چکی ہے۔

وٹامن اے کی کمی کی شرح ہوش ٹھکانے لانے کے لیے کافی ہے۔ یہ کمی تیرہ فیصد سے بڑھ کر 52 فیصد تک ہوگئی ہے جبکہ زنک کی کمی اس سے بھی زیادہ ہے۔ اس سے زیادہ پریشان کن بات یہ ہے کہ گزشتہ دس سالوں میں وٹامن اے کی کمی اور اینیمیاء میں بالترتیب چھ فیصد سے 42 فیصد اور 29 فیصد سے 50 فیصد تک اضافہ ہوا ہے۔ ایک واحد خوشگوار تبدیلی چھ سے بارہ سال تک کی عمر کے بچوں میں آڈیوڈین کی کمی میں 42 سے 12 فیصد تک کمی ہے۔ یہ اعداد وشمار بہت واضح ہیں اور ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ غذائی قلت کو بحران کو کس قدر لاپروائی سے نبٹایا گیا ہے۔

ہماری پالیسی ساز ابھی تک غذائیت بخش خوراک کی اہمیت سے بہتر طور پر واقف نہیں ہیں۔ بالخصوص پالیسی متعلق بحث میں کلیدی صد سالہ ترقیاتی ہدف کے حصول کے لیے بہتر غذائیت کے کردار کو صحیح معنوں میں جگہ نہیں دی گئی۔

وٹامن اے کی کمی کی شرح ہوش ٹھکانے لانے کے لیے کافی ہے۔ یہ کمی تیرہ فیصد سے بڑھ کر **52 فیصد** تک ہوگئی ہے جبکہ زنک کی کمی اس سے بھی زیادہ ہے۔ اس سے زیادہ پریشان کن بات یہ ہے کہ گزشتہ دس سالوں میں وٹامن اے کی کمی اور اینیمیاء میں بالترتیب چھ فیصد سے **42** فیصد اور **29** فیصد سے **50** فیصد تک اضافہ ہوا ہے۔ ایک واحد خوشگوار تبدیلی چھ سے بارہ سال تک کی عمر کے بچوں میں آڈیوڈین کی کمی میں **42** سے **12** فیصد تک کمی ہے۔ یہ اعداد وشمار بہت واضح ہیں اور ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ غذائی قلت کو بحران کو کس قدر لاپروائی سے نبٹایا گیا ہے۔

زیادہ تر ایم ڈی جی کا انحصار اچھی غذائیت کے نتائج پر منحصر ہے۔

ہزار سالہ ترقیاتی ہدف 1

جو کہ شدید غربت اور بھوک کے خاتمے کے متعلق ہے، اسکا انحصار بھی زیادہ تر ناقص غذائیت میں کمی پر ہے۔ یہ تاثر عام ہے کہ اچھی غذا بھوک کے خاتمے اور معاشی ترقی کو یقینی بناتی ہے۔ ایک تحقیق سے یہ پتہ چلا ہے کہ بنگلہ دیش نے جو ایک ڈالر غذائی قلت کے خاتمے پر خرچ کیا ہے اس کے عوض وہاں کی معیشت کو 18 ڈالر واپس ملے ہیں۔

ہزار سالہ ترقیاتی ہدف 2

جس کی توجہ کا مرکز پرائمری تعلیم کا حصول ہے، حواس خمسہ کی نشونما پر انحصار کرتا ہے۔ یہ سیکھنے کے لیے اور پرائمری تعلیم کے حصول کے لیے ایک پیشگی شرط ہے۔

ہزار سالہ ترقیاتی ہدف 3

جس کا تعلق صنفی مساوات کے فروغ سے ہے، بھی جزوی طور پر خاندان میں لڑکے اور لڑکیوں کے مابین خوراک کی فراہمی میں تفریق کے خاتمے سے منسلک ہے، اس سے صنفی مساوات کی بڑے پیمانے پر حوصلہ افزائی ممکن ہے۔

ہزار سالہ ترقیاتی ہدف 4

بچوں کی شرح اموات میں کمی۔ یہ اس لحاظ سے غذائیت کی کمی سے منسلک ہے کہ یہ پانچ سال سے کم عمر بچوں میں 45 فیصد اموات کا بنیادی سبب ہے۔ یہ اموات یا تو براہ راست ناقص غذائیت کی وجہ سے واقع ہوتی ہیں یا پھر بیماریوں میں اضافے کی وجہ سے جس کی وجہ بھی ناقص غذائیت ہے جو کہ بیماریوں کیخلاف قوت مدافعت میں کمی کی موجب ہے۔

ہزار سالہ ترقیاتی ہدف 5

یہ زچہ کی صحت کی بہتری کے متعلق ہے اور یہ بھی اچھی غذائیت پر منحصر ہے (ناقص غذائیت ہر طرح سے زچہ کی شرح اموات میں اضافے کی ایک وجہ ہے، اس سے دوران حمل کئی طرح کی پیچیدگیوں کا سامنا ہوسکتا ہے)۔

ہزار سالہ ترقیاتی ہدف 6

جو کہ ایچ آئی وی/ایڈز، ملیریا اور دیگر بیماریوں کی نشاندہی کرتا ہے ان سے بچاؤ بھی صحت بخش غذائیت کے نتیجے میں ہی ممکن ہے۔

ایچ آئی وی کے پس منظر میں صحت بخش غذا کی اہمیت بہت واضح ہے چونکہ ایک صحت مند انسانی جسم ہی ''انفیکشن'' اور بیماریوں کے خلاف موثر طریقے سے لڑسکتا ہے۔ اگرچہ ترقیاتی اہداف اور صحت بخش غذائیت کے مابین واضح تعلق موجود ہے، مگر بمشکل ہی صحت بخش غذائیت پر ترقیاتی اہداف کے حصول کے لیے بطور پیشگی شرط کے غور کیا گیا ہوگا۔ جن وجوہات کی بنا پر پاکستان ترقیاتی اہداف کے حصول میں بہت پیچھے ہے اس میں سے ایک سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ عوامی غذائیت کا مسئلہ کبھی بھی ہماری ہنگامی حکمت عملی کا حصہ نہیں رہا۔ جب تک کہ غذائیت کے کردار کو جو کہ انسانی بڑھوتری کے لیے انتہائی اہم اور حتمی ہے کو صحیح معنوں میں سمجھا نہیں جاتا اور حکمت عملی سے متعلقہ بحث کے ذریعے عوام الناس میں نہیں لایا جاتا، تب تک پاکستان صحت اور تعلیم کے حوالے سے تنزلی کا شکار رہے گا۔

نجی جیلوں سے ہاریوں کی بازیابی

عمرکوٹ 18 دسمبر کو سیشن کورٹ کے حکم پر بودر فارم پولیس نے علاقے کے زمیندار ایوب راجڑ کی زمین پر چھاپہ مار کر گیارہ ہاری افراد کو بازیاب کرالیا جن میں تین مرد، دو عورتیں اور چھ بچے شامل تھے۔ بازیاب ہونے والے اوڈ برادری کے ہاریوں میں تاراچند، میراہ اور دیگر شامل تھے۔ ہاریوں کے مطابق ان سے زبردستی جبری مشقت لی جاتی تھی۔ 18 دسمبر کو شادی پلی پولیس نے سیشن کورٹ عمرکوٹ کے حکم پر شادی پلی شہر کے قریب گوٹھ دھار پلی میں زمیندار حاجی شاہد چوہدری کی زمین پر چھاپہ مار کر 24 ہاری افراد کو بازیاب کرالیا۔ جن میں چار مرد، چار خواتین اور سولہ بچے شامل تھے۔ 20 دسمبر کو عدالت کے حکم پر پولیس نے علاقے کے زمیندار اللہ بچایو لغاری کی نجی جیل پر چھاپہ مار کر چار خاندان کے پچیس افراد کو بازیاب کرالیا۔ درخواست گزار رشموں کولہی کے مطابق زمیندار نے نجی جیل بنائی ہوئی تھی۔ جہاں زمیندار غریب افراد کو طاقت کے زور پر قید کرکے ان سے جبری مشقت لیتا تھا۔ 22 دسمبر کو بودر فارم پولیس نے عدالت کے حکم پر بودر فارم کے قریب گوٹھ محمد حسن میں زمیندار داؤد پلی کے پاس بطور ہاری کام کرنے والے پچیس افراد کو بازیاب کرلیا۔ جن میں سات مرد، سات خواتین اور گیارہ بچے شامل تھے۔ ہاریوں کے مطابق وہ گزشتہ کئی برسوں سے مذکورہ زمیندار کے پاس بطور ہاری کام کررہے تھے۔ اور ان کو ان کی محنت کا معاوضہ نہیں دیا جاتا تھا۔ 25 دسمبر کو پولیس نے علاقے کے ایک زمیندار احمد واہلہ کی زمین پر چھاپہ مار کر 9 ہاری افراد کو بازیاب کرالیا۔ بازیاب ہونے والے ہاریوں کے مطابق زمیندار ان پر ظلم کرتا تھا اور مزدوری کا حساب کتاب نہیں کرتا تھا۔ مذکورہ ہاریوں کی رہائی کے لیے پیرو بھیل نے عدالت سے رجوع کیا تھا۔ 25 دسمبر کو ہی بودر فارم پولیس نے تحصیل سامارو کی دیہہ 14 ہیرل میں زمیندار دو سو ہالیپوٹو کی زمین پر چھاپہ مار کر چار ہاری افراد کو بازیاب کرایا۔ بازیاب ہونے والوں میں شریمتی، سوڈی، موران، پرمل اور گلاب بھیل شامل تھے۔ (اوکھومنروپ)

قبائلی جھگڑے کا غیر قانونی جرگہ

شہداد کوٹ کلہوڑا اور لاشاری قبیلے کے درمیان زمین کے تنازع پر کئی سالوں سے چلتے ہوئے خونی قبائلی جھگڑے کا جرگہ 17 دسمبر کو قبائلی سردار میر منظور کی قیادت میں منعقد کیا گیا۔ جرگہ میں مختلف قبیلوں کے سرداروں نے شرکت کی۔ جرگے میں کہا گیا کہ دونوں قبیلوں کے اب تک 36 افراد ہلاک ہوچکے ہیں۔ جس کا مجموعی طور تین کروڑ 59 لاکھ روپے جرمانہ عائد کیا گیا۔ کلہوڑا قبیلے پر ایک کروڑ 71 لاکھ جرمانہ عائد کیا گیا جبکہ لاشاری قبیلے پر ایک کروڑ 88 لاکھ روپے کا جرمانہ عائد کیا گیا۔ 2009 سے دونوں فریقین کے مابین دیرینہ دشمنی چلی آرہی ہے۔ جرگے کے آخر میں دونوں قبیلوں کی طرف سے ایک دوسرے کے خلاف کئے گئے 27 مقدمات کو واپس لینے کا حکم دیا گیا۔ پولیس نے مذکورہ غیر قانونی جرگہ منعقد کرنے والوں کے خلاف کارروائی نہیں کی۔ (ندیم جاوید)

مسخ شدہ لاش برآمد

باجوڑایجنسی 16 جنوری کو باجوڑ ایجنسی کی تحصیل سالارزئی کے علاقے چارغلوکلی سے ایک شخص کی مسخ شدہ لاش برآمد ہوئی ہے۔ چہرے پر تیزاب ڈالے جانے کے باعث لاش کی شناخت نہیں ہوسکی۔ اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزموں کو گرفتار نہیں کیا جاسکا تھا۔ ملزموں کا یہ اقدام انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کی خلاف ورزی ہے جو ہر فرد کو زندگی کا حق فراہم کرتے ہیں۔ (ہدایت اللہ)

امن کمیٹی کے رکن کا قتل

سوات 8 جنوری کو محلّہ شاہدرہ مینگورہ سوات میں ممبر امن کمیٹی شاہ زمان کو بازار میں نامعلوم افراد نے فائرنگ کرکے قتل کردیا۔ پولیس نے نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج کرلیا ہے تاہم اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک کسی ملزم کو گرفتار نہیں کیا جاسکا۔ ملزمان نے اپنے اس غیر قانونی اقدام سے انسانی حقوق کے عالمی منشور اور پاکستان کے آئین کی دفعہ نو(9) کی خلاف ورزی کی ہے۔ (فضل ربی)

غائب کئے گئے افراد کو بازیاب کرایا جائے

حیدرآباد لاپتہ بلوچوں کی بازیابی کے لیے 27 اکتوبر سے بلوچستان سے روانہ ہونے والا ’وائس آف بلوچ مسنگ پرسنز‘ کے پیدل لانگ مارچ کا 26 دسمبر 2013 کو حیدرآباد میں مختلف سیاسی، سماجی و قوم پرست تنظیموں نے استقبال کیا۔ شرکاء سے خطاب اور میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے لانگ مارچ کی قیادت کرنے والے ماما قدیر کا کہنا تھا کہ اب بھی انہیں اور قافلے کے شرکاء کو دھمکیاں مل رہی ہیں۔ پاکستانی ایجنسیوں کی ہٹ دھرمیوں کے خلاف وہ سیسہ پلائی دیوار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مشرف دور حکومت سے لے کر اب تک ان کے ہزاروں افراد غائب ہوچکے ہیں جن میں سے متعدد کی لاشیں ملی ہیں اور کئی لاشیں ناقابل شناخت ہیں۔ انہوں نے جبری غائب کئے گئے افراد کی جلد از جلد بازیابی کا مطالبہ کیا ہے۔

(لالہ عبدالحلیم)

کوششیں بارآور ثابت ہوئیں

چمن چمن میں گزشتہ 9 ماہ سے بند نادرا آفس دوبارہ کھول دیا گیا ہے۔ ضلعی کور گروپ کی ایک ٹیم نے ممبر قومی اسمبلی حاجی روزالدین کاکڑ اور سینیٹر حافظ حمداللہ سے مل کر انہیں اس اہم مسئلے سے آگاہ کیا تھا۔ جنہوں نے فوری اقدام کرتے ہوئے اسلام آباد کے نادرا چیئرمین سے رابطہ کرکے چمن نادرا سنٹر بحال کروادیا۔ (محمد صدیق)

بھائی اور بھابی کو قتل کردیا

ٹانک 6 جنوری کو فائرنگ کرکے ایک شخص نے اپنے بھائی اور بھابی کو قتل جبکہ دو رشتہ دار خواتین کو شدید زخمی کردیا۔ زخمیوں کو تشویشناک حالت میں طبی امداد کیلئے ڈسٹرکٹ ہسپتال ٹانک منتقل کردیا گیا۔ 6 جنوری کو صبح کے وقت ٹانک سے 6 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع نواحی گاؤں شاہ زمانی میں گھریلو تنازعے پر گل سلام نے فائرنگ کرکے اپنے سگے بھائی نسیم گل بیٹنی اور اس کی اہلیہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا جبکہ اس گھر سے تعلق رکھنے والی دو خواتین فائرنگ سے شدید زخمی ہوئیں۔ ٹانک پولیس نے مقدمہ درج کرکے تفتیش شروع کردی ہے۔ ملزم نے مقتولین سے ان کا زندگی کا حق چھینا ہے جو انہیں انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور آئین پاکستان کی دفعہ 9 کے تحت حاصل تھا۔ یہ رپورٹ بھیجنے تک ملزم کو گرفتار نہیں کیا گیا تھا۔ (محمد ارشاد)

مزدوروں کے حقوق کی آگہی نشست کا اہتمام

کراچی پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے کراچی میں مزدوروں کے حقوق پر ایک آگہی نشست کا قیام کیا جس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی۔معروف سماجی کارکن دلاور خان تنولی نے شرکاء سے خطاب کیا۔دلاور خان تنولی نے مزدوروں کے مسائل پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مزدوروں کی اکثریت اپنے بنیادی حقوق سے آگاہ نہیں ہے،اس کی بنیادی وجہ آگہی کا فقدان ہے،حکومت کی جانب سے کم از کم تنخواہ دس ہزار مقرر کی گئی ہے، سالانہ کم از کم ایک بونس مساوی بنیادی تنخواہ کی فراہمی، ہر ملازم کی دولاکھ انشورنس ہونی چاہئے، گریجویٹی، پراویڈنٹ فنڈ، سوشل سیکیورٹی اور ای او بی آئی کے تحت ہر ملازم کو رجسٹرڈ ہونا چاہئے۔یہ تمام سہولیات مزدوروں کے بنیادی حقوق میں شامل ہیں،ان تمام سہولیات کی فراہمی متعلقہ مل مالکان کی ذمہ داری ہے لیکن آمروں کی اکثریت یہ سہولیات مزدوروں کو فراہم کرنے سے قاصر ہے۔ان تمام ذمہ داریوں سے بچنے کے لئے مالکان کانٹریکٹر کو کام سونپ دیتے ہیں۔مزید برآں اپائمنٹ لیٹر کا اجراء نہ ہونے کے باعث ملازمین اپنے قانونی استحقاق سے محروم ہیں اور وہ کسی عدالت میں اپنا حق مانگنے کا دعویٰ نہیں کر سکتے۔ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ مزدوروں کے حقوق کا تحفظ کرے، آئین کی دفعہ (11,17,27) مزدوروں کے حقوق کو مکمل تحفظ فراہم کرتی ہیں اور ILO کنونشن اور UDHR بھی اس امر کی تائید کرتے ہیں کہ مزدوروں کو ان کے بنیادی حقوق فراہم کئے جائیں۔مقرر کا یہ بھی کہنا تھا کہ اکثر و بیشتر ان کے مشاہدہ میں یہ بات بھی آئی ہے کہ ملازمین کو کام کرنے کے لئے غیر محفوظ جگہ فراہم کی جاتی ہے۔حادثات سے بچنے کے لئے عملی وفنی تربیت بھی نہیں دی جاتی۔ان حقوق کی خلاف ورزی کی وجہ سے ملک بھر میں کئی فیکٹریاں حادثات کا شکار ہو چکی ہیں اور ملازمین کو تنخواہ کی فراہمی میں تاخیر کی جاتی ہے جس کی وجہ سے ملازمین معاشی مسائل کا شکار ہوتے ہیں اور اس کی وجہ سے وہ اپنے بچوں کو تعلیمی اداروں سے نکال کر ورک شاپ وغیرہ میں لگا دیتے ہیں اور بعض اوقات منشیات اور دوسرے غیر قانونی ذرائع آمدن سے آمدنی حاصل کرنے کا ذریعہ تلاش کرتے ہیں۔تقریب کے اختتام پر مقرر نے کہا کہ EOBI اور سوشل سیکورٹی کے اداروں میں کرپشن موجود ہے۔میڈیا، سول سوسائٹی اور مزدوروں کے حقوق پر کام کرنے والی تنظیمیں،مزدوروں کے حقوق کی بحالی میں اپنا کردار ادا کریں۔

(نامہ نگار)

ریلوے ٹریک کی بحالی کا مطالبہ

ہرنائی ڈسٹرکٹ ہرنائی ایک طرف سبی سے منسلک ہے دوسری طرف کوہلو سے جڑا ہوا ہے۔انگریز دور میں یہ دونوں اطراف سے ریلوے ٹریک کے ذریعے دونوں شہروں سے منسلک تھا۔نواب اکبر بگٹی کے قتل کے بعد سبی۔ ہرنائی ریلوے لائن کو دھماکہ خیز مواد سے اڑا دیا گیا تھا۔ریلوے کی سفری سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے ہرنائی کے لوگوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔انہیں اشیائے خورونوش اور دیگر تجارتی ساز وسامان کی دیگر علاقوں کو منتقلی اور دیگر علاقوں سے اپنے ضلع میں منتقلی کے حوالے سے مسائل درپیش ہیں۔حکومت وقت کو چاہئے کہ وہ ریلوے ٹریک کی بحالی کے لیے سنجیدہ کوششیں کرے تاکہ لوگوں کو مشکلات سے نجات مل سکے۔

(حمیداللہ خان)

اجتماعی قبر کی دریافت کے خلاف احتجاج

خضدار 24 جنوری 2014 کو انکشاف ہوا کہ توتک خضدار میں ایک اجتماعی قبر دریافت ہوئی ہے۔سرکاری ذرائع کے مطابق 13 مسخ شدہ لاشیں دریافت ہوئیں،جبکہ بلوچ مزاحمتی تنظیموں کے مطابق 170 مسخ شدہ لاشیں دریافت ہوئی تھیں۔اس اجتماعی قبر کی دریافت پر بلوچ مزاحمتی تنظیموں کی کال پر بلوچستان بھر میں اجتماعی طور پر شٹر ڈاؤن اور پہیہ جام ہڑتالوں کا آغاز 24 جنوری کو ہوا۔25 جنوری کے وقفے کے بعد 26 جنوری سے لیکر 31 جنوری تک مسلسل شٹرڈاؤن اور پہیہ جام ہڑتالیں ہوئیں۔اور اس دوران احتجاجی مظاہرے اور جلسے بھی منعقد کئے گئے۔توتک کے واقعے کو بلوچوں کے خلاف مظالم کی ایک بڑی مثال قرار دے کر، سکیورٹی فورسز کو اس کا ذمہ دار قرار دیا گیا اور سکیورٹی فورسز کی کارروائیوں کی شدید مذمت کی گئی۔اور اس کی تحقیقات کے لئے اقوام متحدہ اور سپریم کورٹ آف پاکستان سے اس معاملے کا نوٹس لینے کی اپیلیں کی گئیں۔اور اس واقع کے ذمہ داروں کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزائیں دینے کے مطالبات بھی کئے گئے۔

(غنی پرواز)

دو افراد کی جان لے لی

ہرنائی 18 فروری کو ہرنائی کے علاقے سپین تنگی میں پسند کی شادی کا اظہار کرنے والے لڑکی اور لڑکے کو علاقے کے لوگوں نے قتل کر دیا۔رشید نامی شخص اور ایک لڑکی ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے اور شادی کرنا چاہتے تھے۔تو ان کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا گیا۔اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک وقوعہ کی ایف آئی آر درج نہیں ہوسکی۔

(حمیداللہ خان)

دو افراد کو سنگسار کر دیا گیا

لورالائی بلوچستان کے ضلع لورالائی کے علاقے چینہ علیزئی یونین کونسل کی کلی منزکی میں مبینہ ناجائز تعلقات کے شبہ پر مولوی کے فتویٰ کے بعد ایک شخص دراز خان اور خاتون حیات بی بی کو سنگسار کر کے قتل کر دیا گیا تھا۔انتظامیہ نے قتل کا فتویٰ دینے والے مولوی، خاتون کے سسر، بھائی اور دیور کو حراست میں لے لیا۔اور قبر کشائی کر کے نعشوں کا پوسٹ مارٹم کروایا۔جس میں ثابت ہوا کہ دراز خان کو گولی مار کر اور حیات بی بی کو تیز دھار آلے سے قتل کیا گیا تھا۔انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی فعہ 9 کی خلاف ورزی کر کے مقتولین سے ان کی زندگی کا حق چھینا گیا ہے۔

(محمد انور)

پسند کی شادی کرنے پر نوجوان قتل

بہاولپور 14 جنوری کو بہاولپور کے علاقے ترنڈہ میں پسند کی شادی کرنے پر عمران نامی نوجوان کو قتل کر دیا گیا۔بلوچستان کے ضلع مستونگ کے رہائشی عمران اور سعدیہ جن کا تعلق بارکھان قبیلے سے تھا، نے دو سال قبل پسند کی شادی کی اور بہاولپور کے علاقے ترنڈہ محمد پناہ میں رہائش پذیر ہوگئے جہاں محمد عمران بھٹہ پر کام کرنے لگا،14 جنوری کو سعدیہ کے رشتہ داروں نے عمران کو گھر میں گھس کر اس پر تشدد کیا اور رسی کے ساتھ اس کا گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا جبکہ سعدیہ اس وقت گھر میں موجود نہیں تھی۔بعدازاں لوگوں نے ایک ملزم کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا ہے۔جبکہ باقی دو ملزمان فرار ہوگئے۔پولیس نے نعش کو قبضہ میں لے کر رورل ہیلتھ سنٹر منتقل کر دیا اور سعدیہ بی بی کو دارالامان بھجوا دیا۔ملزمان نے اپنے مذکورہ اقدام سے مقتول سے اس کی زندگی کا حق چھینا ہے جو اسے انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کے تحت حاصل تھا۔

(خواجہ اسداللہ)

انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی مذمت

کیچ ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان اسپیشل ٹاسک فورس ضلع کیچ کا ماہانہ اجلاس 26 جنوری 2014 کو منعقد ہوا۔ اجلاس کے شرکاء سے گفتگو کرتے ہوئے کلیم بلوچ نے کہا کہ یکم جنوری 2014 کو عطاشاد ڈگری کالج تربت و ہاسٹل پر ایف سی نے چھاپہ مار کر اساتذہ کے ساتھ بدسلوکی کی اور ہاسٹل کے طالب علموں کو ہاسٹل کے کمروں سے نکال کر کمروں کی تلاشی لی۔ طالب علموں کے بیگ پھاڑ دیے اوران کی تمام کتابیں اپنے قبضے میں لے لیں۔ اس سے پہلے ایف سی اہلکار ایک کوارٹر پر چھاپہ مار کر ایک مقامی انگلش لینگویج سنٹر کے ٹیچر رسول جان کو اٹھا کر لے گئے ہیں جو ابھی تک لا پتہ ہے۔ عبدالمجید دشتی ایڈوکیٹ نے کہا کہ یہ عمل صرف خوف و ہراس پیدا کرنے اور طالب علموں کو تعلیمی عمل سے دور رکھنے کا عمل ہے جو قابل مذمت ہے۔ شکر اللہ بلوچ نے کہا کہ ایف سی کے اس عمل سے طالب علم تعلیم سے دور ہو گئے ہیں۔ اس عمل کے بعد طالب علموں کی کالج میں حاضری انتہائی کم ہے اور اب طالب علم ہاسٹل میں رہنے سے خوف زدہ ہیں اور کلاسوں میں بھی حاضری بہت کم ہے۔ رؤف راز نے کہا کہ کالج کے سربراہ کو اعتماد میں لیے بغیر اس طرح کا اقدام غیر قانونی اور بلا جواز ہے۔ اس سے اساتذہ اور طالب علموں میں مایوسی پیدا ہوئی ہے اور لوگ خود کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔ علی چراگ نے کہا کہ جو کتابیں ہاسٹل سے برآمد ہوئی ہیں وہ پاکستان کے تمام اداروں، لائبریریوں اور بازار میں دستیاب ہیں اور ایف سی کا یہ موقف غلط ہے کہ یہ کتابیں ریاست کے خلاف اور غیر قانونی ہیں جبکہ جو کتا بیں جیوٹی وی پر دکھائی گئی ہیں ان میں عطا شاد اور مہاتما گاندھی پر لکھی ہوئی کتابیں شامل ہیں۔ مزید یہ کہ عطاشاد کی کتابیں تعلیمی نصاب میں شامل ہیں۔ اجلاس میں موضوع کے حوالے سے ہونے والے واقعہ کی مذمت کی گئی ہے۔ اجلاس کے آخر میں شرکاء نے درج ذیل قرار دادیں منظور کیں جو اجلاس کے تمام اراکین نے منظور کی۔ قرار داد درج ذیل ہیں۔

1۔ عطاشاد ڈگری کالج، ہاسٹل پر چھاپہ اور اساتذہ کے ساتھ ناروا سلوک پر ایف سی کے اس عمل کی مذمت کرتے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ تعلیمی اداروں کو مکمل تحفظ فراہم کیا جائے اور طالب علموں کو خوف زدہ کرنے کا سلسلہ بند کیا جائے۔
2۔ مقامی لینگویج سنٹر کے خلاف سازش، بیان بازی اور لینگویج ٹیچر کے جبری اغواء کی مذمت کرتے ہیں۔
3۔ مستونگ میں شیعہ زائرین کی بس پر حملہ کی مذمت کرتے ہیں۔
4۔ ہم ضلع پنجگور سمیت پورے بلوچستان میں فوجی آپریشن کی مذمت کرتے ہیں، اور آپریشن کو فوری طور پر بند کرنے کی مطالبہ کرتے ہیں۔
5۔ خضدار، توتک میں اجتماعی قبروں کی برآمدگی جن میں 15 لاشیں نکالی گئی تھیں جن میں اکثریت لا پتہ افراد کی ہے۔ قابل مذمت ہے۔
6۔ ایکسپریس نیوز چینل کے تین صحافیوں کے قتل اور ملک بھر میں دیگر صحافیوں کے قتل اغواء اوران پر ہونے والے تشدد کی مذمت کرتے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ صحافیوں کو تحفظ فراہم کی جائے۔

(غنی پرواز)

بیٹے نے باپ کو قتل کر دیا

خوازہ خیلہ سوات کے علاقے خوازہ خیلہ کے گاؤں میں گوہر علی نے اپنے باپ کٹور میاں کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ پولیس کے مطابق کٹور میاں دوسری شادی کرنا چاہتا تھا جس کا اس کے بیٹے گوہر علی کو رنج تھا اور اس نے اپنے باپ کو شادی والے دن فائرنگ کر کے قتل کر دیا اور فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزم کی گرفتاری عمل میں نہیں لائی جا سکی تھی۔ ملزم نے اپنے اس اقدام سے مقتول سے اس سے زندگی کا نا قابل تنسیخ حق چھینا ہے جو اسے انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کے تحت حاصل تھا۔ (فضل ربی)

غیر قانونی جرگہ کرنے والوں کے خلاف مقدمہ

جیکب آباد 24 جنوری کو ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج خالد حسین شاہانی کی عدالت میں ثناء اللہ بنگلانی کے بیٹے عبدالغفور بنگلانی نے درخواست دائر کی تھی۔ جس میں موقف اختیار کیا گیا تھا کہ عبدالصمد بنگلانی کے ساتھ ان کا کاروکاری کا تنازع جاری تھا۔ جس کے تصفیے کے لیے وہ اپنے بھائیوں عبدالشکور اور فاروق احمد بنگلانی کے ہمراہ گوٹ گاہی خان بنگلانی پہنچا تو سردار جہانگیر خان بنگلانی نے اپنی قیادت میں جرگہ بلا کر اس کے والد ثناء اللہ بنگلانی پر کاروکاری کا جھوٹا الزام ثابت کر کے بارہ لاکھ روپے جرمانہ اور دو بیٹیاں 15 سالہ زرناز اور 5 سالہ ربل بطور نی (جسکی چٹی) دینے کا فیصلہ سنا دیا۔ فیصلہ نہ ماننے پر جان سے مارنے کی دھمکیاں دیں اور علاقے سے بے دخل کر دیا۔ مذکورہ درخواست کو منظور کرتے ہوئے عدالت نے ملزمان کے خلاف مقدمہ دائر کرنے کا حکم صادر کیا جس پر جرگے کے سربراہ سردار جہانگیر خان بنگلانی، عبدالصمد، ہزار خان، دائم خان، علی مراد، شاہ مراد، نور نبی، علی حسن، برکت علی بنگلانی اور 50 نامعلوم افراد کیخلاف مقدمہ درج کر لیا گیا۔ تاہم رپورٹ کے ارسال ہونے تک پولیس نے کسی بھی ملزم کو گرفتار نہیں کیا۔

(شاکر جمالی)

باپ کو قتل کر دیا

ٹوبہ ٹیک سنگھ نواحی گاؤں 383 ج ب میں امداد حسین کا بیٹا حبیب اس سے جائیداد اپنے نام کروانے کا مطالبہ کرتا تھا۔ 14 فروری کو اسی تنازعے پر حبیب نے فائرنگ کر کے اپنے باپ امداد حسین کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ پولیس نے ملزم کے خلاف مقدمہ درج کر لیا۔ مگر اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزم کو گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ (اعجاز اقبال)

دو بھائیوں کو قتل کر دیا گیا

سوات 4 فروری کو ضلع سوات کے گاؤں اوڈی گرام میں دو بھائیوں کو قتل کر دیا گیا۔ مینگورہ سٹی ڈی ایس پی یوسف علی کے مطابق، مقامی لوگوں نے پولیس کو اطلاع دی کہ اوڈی گرام کے قبرستان میں دو نعشیں پڑی ہیں۔ لاشوں کی شناخت ارسلان خان اور گلی باچا کے طور پر ہوئی جنہیں پوسٹ مارٹم کے لیے ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔ اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزمان کو گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ ملزمان نے اپنے غیر قانونی اقدام سے انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کی خلاف ورزی کی ہے اور مقتولین کو ان کے زندگی کے حق سے محروم کیا ہے۔

(ایچ آر سی پی پشاور چیپٹر آفس)

انسانی حقوق کے تحفظ پر زور

چمن 2 فروری کو پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے ضلعی کور گروپ چمن کے زیر اہتمام جناح ہال چمن میں ایک تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں ضلعی کور گروپ چمن کے ممبران کے علاوہ کالج کے طلباء اور سیاسی وسماجی تنظیموں کے کارکنوں نے شرکت کی۔ تقریب سے پروفیسر آزاد خان، ضلعی کوآرڈینیٹر محمد صدیق شمشاد، بہادر خان اچکزئی، عبدالجبار، غلام محمد مخلص اور عزیز الرحمان مدنی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انسانی حقوق انسانی بہتر زندگی کے ضامن ہیں۔ معاشرے میں انسانی حقوق پامال نہ ہوں تو معاشرے میں سکون اور خوشحالی ہوگی اور اگر انسانی حقوق پامال ہوں تو زندگی دکھ اور تکلیف سے خالی نہ ہوگی۔ تقریب کے آخر میں شرکاء کو انسانی حقوق کے عالمی منشور کی نقول تقسیم کی گئیں۔ اجلاس میں شکر اللہ بلوچ، شہناز شبیر، کلیم بلوچ، عبدالمجید دشتی ایڈووکیٹ، راشد علی، علی چراغ، جمال پیر محمد، روف راز، لعل بخش قومی اور ماجد صمد نے شرکت کی۔

(محمد صدیق)

نوجوان کی جان لے لی

اوکاڑہ 12 فروری کو صدر گوگیرہ کے نواحی گاؤں موضع اکبر کا رہائشی 35 سالہ قاسم علی اپنے رشتہ دار کے ہمراہ موٹر سائیکل پر جارہا تھا کہ جھگڑ چوک کے قریب محمد عمران نے قاسم کو موٹر سائیکل سے اتار کر فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ پولیس نے مقتول کے بھائی محمد امجد کی رپورٹ پر مقدمہ درج کر لیا ہے۔ مقتول کے بھائی نے بتایا کہ ملزم محمد عمران نے خاندانی دشمنی پر اس کے بھائی محمد قاسم کو قتل کیا ہے۔ ایس ایچ او پولیس تھانہ گوگیرہ اسلم پرویز نے بتایا کہ قاسم علی کے قتل کا مقدمہ ملزم محمد عمران کے خلاف درج کر کے اس کی گرفتاری کے لیے چھاپے مارے جارہے ہیں۔ تاہم اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزم کو گرفتار نہیں کیا جاسکا تھا۔ ملزم کا مذکورہ اقدام انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کی خلاف ورزی ہے جو ہر فرد کو زندگی کا حق فراہم کرتے ہیں۔

(اصغر حسین)

غیرت کے نام پر دو اور افراد قتل

کرک 30 جنوری کو بنوں کے علاقے مندن میں غیرت کے نام پر دو افراد کو قتل کر دیا گیا جبکہ دیگر تین افراد بشمول دو خواتین زخمی ہوگئیں۔ بنوں پولیس کے اہلکار عامر رخسار کے مطابق ایک خاندان جس کا تعلق میخاخیل سے تھا، جس میں تین بھائی توفیق، اعجاز اور اسرار ان کی ماں اور بہن شامل تھے۔ بنوں میں اپنی بہن کے گھر آئے ہوئے تھے جہاں ان کے بہنوئی نے مبینہ طور پر ان پر فائرنگ کر دی۔ توفیق اور اعجاز موقع پر ہی جاں بحق ہوگئے جبکہ اسرار، ان کی والدہ اور بہن زخمی ہوگئیں۔ پولیس اہلکار نے مزید بتایا کہ دونوں فریقین میں سے کسی نے بھی واقعے کی ایف آئی آر درج نہیں کروائی۔ مندن کے ایک پولیس اہلکار کا کہنا تھا کہ فرہاد نے اپنے سسرال والوں کو غیرت کے نام پر قتل کیا ہے۔ اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزم کو گرفتار نہیں کیا جاسکا۔ ملزم نے یہ کارروائی کرتے ہوئے مقتولین سے ان کی زندگی کا حق چھینا ہے جو انہیں انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ 3 اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کے تحت حاصل تھا۔

(شاہ فہد اللہ)

قبائلی دشمنی پر 12 افراد ہلاک

کشمور 10 فروری کو سندھ۔ بلوچستان کی سرحدی پٹی پر آباد تنگوانی کے علاقے گاؤں غازی مرہٹہ میں ریاستی مخالف بگٹی قبیلے کے نامعلوم ملزمان نے راکٹ لانچر اور جدید اسلحہ سے بگٹی قبیلے کے دوسرے گروہ کے ایک گھر پر حملہ کر دیا جس کے نتیجے میں گھر مالکان غازی خان مرہٹو بگٹی، انکا بھائی امام بخش ولد بکن مرہٹو بگٹی، ان کا ہی بیٹا پٹھان خان، بیوی صحت خاتون، بھابی مینگل خاتون زوجہ امام بخش، پوتہ بھورو خان، پوتی 14 سالہ عزیزاں دختر پٹھان مرہٹو اور 8 سالہ زرینہ دختر پٹھان مرہٹو بروقت ہلاک ہوگئے۔ فائرنگ سے پورے علاقے میں خوف وہراس پھیل گیا۔ بگٹی برادری کے معزز شخص کے گھر پر حملہ ہونے کی اطلاع ملنے پر امن لشکر فورس کے افراد نے حملہ آوروں کا پیچھا کرتے ہوئے فائرنگ شروع کر دی جس کے نتیجے میں حملہ آوروں کے دو افراد شیر وحمزانی بگٹی اور مدد علی سندرانی بگٹی جاں بحق ہوگئے، جبکہ فائرنگ کے تبادلے میں امن لشکر کے اہم کمانڈر چھوتو بگٹی بھی ہلاک ہوگیا۔ فائرنگ کا سلسلہ تین گھنٹے تک جاری رہا۔ ملگزار اور دودوٹو تھانے کی پولیس اہلکار ایف سی کے اہلکاروں کے ہمراہ کرکے ڈی ایس پی جان محمد کھوسو کی نگرانی میں جائے وقوعہ پر پہنچے اور پورے علاقے پر کنٹرول کر لیا پولیس اور ملزمان کی تین گھنٹے تک فائرنگ کا تبادلہ ہوا بعد میں مسلح افراد فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے، پولیس نے ایک ہی خاندان کے 8 افراد کی لاشوں کو ملگزار تھانے پر لے آئی، جہاں سے ضروری کارروائی کے بعد لاشیں مقتولین کے ورثاء کے حوالے کر دیں۔ چھوتو بگٹی کی لاش ساتھی لے جانے میں کامیاب ہوگئے پولیس کے مطابق دو مرنے والے حملہ آور کا تعلق کالعدم تنظیم سے ہے، جو امن لشکر سے مقابلے میں مارے گئے، جبکہ 10 اور ساتھی لاشوں کو چھوڑ کر فرار ہوگئے۔ ذرائع بلاغ کا کہنا ہے کہ مرہٹو بگٹی برادری کے شخص کے گھر پر حملہ دیرینہ دشمنی کا نتیجہ ہے، جس میں غازی خان مرہٹو سمیت سات افراد موت کی بھینٹ پر چڑھے۔ پولیس اور ایف سی اہلکاروں نے گاؤں عبداللہ بگٹی، دودوٹو اور سغاری علاقے میں آپریشن کر کے درمحمد بگٹی، تھوجو، غلام حسین کے مکانوں سمیت 10 مکانوں نذر آتش کر دیا، 8 سے زائد افراد کو گرفتار کر لیا مزید معلوم ہوا ہے کہ بگٹی قبیلے کے دو گروپ ہیں ایک ریاست کا حامی "امن فورس" ہے اور دوسرا حکومتی مخالف گروپ ہے ان دونوں گروپوں کا آپس میں جھگڑا معمول کی بات ہے جس کی وجہ سے کافی قیمتی جانیں ضائع ہوچکی ہیں۔

(شاکر جمالی)

نالے سے لاش کی برآمدگی

کوئٹہ 7 فروری کو کوئٹہ کے علاقے سیٹلائٹ ٹاؤن میں خلجی نالے سے ایک لاش برآمد کی گئی۔ مقامی افراد نے لاش کی اطلاع پولیس کو دی جس نے موقع پر پہنچ کر اسے ہسپتال منتقل کیا۔ پولیس کے مطابق مقتول کی عمر چالیس سال ہے جسے نامعلوم افراد نے سر میں خنجر کے وار کر کے قتل کرنے کے بعد نالے میں پھینک دیا۔

(ہزار خان)

چار افراد کی نعشیں برآمد

نوشہرہ 10 فروری کو مقامی لوگوں کو امان گڑھ میں دریائے قابل کے قریب 4 افراد کی لاشیں ملیں جس پر انہوں نے پولیس کو اطلاع دی۔ پولیس نے لاشیں قبضے میں لے لیں اور ان کے ورثاء کی تلاش شروع کی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کا تعلق اس علاقے سے نہیں تھا۔ وہ قبائلی علاقے کے افراد معلوم ہوتے تھے۔ پولیس نے نعشوں کو لاوارث قرار دے کر تدفین کر دی۔ واقع کی ایف آئی آر تھانہ آزاد خیل میں درج کر لی گئی۔ تاہم اس رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزموں کو گرفتار نہیں کیا گیا تھا۔ ملزموں نے یہ کارروائی کرتے ہوئے مقتولین سے ان کی زندگی کا حق چھین لیا ہے۔ جو انہیں انسانی حقوق کے عالمی منشور کی دفعہ تین اور پاکستان کے آئین کی دفعہ 9 کے تحت حاصل تھا۔

(ذہین اللہ)

زرعی اصلاحات اور کھیت مزدوروں کے حقوق

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے 30 نومبر 2013 کو سندھ آباد ہوٹل، ملتان کے مقام پر ''زرعی اصلاحات اور کھیت مزدوروں کے حقوق'' پر ایک روزہ قومی مشاورت کا اہتمام کیا جس میں ملک کے مختلف علاقوں سے کسان و کاشتکار تنظیموں کے رہنماؤں نے شرکت کی اور کسانوں و کاشتکاروں اور کھیت مزدوروں کو درپیش مسائل پر تبادلہ خیال کیا اور ان کے حل کے لیے تجاویز پیش کیں۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کے سیکرٹری جنرل آئی۔اے۔رحمٰن کے علاوہ کسانوں اور کھیت مزدور تنظیموں کے نمائندگان نے شرکاء سے خطاب کیا جن میں الحق سومرو، نوید احمد کھیڑا، تاج مری، اللہ رکھا، جلیل بٹ، علی احمد، سید عرفان حیدر شمسی، عبدالمجید چھینہ، محمد اختر، زربی بی اور بھرہان علی شامل تھے۔ مشاورتی نشست کی کارروائی ذیل میں بیان کی جاتی ہے۔

آئی اے رحمٰن (سیکرٹری جنرل ایچ آر سی پی)

آج کی نشست کا مقصد گذشتہ سال کے کنونشن میں کی گئی سفارشات پر نظرثانی کرنا اور ان پر عملدرآمد کے لئے لائحہ عمل تیار کرنا ہے۔ اس بات کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ زرعی شعبہ مسلسل نظرانداز کرنے سے کمزور ہوگیا ہے۔ پہلے قومی آمدنی کا 41 فیصد زرعی شعبہ فراہم کرتا تھا۔ اب زراعت کا قومی آمدنی میں حصہ کم ہوکر 21% سے تک رہ گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلے جس قدر افرادی قوت اس شعبہ سے وابستہ تھی اس میں اضافہ ہوا لیکن اس کے برعکس زرعی آمدنی میں اضافہ نہیں ہوسکا۔ فی کس پیداوار میں کمی واقع ہوئی اور کسانوں کی کمزور معاشی حالت کے اثرات بحیثیت مجموعی ریاست اور معاشرے پر مرتب ہوئے ہیں۔ کسانوں اور کھیت مزدوروں کے مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے جس کے باعث روزگار کے مواقع محدود ہوتے جا رہے ہیں۔ ہر زندہ قوم کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے لوگوں کے لئے روزگار کے ذرائع میں وسعت پیدا کرے تاکہ آبادی کا دباؤ صرف زرعی شعبہ پر نہ ہو اور جو لوگ زرعی شعبہ میں جدید سائنسی طریقہ کاشت کے باعث زراعت سے الگ ہوں ان کے لئے علیحدہ شعبہ جات میں روزگار کا بندوبست کیا جا سکے۔ ہمارے ملک میں ایسی کوئی سکیم نہیں ہے۔ لوگ زمین سے جڑے رہتے ہیں اور اپنی کم آمدنی کے باوجود روزگار کے دیگر طور طریقے اپنانے سے گریز کرتے ہیں خواہ انہیں فاقہ کشی کا سامنا کرنا پڑے۔ اور جو لوگ اپنی معاشی بدحالی کے سبب زمین کاشت کرنے سے قاصر ہوتے ہیں وہ جبری مشقت کے چنگل میں پھنس جاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں ماحولیات کی تبدیلی اور پانی کی قلت کے باعث زرعی شعبہ کو مشکلات کا سامنا ہے اگر پانی نہیں ہوگا تو زراعت کیسے ہوگی۔ اس وقت کی معاشرتی حالت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ بچوں کو ان کی مطلوبہ خوراک تک نہیں مل رہی۔ ماہرین کی رائے میں انسانی دماغ کی نشوونما 4 سال کی عمر تک مکمل ہوجاتی ہے اور اس کی بنیاد پر بچے کو اپنی

> ہم ایسی تمام پالیسیوں کو مسترد کرتے ہیں جو صرف ریاست کے مفاد میں ہوں اور عوام کے مفاد میں نہ ہوں۔ کیونکہ ملک عوام سے ہے۔ وہ تمام افراد جو اس ملک میں رہتے ہیں جو مرد ہیں، عورتیں ہیں، بچے اور بوڑھے ہیں وہ تمام اس ملک کے شہری ہیں۔

تمام زندگی بسر کرنا پڑے گی۔ اگر کسی کو اس خاص عمر میں متوازن خوراک دستیاب نہ ہو تو اس کی دماغی صحت پر کیا اثر پڑے گا۔

گذشتہ برسوں میں مال مویشیوں کی فارمنگ کے شعبہ میں ترقی ہوئی ہے لیکن زرعی اجناس کے شعبہ میں ترقی نہیں ہوئی۔ جب تک کاشتکار کو اس کا حق نہیں ملتا، زرعی اصلاحات نہیں ہوتیں ان کا مکمل نفاذ نہیں ہوجاتا اور کسانوں کے مسائل حل نہیں ہوجاتے اس وقت تک ترقی ممکن نہیں۔ اس ملک میں زرعی اصلاحات کے نام پر جو کارروائی کی گئی وہ سطحی تھی اس میں بہت سی خامیاں بھی تھیں جس سے بچنے کے لئے زمینداروں نے بہت سے راستے نکال لئے۔ پھر عدالت نے یہ فیصلہ صادر کردیا کہ زرعی اصلاحات نہیں ہوسکتیں کیونکہ یہ اسلام کے منافی ہیں۔ گذشتہ سال سپریم کورٹ میں ایک مقدمہ زرعی اصلاحات اور دوسرا مقدمہ الیکشن کے بارے میں دائر کیا گیا۔ الیکشن سے متعلق مقدمہ کا فیصلہ کیا جاچکا ہے جبکہ زرعی اصلاحات کے بارے میں مقدمہ زیرالتواء ہے جس میں مختلف کسان، مزدور تنظیمیں شامل ہیں۔ ایچ آر سی پی بھی اس مقدمہ میں فریق بن چکا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ زرعی اصلاحات کی تحریک کامیاب ہو۔ زرعی اصلاحات کا مطلب صرف حد ملکیت مقرر کرنا نہیں اور نہ ہی یہ کہ ایک سے زمین لے کر دوسرے کو دے دی جائے۔ بلکہ اس کا مقصد زمین کے وسائل کا بہتر انداز سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کے اور ریاست کے مفاد میں استعمال ہے۔ جو چیز لوگوں کے مفاد میں نہیں ہوتی وہ کبھی ریاست کے مفاد میں نہیں ہوسکتی۔ ہم ایسی تمام پالیسیوں کو مسترد کرتے ہیں جو صرف ریاست کے مفاد میں ہوں اور عوام کے مفاد میں نہ ہوں۔ کیونکہ ملک عوام سے ہے وہ تمام افراد جو اس ملک میں رہتے ہیں جو مرد ہیں عورتیں ہیں، بچے اور بوڑھے ہیں وہ تمام اس ملک کے شہری ہیں۔ اس وقت ہمیں یہ دیکھنا چاہئے کہ گذشتہ سال کی مشاورت کے بعد کسی طرح کی کوئی تبدیلی آئی یا صورتحال میں کچھ فرق سامنے آیا اور کوئی مسئلہ حل ہوا؟ یقیناً ان 12 مہینوں میں ایسا کچھ نہیں ہوا۔ آپ تمام لوگ اپنی سطح پر یا تنظیموں کی حیثیت سے کام کررہے ہیں انہیں اپنے تجربات اور خیالات بیان کرنے چاہئیں۔ کیا زرعی اصلاحات کے بارے میں کوئی نئی بات سامنے آئی ہے اور کیا بے زمین کاشتکاروں اور کھیت مزدوروں کے مسائل میں کچھ کمی ہوئی۔

زرعی اصلاحات کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ زمین پر حق اُسی کا ہے جو اس پر کاشت کرتا ہے۔ بے زمین کاشتکاروں کے مسائل دو ہیں ایک تو زمین جس کو وہ کاشت کرتے ہیں اس پر کام کرنے کے حق کو تحفظ حاصل نہیں ہے اور دوسرے زمین بھی اُن کی نہیں تسلیم کی جاتی۔ کیا زمین سے کسانوں کی بے دخلی جاری ہے یا اس میں کوئی کمی آئی ہے۔ کیا فوج کو ٹھیکہ پر دی جانے والی زمینوں کے معاملات میں کوئی بہتر صورت پیدا ہوئی ہے؟ خانیوال اور اوکاڑہ میں کسانوں کی تحریک جاری ہے جس سے صورت حال کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کیا کھیت مزدوروں کو مناسب اجرت دی جاتی ہے؟ اور کیا وہ ایک باعزت زندگی بسر کررہے ہیں؟، جبری مشقت کا خاتمہ اور زرعی شعبہ میں کام کرنے والی خواتین کے حقوق کو مکمل تحفظ دینے کے لئے کام کرنے کی ضرورت ہے۔ زرعی اجناس کی مارکیٹنگ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تقریباً ہر فصل کی کٹائی کے موقع پر کسانوں کی شکایات سامنے آتی ہیں کہ ایک جانب حکومت اجناس کی قیمتوں کا تعین کرتے وقت ان کا موقف جاننے کی کوشش نہیں کرتی اور دوسری جانب آڑھتی اور کارخانہ دار فصل کی خریداری کے وقت کسانوں کا استحصال کرتے ہیں۔ ان مسائل اور شکایات کو سلسلہ وار درج کرنے کی ضرورت ہے اور جو نئے مسائل ہمارے علم میں آئے ہیں

انہیں زیر بحث لانے کی ضرورت ہے۔

اسحٰق سومرو

کسانوں کے معاملات میں کوئی بہتری آنے کی بجائے معاملات مزید خراب ہوئے ہیں۔اس وقت سپریم کورٹ میں عابد حسن منٹو کی جانب سے دائر کردہ پٹیشن میں جب صوبوں سے کہا گیا کہ اپنے جوابات داخل کریں تو پنجاب حکومت نے اپنا جواب سپریم کورٹ میں پیش کرتے ہوئے موقف اختیار کیا کہ زرعی اصلاحات غیر اسلامی ہیں اور زرعی اصلاحات کی ضرورت نہیں ہے۔ سندھ کے لوگوں کو امید تھی کہ سندھ حکومت اس بارے میں بہتر موقف اختیار کرے گی کیونکہ پیپلز پارٹی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں زرعی اصلاحات کا قانون منظور کیا گیا تھا۔لیکن سندھ حکومت نے بھی یہی جواب داخل کیا کہ زرعی اصلاحات غیر اسلامی ہیں اور صوبائی حکومت اس کے حق میں نہیں ہے۔ جس سے نہ صرف سندھ کے لوگوں کو شدید دھچکا لگا بلکہ پاکستان بھر کے کسانوں کو مایوسی ہوئی۔اس کے علاوہ زرعی اصلاحات کے حوالے سے جاگیرداروں کی جانب سے جو پٹیشن داخل کی گئی اس میں تحریک انصاف کے شاہ محمود قریشی اور جہانگیر ترین نے یہ موقف اختیار کیا کہ زرعی اصلاحات نہیں ہونی چاہئیں۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ ان کا ذاتی موقف ہے یا ان کی سیاسی جماعت کا نکتہ نظر بھی یہی ہے۔ ایک اور اہم معاملہ یہ بھی سامنے آیا کہ عبدالحفیظ پیرزادہ جنہوں نے بطور وزیر قانون بھٹو دور میں زرعی اصلاحات کے قانون کو منظور کرایا تھا وہی زرعی اصلاحات کے مقدمہ میں مخالف فریق کا وکیل بن کر سامنے آئے ہیں۔زرعی اصلاحات کے لئے حکومت کی جانب سے بہت مایوس کن صورت حال ہے۔لوگوں کا مطالبہ ہے کہ زرعی اصلاحات کی جائیں تا کہ غیر متوازن معاشرے کو بہتر بنایا جائے۔ جاگیرداروں نے باہمی گٹھ جوڑ سے اس ملک میں دس دس ہزار ایکڑ رقبہ پر اپنی اپنی لکیریں لگا دی ہیں کہ یہ ہماری زمین ہے۔اس تمام صورت حال سے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے ہر سطح پر پروگرام کرنے اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے آگہی بڑھانے کی ضرورت ہے۔ میڈیا کے ذریعے منتخب نمائندوں اور سیاسی جماعتوں کا اس حوالے سے کوئی ٹھوس موقف سامنے نہیں آرہا۔سندھ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہاں سیاسی آگہی زیادہ ہے مگر وہاں بھی قوم پرست اور ترقی پسند جماعتیں اس بارے میں بات کرنے کو تیار نہیں ہیں۔اگر اُن سے بات کی جائے تو وہ بھی اس معاملہ کو ترجیحی حیثیت دینے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ہم نے سندھ لینڈ ریفارمز موومنٹ بنائی ہے جس کے تحت ہم کسانوں کو منظم کرنے کی کوشش کررہے ہیں تا کہ حکومت پر زور ڈالا جاسکے کہ وہ زرعی اصلاحات کے سلسلہ میں قانون سازی کرے۔

نوید احمد کھیڑ (کسان بیٹھک لیہ)

پاکستان کی حدود میں موجود اراضی کا جائزہ لینا چاہئے کہ کس نے تقسیم کی اور کن مقاصد کے حصول کے لئے تقسیم کی گئی۔ قیام پاکستان کے فوری بعد اس تقسیم پر نظر ثانی کی جاتی اور پاکستان میں آباد تمام افراد کے درمیان زمین پر مساوی حقوق قائم کئے جاتے لیکن یہ عمل نہیں کیا گیا۔ جب مہاجرین پاکستان آئے ان میں سے 80 فیصد دعویٰ ہولڈرز ایسے تھے جنہوں نے ایک ہی دعویٰ پر مختلف اضلاع یعنی فیصل آباد، مظفر گڑھ، رحیم یار خان میں اراضی الاٹ کرائی۔اس کے بعد بھی سنٹرل اور صوبائی گورنمنٹ کے نام زرعی اراضی موجود ہے۔مختلف سرکاری اداروں مثلاً ریلوے، واپڈا، زراعت، انہار، جنگلات، اوقاف وغیرہ کے پاس محکمہ جاتی زمین موجود ہے۔لیکن ہم کسان یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ

سندھ کے لوگوں کو امید تھی کہ سندھ حکومت اس بارے میں بہتر موقف اختیار کرے گی کیونکہ پیپلز پارٹی کے بانی ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں زرعی اصلاحات کا قانون منظور کیا گیا تھا۔لیکن سندھ حکومت نے بھی یہی جواب داخل کیا کہ زرعی اصلاحات غیر اسلامی ہیں اور صوبائی حکومت اس کے حق میں نہیں ہے۔

- ☆ اراضی کی ایسی تمام منتقلی جو 1947 کے بعد جعلی دعوؤں پر کرائی گئیں انہیں منسوخ کیا جائے۔
- ☆ وہ تمام اراضی جو جاگیرداروں نے اپنی مقتدر حیثیت کو استعمال کرتے ہوئے گورنمنٹ کی سینکڑوں ایکڑ زمین اپنے ہر ایک خاندان کے نام منتقل کرائی۔اور ان وسائل کے بل بوتے پر وہ لوگوں کے سیاسی و معاشی حقوق کو غصب کئے بیٹھے ہیں۔وہ تمام الاٹ منٹ منسوخ کی جائے۔
- ☆ اگر مندرجہ بالا زمین واپس لے لی جائے اور تمام اراضی 4/5 ایکٹر فی خاندان دی جائے تو زرعی شعبہ میں روزگار کے مواقع بڑھیں گے اور قومی معیشت کو فروغ حاصل ہوگا۔
- ☆ اسلام نے اگر حد ملکیت پر پابندی عائد نہیں کی تو یہ اختیار بھی کسی کو نہیں دیا کہ من مانے طور پر زمین غیر مستحقین کو الاٹ کردی جائے۔
- ☆ جب تک زمین کی تقسیم کو منصفانہ نہیں بنایا جائے گا پانی کی تقسیم بھی منصفانہ نہیں ہوسکتی اور اس کے باعث جھگڑے بڑھیں گے۔ جس جاگیردار کی اراضی سے کئی کئی کلومیٹر تک پانی گزر کر دوسرے کاشت کار کی اراضی تک پہنچتا ہے وہ معمولی کاشت کار کس طرح پانی حاصل کرسکتا ہے جبکہ حکومتی مشینری محکمہ انہار کے حوالے میں جاگیرداروں کو قانون کا پاسدار بنانے سے قاصر ہے۔
- ☆ تھل کی زمین مقامی لوگوں کی ملکیت تھی ان سے حکومت نے معاہدے کئے کہ اگر وہ اپنی ملکیت کا 1/3 یا 1/4 حصہ حکومت کو منتقل کردیں تو حکومت انہیں پانی فراہم کرنے کا بندوبست کردے گی۔اس علاقہ کی چک بندی کردی گئی وہاں کی زمین آباد کاروں کو الاٹ کردی گئی لیکن پانی آج بھی انہیں فراہم نہیں کیا گیا۔اس لئے اُن معاہدات کا اخلاقی اور قانونی جواز ختم ہو چکا ہے۔
- ☆ کسانوں کو ان معاملات پر آواز اٹھانی پڑے گی اور میڈیا کی توجہ اس معاملہ پر مبذول کرانا پڑے گی تا کہ زمینوں کی منصفانہ تقسیم کے مطالبہ کو موثر بنایا جاسکے۔
- ☆ ہر ضلع میں جہاں شوگر ملز ہیں وہاں مقامی کاشتکاروں سے ایک روپیہ ٹیکس لیا جارہا ہے۔یہ رقم کھیت سے منڈی تک رسائی کی بہتر سہولیات پر خرچ ہونی چاہئے مگر کسانوں کو سہولت مہیا کرنے کی بجائے وہ تمام آمدنی دیگر معاملات پر خرچ کی جاتی ہے۔

آئی اے رحمان نے سوال اٹھایا کہ کیا شرکاء میں سے کوئی ساتھی ایسا سمجھتا ہے کہ زرعی اصلاحات غیر اسلامی ہیں؟ اس سوال کا جواب متفقہ طور پر یہ تھا کہ زرعی اصلاحات غیر اسلامی نہیں ہیں۔اس پر رحمان صاحب نے تاریخی حوالے دیتے ہوئے کہا کہ ہمارے خطے میں اس مسئلہ پر بہت بحث ہوئی پاکستان بننے سے پہلے بہت سے معاملات میں فیصلے ہو چکے تھے جن کے بنیادی نکات یہ تھے۔

- ☆ اسلام میں زمین پر کسی ایسے شخص کا حق تسلیم نہیں کیا گیا جو اُسے کاشت نہ کرتا ہو۔زمین اللہ کی ہے کسی کی ملکیت نہیں ہے۔
- ☆ اسلام کہتا ہے جو زمین خالی پڑی ہو اُسے جو کاشت کرے وہ اُسی کی ہے۔
- ☆ ابوحنیفہ کا فتویٰ ہے کہ بٹائی پر زمین دینا حرام ہے۔(اگرچہ بعد میں اُن کے شاگرد قاضی ابو یوسف نے فتویٰ دیا کہ زمین بٹائی پر دی جاسکتی ہے) فرق صرف اتنا ہے کہ ابو حنیفہ کسی دربار سے وابستہ نہیں تھے۔ جیل میں بھی ڈالے گئے تھے جبکہ ابو یوسف شیخ الاسلام تھے دربار سے وابستہ اور تنخواہ لیتے تھے۔

☆ اورنگ زیب نے بھی یہی اصول قائم کیا تھا کہ جو زمین کو بہتر طریقہ سے کاشت نہیں کرتا اس سے زمین واپس لے لی جائے اور اُس کو دی جائے جو بہتر کاشت کرتا ہو۔ کیونکہ بہتر طور پر زمین کاشت نہ ہونے سے پیداوار میں کمی ہوگی اور غلہ کی کمی سے عوام کا نقصان ہوگا عوام کا نقصان کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کیا جاسکتا۔

ان حوالوں کو دلیل بناتے ہوئے آئی۔اے۔رحمٰن نے کہا کہ یہ بھی دیکھا جائے کہ زرعی اصلاحات کو غیر اسلامی قرار دینے والے کی شرعی و قانونی حیثیت کیا ہے؟ کیا بلا کسی مستند شرعی حیثیت کے فتویٰ دیا جاسکتا ہے؟ لیکن ہمارا یہ مسئلہ نہیں ہے کہ زرعی اصلاحات اسلامی ہے یا غیر اسلامی ہے بلکہ مسئلہ اٹھارہ کروڑ شہریوں کا ہے جن میں بے روزگاری، غربت اور بھوک کی وجہ سے محرومی پائی جاتی ہے۔ جہاں لوگ بھوکے ہوں وہاں فرائض بھی معطل ہوجاتے ہیں۔مخصوص حالات میں وہ اشیاء بھی جائز ہوتی ہیں جو عام حالات میں ممنوع ہوں۔ جہاں اٹھارہ کروڑ لوگوں کی فلاح کا مسئلہ ہے اسے حل کرنے کا طریقہ کس طرح سے غیر اسلامی ہوسکتا ہے۔

زرعی اصلاحات کے بارے میں زیرالتوا مقدمہ میں سندھ و پنجاب کی صوبائی حکومتوں کی جانب سے سپریم کورٹ میں داخل کئے گئے جوابات پر بات چیت کرتے ہوئے آئی اے رحمان نے کہا کہ اس معاملہ پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

تاج مری

زرعی اصلاحات کو اب زیر بحث لایا جارہا ہے اور مختلف تنظیمیں سپریم کورٹ میں زیر سماعت مقدمہ میں فریق بن رہی ہیں۔لیکن فوجیوں کو زمینوں کی الاٹ منٹ کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے جس کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ جن زمینوں کے لئے پانی دستیاب نہیں تھا فوجیوں کے نام الاٹ کرنے کے بعد وہاں پانی بھی پہنچایا جارہا ہے۔ اس طرح پانی کا مسئلہ بھی شدید ہورہا ہے۔ کچے کے مختلف علاقوں میں سرکاری اراضی پر وڈیرے قبضہ کررہے ہیں جن کو سرکاری اہلکاروں کی اعانت حاصل ہے۔بعض مقامات پر بے زمین کسان کے نام پر الاٹ ہونے والی زمین وڈیرے لے رہے ہیں۔ بہت سے سیڈ فارمز ہیں ان پر بھی جاگیرداروں نے قبضہ کرنا شروع کردیا ہے۔ کسانوں کے معاملات میں قانونی ترامیم کرکے مزید ابتری پھیلائی جارہی ہے۔ سندھ قانون مزارعت میں جو سہولت کسان کے لئے پہلے موجود تھی وہ ختم کردی گئی جس کی مثال یہ ہے کہ کاشت کے لئے استعمال میں لائی جانے والی مشینری کا نصف خرچ کسان اور نصف مالک برداشت کرتا تھا لیکن اب اسے ختم کردیا گیا ہے۔ اب مشینری سے کاشت کے تمام اخراجات کسان کو اٹھانا پڑتے ہیں۔ اس سے کسان زیادہ قرضہ لے گا اور قرضہ ادا نہ کرنے کے باعث گروی کھیت مزدوری کرنے پر مجبور ہوگا۔ اس کے علاوہ قانون میں اس امر کی ممانعت موجود تھی کہ کسان سے اس کی مرضی کے بغیر بلا معاوضہ خدمات نہیں لی جاسکتی تھیں لیکن اب وہ شق بھی ختم کردی گئی ہے۔ جس کا نتیجہ جبری مشقت میں اضافہ کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ اس بات چیت کے نتیجہ میں شرکاء کے لئے جس ذمہ داری کا تعین کیا گیا وہ یہ تھی کہ۔

☆ گذشتہ ایک سال میں جس قدر سرکاری اراضی مختلف اداروں یا اہلکاروں کو الاٹ کی گئی ان کی ضلع وار تفصیلات تحریر کریں۔

☆ سندھ قانون مزارعت میں 2012 کی ترامیم سے پیدا ہونے والی کسانوں کی مشکلات کا تحریری جائزہ لیا جائے۔

☆ ہر علاقہ میں کسانوں کو متحرک کرکے زرعی اصلاحات پر قانون سازی کے لئے صوبائی حکومتوں کا موقف تبدیل کرانے کی کوشش کریں۔

کسان اللہ رکھا

چولستان کی 60/60 مربع اراضی بڑے جاگیرداروں کے نام الاٹ کی جارہی ہے۔ جبکہ کسانوں کو زمین نہیں دی جارہی۔ وہاں کی زمین ہموار اور قابل کاشت ہے جہاں پانی آسانی سے پہنچایا جاسکتا ہے۔ لیکن حکومت اس جانب کوئی توجہ نہیں دے رہی۔ البتہ کارپوریٹ فارمنگ کے نام پر سرکاری زمین بااثر افراد کو منتقل کی جارہی ہے۔ مقامی لوگ جو مال مویشی پال کر گذارہ کرتے ہیں انہیں کہیں بھی اراضی الاٹ کرانے کی سہولت نہیں دی گئی۔ ایک اندازے کے مطابق چولستان میں 20 لاکھ مویشی موجود ہیں ۔بعض مقامات پر لوگ ٹیوب ویل لگا کر آبپاشی کررہے ہیں حکومت چاہے تو پانی دوسرے ذرائع سے بھی پہنچ سکتا ہے ۔ جن چولستانیوں کی وہاں زمین ہے انہیں پانی فراہم نہیں کیا جاتا اور انہیں کہہ دیتے ہیں کہ آپ کا پانی فلڈ واٹر سکیم کا پانی ہے اگر وافر پانی ہوگا تو دیں گے۔ وہاں کے سرکاری اہلکار لوگوں سے بھتہ لیتے ہیں تو پانی چلتا ہے ورنہ پانی بند کردیا جاتا ہے۔ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کسانوں کی بجائے مختلف سکیموں کے حوالے سے 10/10 مربع اراضی جعلی فرضی متاثرین کے نام منتقل کررہی ہے۔

جلیل بٹ

پہلے یہ طے کرنا ضروری ہے کہ اس وقت ہمارے ملک میں زرعی معیشت کا کونسا اصول قائم ہے۔ اس کے بعد ہی یہ بحث کی جاسکتی ہے کہ اس میں کس نوعیت کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ اس لئے یہ جائزہ لینا ضروری ہے کہ ریاستی اداروں کا کسانوں سے کیسا رشتہ ہے؟ زراعت سے وابستہ کسان اور دیگر عناصر جن کا زراعت سے تعلق ہے ان کے درمیان معاملات کیا ہیں؟ کسانوں سے متعلق قوانین کیا ہیں اور ان میں کس طرح بہتری لائی جاسکتی ہے؟ ماحولیاتی تبدیلیوں کے زراعت پر کیا اثرات مرتب ہورہے ہیں اور ان کا کس طرح سے تدارک کیا جاسکتا ہے؟ ان ماحولیاتی تبدیلیوں کے نقصانات سے کسان کو محفوظ رکھنے کے لئے کیا قانون سازی ہو؟ کسانوں کے مسائل کو حل کرنے اور زرعی معیشت کو بہتر بنانے کے لئے عوامی حمایت کس طرح حاصل کی جائے؟ عوامی حمایت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہمارے پاس زیادہ سے زیادہ معلومات ہوں۔ اس سلسلہ میں وہ تمام اعداد وشمار جن کا تعلق کسانوں کے معاملات سے ہوان کا ہمارے پاس موجود ہونا ضروری ہے۔ جن قوانین میں ترامیم کی گئی ہوں ان کا جائزہ لے کر اس پر ہمارا موقف عوام کے سامنے آنا چاہئے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنے منتخب نمائندوں سے ان امور پر بات کرنا چاہئے تا کہ کسانوں کے حق میں قانون سازی کرائی جاسکے۔ زرعی معیشت کا تعلق صرف ان افراد یا خاندانوں سے نہیں جو زمین کاشت کرتے ہیں بلکہ یہ ملک میں بسنے والے تمام شہریوں اور قومی معیشت کا مسئلہ ہے۔

عوامی حمایت کس طرح حاصل کی جائے؟ عوامی حمایت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہمارے پاس زیادہ سے زیادہ معلومات ہوں۔ اس سلسلہ میں وہ تمام اعداد وشمار جن کا تعلق کسانوں کے معاملات سے ہو ان کا ہمارے پاس موجود ہونا ضروری ہے۔ جن قوانین میں ترامیم کی گئی ہوں ان کا جائزہ لے کر اس پر ہمارا موقف عوام کے سامنے آنا چاہئے۔

آئی اے رحمان نے شرکاء سے درخواست کی کہ تمام ساتھی معلومات جمع کرنے میں معاونت کریں تا کہ درست معلومات کی بنیاد پر متعلقہ افراد اور اداروں سے بات چیت کی جاسکے۔ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق اس بات کو انتہائی اہمیت دیتا ہے کہ معلومات درست ہوں اگر کسی جگہ معلومات مکمل طور پر دستیاب نہ ہوں تو دوسری جگہوں پر تلاش کی جائیں کیونکہ نامکمل معلومات بھی مسائل حل کرنے کی بجائے انہیں بڑھانے کا باعث بنتی ہیں۔ ہمارا مقصد معلومات کو

درست انداز سے مرتب کر کے اس کا تجزیہ کر کے اس پر عملدر آمد کے طریقے اختیار کرنا ہے۔

علی احمد

بلوچستان میں صرف دو اضلاع جعفر آباد اور نصیر آباد ہیں جہاں 1965ء میں پٹ فیڈر کینال تعمیر کی گئی۔اس علاقہ میں تمام اراضی بنجر تھی۔ جب کینال تعمیر کی گئی تو وہاں کے مقامی لوگوں میں جھگڑے ہوئے اور بہت سے لوگ مارے گئے کیونکہ زمین قبیلہ کے نام پر تھی اور بندوبست نہیں ہوا تھا۔ بھٹو کے دور میں ہونے والی زرعی اصلاحات میں جمالی قبیلہ اور پنجابی آبادکاروں کی زمین لے کر بے زمین کسانوں میں تقسیم کی گئی۔ 1971ء کے بعد وڈیروں نے ریونیو ڈیپارٹمنٹ سے ساز باز کر کے سرکاری زمین اپنے نام کرالی اب بلوچستان میں سرکاری اراضی نہیں ہے۔ اس وقت زمیندار زرعی معیشت پر قابض ہیں ۔ اگر وہ صرف گندم کی

تمام کھیت مزدوروں کو وہی حقوق دیئے جائیں جو صنعتی مزدوروں کو حاصل ہیں۔کیونکہ آئین پاکستان کا آرٹیکل 25 یہ قرار دیتا ہے کہ تمام شہری قانون کے سامنے برابر ہیں۔اور مساوی طور پر قانون کے اندر امان پانے کے حقدار ہیں۔ چنانچہ کھیت مزدوروں کو قانونی تحفظ سے محروم رکھنا حکومت کی جانب سے کھلا امتیازی سلوک ہے۔

پیداوار حکومت بلوچستان کو دے دیں تو اس سے صوبائی حکومت کا خرچ پورا کیا جا سکتا ہے۔سوال یہ ہے کہ اس وقت زرعی اصلاحات کیوں نہیں کی جا رہی ہیں؟ اس کی وجہ دراصل یہ ہے کہ بلوچستان میں ایسے زمیندار بھی موجود ہیں جن کی زمینوں کی کوئی حد نہیں ہے۔نصیر آباد سے ملحق کچی کا علاقہ ہے جہاں سے کچی کینال بلوچستان کی جانب آ رہی ہے وہ پنجاب کے علاقہ میں بن چکی ہے تقریباً 80/100 کلومیٹر کا علاقہ باقی ہے جس کے بعد وہ بلوچستان کی اراضی کو سیراب کرے گی صرف ضلع ڈیرہ بگٹی سے اس نہر کو حکومت گذارنے میں گریز کر رہی اس کی وجہ بظاہر اس علاقہ میں امن و امان کا مسئلہ بیان کیا جاتا ہے لیکن اس وقت وہاں ایسی کوئی رکاوٹ نہیں کہ نہر نہ گزاری جا سکے۔اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس علاقہ میں جہاں سے کچی کینال نے گذرنا ہے وہاں کی اراضی نوابوں نے اپنے نام کرالی جبکہ محکمہ مال کے اہلکاروں نے بھی ایک ہی قطعہ اراضی کی ملکیت کا ثبوت بنا کر کئی لوگوں کو دے دیا جس کے باعث جونہی علاقہ میں کینال تعمیر ہوئی وہاں لوگ زمین پر قبضہ کرنے کے لئے ایک دوسرے کو ماریں گے اور بہت خونریزی ہو گی۔حکومت جو پہلے ہی بلوچستان میں کمزور ہے اگر مختلف قبائل کے نوابین اور ان کے لوگوں کے درمیان زمین کا قبضہ حاصل کرنے کے لئے تنازعات ہوئے تو حکومت انہیں روک نہیں سکے گی۔ بلوچستان حکومت کی جانب سے سپریم کورٹ میں زیر سماعت مقدمہ میں ابھی تک جواب داخل نہیں کیا گیا جس کی پہلی وجہ تو حکومت کی عدم دلچسپی ہے دوسری وجہ حکومت میں موجود نواب اور سردار ہیں جن کی اکثریت اس حق میں نہیں کہ زرعی اصلاحات کی جائیں۔اس لئے یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ زرعی اصلاحات کے حق میں کوئی قانون سازی کی جائے گی۔

زربی بی

ہم نے علاقہ میں کسانوں کے گروپ بنائے تھے لیکن کچھ عرصہ بعد ہی وہ گروپ ختم ہو گئے۔میری زمین پر سرداروں نے قبضہ کر لیا تھا۔میرے علاوہ بھی بہت سے لوگوں کی زمینوں پر قبضہ کیا گیا جس کے نتیجہ میں بہت سے لوگ بے گھر ہوئے۔ ہمارے علاقہ میں کسانوں کو جدید طریقہ کاشت سے آگاہ کرنے کا کوئی نظام نہیں جس کی وجہ سے کسان کی معاشی حالت خراب ہے۔کسانوں کے بچوں کے لئے تعلیمی سہولیات اول تو انتہائی محدود ہیں اور اگر کہیں ہیں تو نواب/سردار کسانوں کے بچوں کی تعلیم کے حق میں نہیں ہیں۔

سید عرفان حیدر شمسی ایڈووکیٹ

کھیت مزدوروں کے مسائل پر بحث کرنے سے پہلے تاریخی پس منظر کا جائزہ لینا اس بات چیت میں مددگار ہوگا۔ انگریز سرکار نے بنگال میں اراضی کے مستقل بندوبست کا نظام 1793ء میں نافذ کیا جسے بعد میں پورے ہندوستان پر لاگو کر دیا۔اور مالکانہ حقوق ایسے لوگوں کو عطا کر دیئے جن کو وہ اپنی حکمرانی کو قائم رکھنے میں معاون سمجھتے تھے۔اس کے علاوہ ان افراد کے ذریعے مالیہ کی وصولی کو یقینی بنایا گیا۔اس نظام میں کھیت مزدور کی کوئی قانونی حیثیت تسلیم نہیں کی گئی۔کھیت مزدور جس نوعیت کی محنت کرتا ہے وہ اس طرح سے ہے۔

یومیہ مزدوری

جس میں ایک مخصوص کام کرنے کی ذمہ داری مزدور پر عائد ہوتی ہے اور اس کی اجرت رواجی طور پر مقرر کی جاتی ہے۔

ماہانہ مزدوری

مزدور کو مہینے بھر کام کرنا پڑتا ہے جس میں فصل کاشت کرنے سے لے کر جانوروں کی دیکھ بھال تک شامل ہے۔ اس کا معاوضہ بھی علاقہ میں رائج اجرت کے مطابق متعین کیا جاتا ہے۔

موسمی/سیزنل مزدوری

اس میں مزدور متعلقہ فصل کی کاشت یا برداشت کا کام کرتا ہے۔اس کام کی اجرت کبھی رقم کی صورت میں ادا کی جاتی ہے اور کبھی فصل سے مقررہ حصہ ادا کیا جاتا ہے۔اس کا تعین کرنا کہ اجرت رقم کی صورت میں ہوگی یا فصل سے حصہ دیا جائے گا وہ زمیندار کی مرضی پر منحصر ہوتا ہے۔

صنفی بنیادوں پر بھی مختلف کام لیا جاتا ہے۔مثلاً کپاس کی چنائی، چاول کی کاشت، گندم کی کٹائی، سبزی میں گوڈی نلائی کرنے کے لئے خواتین مزدوروں کو کام پر لگایا جاتا ہے۔ جبکہ زمین کی تیاری، فصل کو پانی لگانا، ادویات کا چھڑکاؤ کرنا، مویشیوں کی دیکھ بھال کرنے کے لئے مرد مزدوروں کو مقرر کیا جاتا ہے۔ان کی اجرت کا تعین رواجی طور پر کیا جاتا ہے۔اجرت کی عدم ادائیگی کی صورت میں کھیت مزدوروں کے لئے کوئی ایسا فورم موجود نہیں جہاں وہ دادرسی کے لئے رجوع کر سکیں۔البتہ علاقائی طور پر مزدور اپنے زمیندار کی شکایت اس سے بڑے زمیندار کے پاس کرتا ہے جس کا عام طور پر کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔کم اجرت یا اس کی عدم ادائیگی کے باعث کھیت مزدوروں کی اکثریت مقروض رہتی ہے۔

قانونی تحفظ سے محرومی

اس طبقہ کے کام کرنے کے اوقات مقرر نہیں ہیں نہ ہی اس کیلئے موسم کی شدت سے بچنے کا کوئی انتظام کیا جاتا ہے۔ زمینداروں کے پاس کام کرنے والے مزدوروں کی عورتیں اور بچے عموماً زمیندار کے گھر میں بلا معاوضہ کام کرتے ہیں۔اگر کسی عورت کو گھریلو کام کاج کے عوض معاوضہ دیا جاتا ہے تو اس کے بچے یا بچیاں بلا معاوضہ اپنی ماں کے ساتھ کام کرتے ہیں۔

زمینداروں کے گھروں میں کام کرنے والے کھیت مزدوروں کے بچے اور عورتوں کا معاوضہ انتہائی کم ہوتا ہے۔ جو بعض اوقات گندم کی صورت میں دیا جاتا ہے۔کھیت مزدور کی ملازمت کا نہ تو کوئی ثبوت ہوتا ہے نہ ہی اس کی ملازمت کی کوئی ضمانت ہے حتیٰ کہ برطرفی کے وقت اُسے کوئی معاوضہ بھی ادا نہیں کیا جاتا جس سے وہ چند دن بھی اپنی کفالت کر سکے۔مزدور اگر زمیندار کی ملکیتی زمین پر رہتا ہے تو اُسے ملازمت سے نکالے جانے کی صورت میں بلا تاخیر رہنے کی جگہ خالی کرنا پڑتی ہے جس کے باعث اسے غیر محفوظ حالات میں رہنا پڑتا ہے۔

کھیت مزدوروں کے لئے سفارشات

☆ تمام کھیت مزدوروں کو وہی حقوق دیئے جائیں جو صنعتی مزدوروں کو حاصل ہیں۔کیونکہ آئین پاکستان کا آرٹیکل 25 یہ قرار دیتا ہے کہ تمام شہری قانون کے سامنے برابر ہیں۔اور مساوی طور پر قانون کے اندر امان پانے کے حقدار ہیں۔ چنانچہ کھیت مزدوروں کو

قانونی تحفظ سے محروم رکھنا حکومت کی جانب سے کھلا امتیازی سلوک ہے۔

☆ مزدوروں کے تنظیم سازی کے حق کو قانونی طور پر تسلیم کیا جائے۔

☆ غذائی تحفظ کی یقینی ضمانت حاصل کرنے کے لئے کھیت مزدوروں کے حقوق کو نافذ کرانا نہ صرف سماجی تنظیموں کی ذمہ داری ہے بلکہ سیاسی جماعتیں اس بارے میں زیادہ ذمہ دار ہیں۔ سیاسی جماعتوں کو اس سلسلہ میں اپنے تنظیمی ڈھانچوں میں مشاورت کرکے اس پر واضح قابل عمل موقف اختیار کرنا چاہیے۔

☆ آئی ایل او کے کنونشن نمبر 98, 87 کی توثیق پاکستان نے کی تھی لیکن اس کے باوجود زراعت سے وابستہ مزدوروں کے حقوق کو تحفظ دینے کیلئے قانون سازی نہیں کی گئی۔ اس لئے مزدوروں کو منظم ومتحرک کرکے انہیں اپنے حقوق کے حصول کیلئے راغب کرنا ہوگا۔

☆ زرعی شعبہ سے وابستہ محنت کشوں سے متعلق آئی ایل او کے کنونشنز جن میں نمایاں طور پر کنونشن نمبر 11، 101,927,129,52,51,25,12 اور کنونشن نمبر 184 شامل ہیں ان کی توثیق کرانے کے لئے حکومت پر زور ڈالا جائے۔ جو ایک منظم تحریک کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

☆ جنرل ضیاء الحق کے مارشل لا سے قبل کسانوں کے حقوق کی جدوجہد کرنے والے ادارے ملک کے مختلف علاقوں میں موجود تھے لیکن اس کے دور میں ان تنظیموں کو ختم کردیا گیا اور ساتھ ہی زرعی اصلاحات کو غیر شرعی قرار دلا کر کسان کا زمین پر ملکیت کا حق ہی سلب کرلیا گیا۔

☆ اداروں کا استحکام اسی صورت میں ممکن ہے جب معاشرے کے تمام طبقات کو مکمل تحفظ، قانونی حقوق اور بلا امتیاز انصاف حاصل ہوگا۔ اور اگر کھیت مزدوروں کو جو محنت کشوں کی کل تعداد کا کم وبیش 50% ہے انہیں حقوق حاصل ہوجائیں تو جمہوریت آگے بڑھ سکتی ہے۔

آئی۔اے۔رحمٰن

تنظیم بنانے میں رکاوٹ کون ہے؟ جب ہمارے آئین میں تنظیم سازی کی اجازت ہے اور زرعی شعبہ میں تنظیم سازی کا آئی ایل او کنونشن 1926ء میں تسلیم کرلیا گیا تھا تو ہم کیوں تنظیم نہیں بناتے۔ اس وقت ہمارے تمام ساتھیوں کو چاہئے کہ وہ اپنے علاقوں میں کھیت مزدوروں اور کم اراضی مالک کاشتکاروں کی تنظیمیں بنائیں۔ آپ سب کو یاد ہوگا کہ حیدر بخش جتوئی جب خانیوال میں کسان کانفرنس میں آئے تو وہاں معلوم ہوا کہ "پنجابی کسان، پنجابی زیادہ تھے کسان کم" جس کے بعد حیدر بخش جتوئی چلے گئے اور کسان کمیٹی سے تعلق توڑ دیا۔ تبدیلی بڑے نظام میں آنی چاہیے۔ لیکن بڑے نظام کو تبدیل کرنے کا انتظار نہیں کرنا ہے ہمیں چھوٹے چھوٹے کام کرکے ہی بڑے نظام کو تبدیل کرنا ہے۔ ہمارے کسان، کھیت مزدوروں کے علمی وسائل کم ہیں اس لئے ہمارے وہ ساتھی جو پڑھے لکھے ہیں مزدوروں کسانوں کی معاونت کریں اور انہیں منظم ہونے میں مدد دیں۔ اگرچہ یہ کام سیاسی جماعتوں کا ہے کہ وہ محنت کشوں کو منظم کریں لیکن نامعلوم سیاسی جماعتیں کن کاموں میں الجھی ہوئی ہیں۔

> جب بھی سرکاری زمین الاٹ کی جائے تو وہ مرد اور عورت دونوں کے نام کی جائے اور وہ عورتیں جو اپنے خاندان کی سربراہ ہیں انہیں بھی زمین الاٹ کی جائے۔ حق مشاورت کو بھی مانا جائے کیونکہ جس گروہ سے متعلق معاملات طے کرنے ہیں اگر اُس کو مشاورت میں شریک نہیں کیا جائے گا تو اس کی افادیت نہیں ہوگی۔ کسانوں کی نمائندگی ضروری ہے ایسے امور جن کا اثر براہ راست زراعت پر ہو۔ انہیں کسانوں یا کھیت مزدوروں کے نمائندوں کی عدم موجودگی غیر موثر بنا سکتی ہے۔ مزدوروں اور کسانوں کے ترقی کے حق کو بھی تسلیم کیا جائے۔ جس میں تربیت کے مواقع کسی ایک شعبہ تک محدود نہ ہوں بلکہ زیادہ سے زیادہ وسیع ہوں۔

عبدالمجید چھینہ (صدر غریب کسان تحریک پنجاب)

غریب کسان تحریک 2002ء سے 16 اضلاع میں کام کررہی ہے۔ ہم سپریم کورٹ میں زیر التواء مقدمہ میں فریق بن چکے ہیں۔ ہم نے 20/20 ارکان پر مشتمل مختلف گاؤں میں کسان کمیٹیاں تشکیل دی ہیں۔ لیہ میں سرکاری اراضی ہے جو کارپوریٹ فارمنگ کے لئے اور فوجیوں کو الاٹ کی جارہی ہے۔ تحصیل چوبارہ کے علاقہ نواں کوٹ میں ہزاروں ایکڑ رقبہ فوجیوں کو الاٹ کیا جارہا ہے جو زرخیزی میں دوسرے رقبہ جات سے بہتر ہے۔

محمد اختر

شریعت کورٹ نے زرعی اصلاحات کو غیر اسلامی قرار دے دیا تھا۔ 1959ء میں 19,00000 ایکڑ اراضی پہلی زرعی اصلاحات کے نتیجہ میں حکومت کو حاصل ہوئی۔ 1972ء میں صرف ایک لاکھ ایکڑ زمین زرعی اصلاحات کے نتیجہ میں حکومت حاصل کرسکی جبکہ 1977ء میں کی گئی زرعی اصلاحات میں کوئی رقبہ حاصل نہ ہوا۔

رحیم بخش مہر

الطاہر کمپنی صرف گھاس لگا رہی ہے۔ کسانوں کو فارغ کردیا گیا ہے انہیں کہیں اور کام کرنے کے لئے جانا پڑتا ہے۔ لوہڑی کے علاقہ میں سابقہ ایم پی اے اور فوجیوں نے ساڑھے تین ہزار ایکڑ پر قبضہ کرلیا ہے۔ چھوٹے کسانوں کو زمین ملی تھی لیکن بااثر افراد نے یہ زمین کسانوں سے چھین لی۔ ضلع سکھر میں پانی کی تقسیم بھی منصفانہ نہیں ہے دو یا تین ایکڑ کے مالک کسان پانی نہ ملنے پر زمین کاشت کرنے سے قاصر ہیں اور بہت سے زمین فروخت کرکے علاقہ چھوڑ رہے ہیں۔

آئی۔اے۔رحمٰن

اس وقت ہمیں جو سفارشات تیار کرنی ہیں ان میں زرعی اصلاحات کے بارے میں واضح موقف ہونا چاہئے کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ ہم کھیت مزدوروں کے حقوق کو قانونی حیثیت دلانے کے لئے کیا تجاویز دیتے ہیں۔ ہمیں بہت واضح اور قابل عمل سفارشات تیار کرنی چاہئیں

کھیت مزدوروں کے حقوق

برہان علی نے کسانوں اور کھیت مزدوروں کے حقوق سے متعلق کردہ سفارشات پیش کیں جو درج ذیل ہیں۔

☆ یونین کونسل کی سطح پر کسانوں کی تنظیم سازی کی جائے۔

☆ کسانوں کی زرعی تربیت اور استعداد کار میں اضافہ کرنے کے پروگرام منعقد کیے جائیں۔

☆ کھیت مزدوروں کے کام کرنے کا وقت اور ان کی اجرت مقرر کی جائے اور اس کو صنعت کا درجہ دیا جائے۔ جس میں صنعتی مزدوروں کو دیئے گئے حقوق کھیت مزدوروں کو بھی حاصل ہوسکیں۔

☆ مزارعت اور اس میں خاص طور پر مزارع کی تعریف میں جدید حالات کی روشنی میں ترمیم کی جائے۔

☆ مزدوروں کو نمائندگی کا حق حاصل ہونا چاہئے۔ خاص طور پر انہیں ان سرکاری اداروں اور غیر سرکاری اداروں میں شامل کیا جائے جن کا تعلق زراعت سے ہو۔ ساتھ ساتھ کسان عورتوں کو بھی ملکیت کا حق ملنا چاہئے۔ جس میں عورت کا حق وراثت بھی شامل ہے۔

☆ کھیت مزدوروں کی خوراک اور غذائی تحفظ کے موثر

اقدامات کیئے جائیں۔

☆ مزدوروں کی گروپ انشورنس کی جائے جس میں ان کی ذات اوراجناس وغیرہ شامل ہوں۔

☆ زمین کی الاٹ منٹ کے بعد وہاں سے مزارعوں، بے زمین کسانوں اور کھیت مزدوروں کی بیدخلی فوری طور پر روکی جائے۔

☆ مزدوروں کو ملکی سطح پر منظّم کرنے کے لئے مستقل بنیادوں پر حکمت عملی وضع کی جائے۔

☆ کھیت مزدوروں کے لئے بلاسود قرضہ جات کا اجراء کیا جائے۔

☆ پالیسی بناتے ہوئے کھیت مزدوروں اور کسانوں کے نمائندوں کو شامل کیا جائے۔

☆ کسانوں، کھیت مزدوروں اور چھوٹے کاشتکاروں کے مسائل کو ذرائع ابلاغ میں زیادہ جگہ دی جائے۔

☆ کھیت مزدوروں کے لئے روزگار کے ذرائع کو وسعت دینے کے لئے لوگوں کو مال مویشیوں کی دیکھ بھال کی تربیت دی جائے۔

☆ قانون مزارعت کا اطلاق سرکاری اراضی کاشت کرنے والے کسانوں پر بھی کیا جائے۔اورسرکاری اراضی کاشت کرنے والے افراد کو مزارع تسلیم کیا جائے۔

☆ کھیت مزدور یا مزارع جس اراضی کو کاشت کرتا ہے اس کی کاشت کا اندراج متعلقہ ریکارڈ میں کیا جائے۔

آئی۔اے۔رحمٰن

بنیادی مسائل یا تجاویز جو بھی ہوں ان کی درجہ بندی اس طرح کی جاسکتی ہے۔

تمام شہریوں کو جو بنیادی حقوق حاصل ہیں وہ کھیت مزدوروں کو بھی حاصل ہوں اور کسی بھی طرح کی تفریق مساوی حقوق کی نسبت نہ کی جائے۔

جب بھی سرکاری زمین الاٹ کی جائے تو وہ مرد عورت دونوں کے نام کی جائے اور وہ عورتیں جو اپنے خاندان کی سربراہ ہیں انہیں بھی زمین الاٹ کی جائے۔حق مشاورت کو بھی مانا جائے کیونکہ جس گروہ سے متعلق معاملات طے کرنے ہیں اگر اُس کو مشاورت میں شریک نہیں کیا جائے گا تو اس کی افادیت نہیں ہوگی۔کسانوں کی نمائندگی ضروری ہے تاکہ ایسے امور جن کا اثر براہ راست زراعت پر ہو۔انہیں کسانوں یا کھیت مزدوروں کے نمائندوں کی عدم موجودگی غیر موثر بنا سکتی ہے۔مزدوروں اور کسانوں کے ترقی کے حق کو بھی تسلیم کیا جائے۔جس میں تربیت کے مواقع کسی ایک شعبہ تک محدود نہ ہوں بلکہ زیادہ سے زیادہ وسیع ہوں۔

گروپ برائے زرعی اصلاحات

نوید احمد کھیڑا نے اس گروپ کی سفارشات پیش کیں۔31 مارچ 1977 کو پارلیمان نے زرعی اصلاحات کا قانون بنایا۔اس کے بارے میں سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا کہ زرعی اصلاحات کا قانون 1977ء شریعت کے عین مطابق ہے۔جس کو سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بینچ میں چیلنج کیا گیا جس نے قرار دیا کہ زرعی اصلاحات کا قانون خلاف شریعت ہے۔جبکہ آئین کے آرٹیکل 253 میں کہا گیا ہے کہ پارلیمنٹ ایسا قانون بنانے کی مجاز ہے جس کے تحت حد ملکیت مقرر کی گئی ہو۔اس لئے شریعت کورٹ کا فیصلہ آئین کی واضح شق کے خلاف ہے۔ہمارے گروپ میں ساتھیوں نے رائے دی تھی کہ زرعی اصلاحات اس لئے نہیں ہوسکیں کیونکہ جرنیل، جاگیردار، سیاست دان اور بیوروکریٹس کا گٹھ جوڑ ہے۔اگر کسی وجہ سے کسانوں کو زمین الاٹ بھی کرنی ہو تو بدنیتی سے کام لیا جاتا ہے۔ایسی اراضی الاٹ کردی جاتی ہے جہاں آبپاشی کا کوئی نظام ہی موجود نہ ہو۔کسانوں، بے زمین کاشتکار یا کھیت مزدور اپنے حقوق کے بارے میں لاعلم ہیں جس کے باعث کسان ان کے حصول کی جدوجہد کرنے کے لئے منظّم نہیں ہیں۔ایک اہم ضرورت یہ ہے کہ لوگوں کو ان کی زبان میں قوانین سے اور ان کے حقوق سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ اپنے حقوق سے مکمل طور پر واقف ہوسکیں۔اس کے لئے کسانوں اور مزارعین کے حقوق کے لئے کام کرنے والوں کے درمیان موثر رابطہ ہو جو کسانوں اور کھیت مزدوروں کی آگہی کا ذریعہ بن سکے۔زرعی اصلاحات کے حق میں جو سفارشات تیار کی گئیں وہ اس طرح ہیں۔

سپریم کورٹ کے اس فیصلہ کو بحال کرایا جائے جو اُس نے زرعی اصلاحات 1977ء کے بارے میں ضیاالحق کے دور میں دیا تھا جس کی رو سے زرعی اصلاحات کا قانون شریعت سے متصادم نہیں ہے۔

☆ سپریم کورٹ کے اس فیصلہ کو بحال کرایا جائے جو اُس نے زرعی اصلاحات 1977ء کے بارے میں ضیاالحق کے دور میں دیا تھا جس کی رو سے زرعی اصلاحات کا قانون شریعت سے متصادم نہیں ہے۔

☆ صوبائی حکومتیں زرعی اصلاحات کے حق میں واضح پالیسی اختیار کریں اور ان کے نفاذ کی حکمت عملی تیار کریں۔اور ہر صوبائی اسمبلی میں قرارداد منظور کرکے زرعی اصلاحات کے سلسلے میں قانون سازی کریں۔

☆ حد ملکیت فی خاندان 100 ایکڑ نہری اور 150 ایکڑ بارانی مقرر کی جائے۔

☆ کارپوریٹ فارمنگ کے لئے زرعی اراضی کی الاٹ منٹ کو قطعی طور پر روک دیا جائے۔

☆ ملکی اداروں یا افراد کو شکارگاہوں اور تفریح گاہوں کے نام پر زرعی اراضی کی الاٹ منٹ کا سلسلہ بند کیا جائے۔اور کھیت مزدوروں کو جو اراضی الاٹ کی جائے وہاں آبپاشی کے لئے پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

☆ اصلاحات کے تحت حاصل ہونے والی اراضی کھیت مزدوروں اور کسانوں کو بلا معاوضہ الاٹ کی جائے جس میں عورتوں کو مساوی حصہ دیا جائے۔

آئی۔اے۔رحمٰن

اس گروپ نے زرعی اصلاحات کے نفاذ میں ناکامی کا جائزہ لیا تھا جس پر عمل درآمد ہی نہیں ہوسکا۔1977ء میں اقتدار پر فوجی قبضہ کی ایک وجہ زرعی اصلاحات کا قانون بھی تھا کیونکہ اس میں پہلی مرتبہ وہ اراضی بھی شامل کی گئی جس میں ملٹری فارم بھی شامل تھے۔جبکہ اس سے پہلے نافذ ہونے والی زرعی اصلاحات میں ملٹری فارم شامل نہیں تھے۔یہ جو مطالبات ہم نے اٹھائے ہیں یہ ہم کسی اور سے نہیں بلکہ خود اپنے آپ سے یعنی عوام سے کررہے ہیں کیونکہ اصل طاقت تو عوام ہی ہیں۔یہ سفارشات ہمارے سفر کی منزلیں ہیں، جب ہم اپنے نظام کی تشکیل نو پر بحث کرتے ہیں تو ہم یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ کن خطوط پر ہمیں اپنا نظام بنانا ہے۔ان اہداف کو حاصل کرنے کے لئے ہمیں کچھ واضح قابل عمل طریقہ کار اختیار کرنا ہوگا۔

عملی کام کرنے کے لئے ہمیں یہ جائزہ لینا چاہئے کہ کون کون سی ایسی تنظیمیں ہیں جو زرعی شعبہ میں کسانوں، کھیت مزدوروں اور مزارعین کے حقوق اور زرعی اصلاحات کے نفاذ کے لئے کام کرتی ہیں تاکہ ہر سطح پر تنظیموں کے درمیان رابطہ قائم کیا جاسکے۔یہ امر باعث اطمینان ہے کہ تمام تنظیمیں کم وبیش ایک ہی طرح کے مقاصد رکھتی ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قومی سطح پر ان معاملات پر مشترکہ سوچ موجود ہے چند ایک معمولی تبدیلیوں کے ساتھ بنیادی معاملات پر تمام تنظیموں کی رائے ایک ہی ہے۔اس لئے تجویز یہ ہے کہ ہم کسانوں کے حقوق کا ملتان اعلامیہ منظور کریں۔جس میں زمین کی ملکیت، اس کی تقسیم، کسانوں کے مسائل، کھیت مزدوروں کے حقوق، زمین کی الاٹ منٹ اور زرعی اصلاحات کے بارے میں واضح موقف اپنایا جائے۔جو دراصل زرعی شعبہ میں اصلاحات کے لئے اہداف مقرر کرنے کا عمل ہے۔

شرکاءمشاورت کے منظور شدہ ملتان اعلامیے کے بنیادی نکات

قومی کسان کنونشن کے شرکاء نے زرعی شعبہ کی ترقی اور اس میں اصلاحات لانے کے لئے جو بات چیت کی اس کے نتیجہ میں جو نکات سامنے آئے ان کی شرکاء نے منظوری دیتے ہوئے اسے کسانوں کے حقوق کا ملتان اعلامیہ قرار دیا۔جس کے بنیادی نکات درج ذیل تھے۔

☆ معیشت کے استحکام اور اصلاح کے لئے منصوبہ سازی کی جائے۔اس بارے میں پانچ سالہ زرعی پالیسی کا اعلان کیا جائے۔

☆ اصلاحات کا نفاذ کیا جائے اور اس کے نفاذ میں حائل تمام رکاوٹیں دور کی جائیں۔

☆ ملکیت کا تعین فی خاندان کی بنیاد پر مقرر کی جائے۔حاصل کردہ زائد اراضی بے زمین کسانوں میں تقسیم کی جائے۔

☆ فارمنگ کی بنیاد پر زرعی اراضی کی الاٹ منٹ کا سلسلہ ترک کیا جائے۔اور کارپوریٹ فارمنگ کے لئے دی گئی اراضی کی الاٹ منٹ منسوخ کی جائے۔

☆ اراضی، شاملات دیہہ، سرکاری وفوجی فارموں کی اراضی مقامی بااثر افراد کے قبضہ سے واگذار کرائی جائے اور یہ اراضی کسانوں میں تقسیم کی جائے۔

☆ سرکاری جانب سے اراضی کی الاٹ منٹ خاندان کی بنیاد پر کی جائے جس میں عورت مرد کو مساوی طور پر ملکیت منتقل کی جائے۔

☆ جاگیرداروں اور فوجیوں کی جانب سے چراگاہوں کی اراضی پر قبضہ کرنے کے سلسلے کو بند کیا جائے اور تمام زمین بے زمین کسانوں کو منتقل کی جائے۔

☆ جس کسان گھرانے کی سربراہ عورت ہو اسے زمین الاٹ کی جائے۔جس میں کاشت کرنے کے ضروری امور کو مدنظر رکھا جائے۔

☆ کھیت مزدروں کے حقوق کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے موثر قانون سازی کی جائے۔

☆ زہریلی ادویات جن کا چھڑکاؤ فصلوں پر کیا جاتا ہے ان کی تقسیم کا محفوظ طریقہ کار نافذ کیا جائے

☆ دیگر شعبہ جات کے ساتھ ساتھ زراعت میں لی جانے والی جبری مشقت کے خاتمہ کے لئے متعلقہ قانون پر عمل درآمد یقینی بنایا جائے۔

☆ اوکاڑہ ،چولستان اور تھل کے بے زمین کسانوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں۔

☆ سندھ کے قانون مزارعت میں وہ ترامیم جن کے ذریعے مشینری کے ذریعے کاشت کا تمام خرچ مزارع پر ڈال دیا گیا اور اس سے بلا معاوضہ خدمات لینے کی امتناعی شق کو حذف کیا گیا اسے بحال کیا جائے۔اور دوسرے صوبوں کے قوانین مزارعت میں کسان دوست ترامیم کی جائیں۔

☆ فصلوں میں استعمال ہونے والے ایسے کیمیکل جو مزدوروں کی صحت کو متاثر کرتے ہیں ان کے لئے حفاظتی انتظامات کئے جائیں

☆ ایسے تمام کام جن کے مضر اثرات سے عورتوں اور بچوں کی صحت اور زندگی کو نقصان ہو ان پر پابندی

شکاگو کے مزدوروں کی قربانیوں کی یاد میں ہم سب لوگ یکم مئی کا دن مناتے ہیں۔اس میں تمام مزدور شامل ہیں لیکن کسانوں کے لئے ایک اور دن بھی ہے جو 17 اپریل کو منایا جاتا ہے۔اسے " کسانوں کے حقوق کی جدوجہد کا عالمی دن" کہا جاتا ہے۔اس کا پس منظر یہ ہے کہ 1896ء میں برازیل میں کسانوں پر تشدد کیا گیا اور نتیجہ میں 19 کسان مارے گئے تھے۔اس لئے ہم بھی اس دن کو ہر سطح پر منائیں۔

عائد کی جائے

☆ زرعی شعبہ پر دباؤ کم کرنے کے لئے دیہی علاقوں میں زراعت سے منسلک صنعتوں کا قیام عمل میں لایا جائے اور انہیں فروغ دیا جائے۔

☆ مقامی آبادی کو روزگار کے دیگر شعبہ جات سے استفعادہ کرنے کے لئے مستقل بنیادوں پر ہنرمند بنانے کا نظام وضع کیا جائے۔

☆ کسانوں کے مسائل حل کرنے کے لئے عدلیہ کے مخصوص ٹربیونل قائم کئے جائیں اور کھیت مزدوروں کو صنعتی مزدوروں کے مساوی حقوق دیئے جائیں۔

آئی۔اے۔رحمن

شکاگو کے مزدوروں کی قربانیوں کی یاد میں ہم سب لوگ یکم مئی کا دن مناتے ہیں۔اس میں تمام مزدور شامل ہیں لیکن کسانوں کے لئے ایک اور دن بھی ہے جو 17 اپریل کو منایا جاتا ہے۔اسے " کسانوں کے حقوق کی جدوجہد کا عالمی دن" کہا جاتا ہے۔اس کا پس منظر یہ ہے کہ 1896ء میں برازیل میں کسانوں پر تشدد کیا گیا اور نتیجہ میں 19 کسان مارے گئے تھے۔اس لئے ہم بھی اس دن کو ہر سطح پر منائیں۔اس دوران ہم ان نکات کو پیش نظر رکھیں۔

☆ مختلف سطحوں پر جو زرعی اصلاحات کی کوششیں کی جارہی ہیں ان تمام کوششوں کی تائید کی جائے گی۔

☆ صوبائی حکومتوں پر دباؤ ڈالا جائے گا کہ زرعی اصلاحات کے حق میں قانون سازی کرے۔

☆ مشاورتی اجلاس میں شامل تمام تنظیمیں اور شرکاء اپنے علاقوں میں کسانوں کی تنظیمیں بنائیں گے اور ان میں رابطہ قائم کریں گے۔

☆ سرکاری فارموں سیڈ فارم، ملٹری فارم وغیرہ پر طویل عرصہ سے کاشت کرنے والے تمام کسانوں کی جدوجہد کی حمایت کرتے ہیں اور ان کا ساتھ اظہار یک جہتی کی جائے گی۔

☆ سندھ کے قانون مزارعت میں کی گئی کسان مخالف ترامیم کی منسوخی کے لئے کوششیں کی جائیں گی اور تمام صوبائی حکومتوں پر زور ڈالا جائے گا کہ کسانوں کے حقوق کے لئے واضح اقدامات کریں۔

☆ ملک بھر میں مہم چلائی جائے گی کہ زرعی معیشت کی اصلاح اور ترقی کے لئے پانچ سالہ منصوبہ کسانوں کی مشاورت سے تیار کیا جائے۔

☆ ہر سال 17 اپریل کو کسانوں کے حقوق کی جدوجہد کا عالمی دن ہر سطح پر منایا جائے گا۔

☆ کسان تنظیمیں اور کارکن ملک میں جمہوری نظام، شہریوں میں برابری، خواتین اور بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے جدوجہد کریں گے۔

☆ ایچ آر سی پی ایک ورکنگ گروپ قائم کرے گا جو زرعی معیشت سے متعلق اعداوشمار جمع کرے گا، ترقی پسند ماہرین اقتصادیات کے تعاون سے 30 نومبر 2014 سے پہلے جامع منصوبہ تیار کرے گا۔دسمبر 2014ء کسان کنونشن میں اسے غور کرنے کے لئے پیش کیا جائے گا اور کنونشن سے اس کی منظوری حاصل کی جائے گی۔انسانی حقوق کمیشن کی ملتان ٹاسک فورس اس ورکنگ گروپ کا رابطہ دفتر ہوگا۔یہ ورکنگ گروپ تمام شرکاء کی تجاویز سے قائم کیا جائے گا۔

☆ یہ ایکشن پلان ہر سطح پر جدوجہد کرنے والوں کے لئے ہے۔کیونکہ اس کنونشن میں سندھ کے قانون مزارعت کے علاوہ بلوچستان میں کسانوں کی اراضی پر قبضہ، چولستان میں زمینوں کی تقسیم،اوکاڑہ،خانیوال میں مزارعین کی جدوجہد پر بات چیت کی گئی ہے۔اس لئے صرف بات چیت کرکے اسی وہیں چھوڑ دینا درست نہیں ہے ہمیں ایک قدم آگے بڑھنا چاہیئے۔اس کے لئے پہلی ضرورت مستقل رابطہ

ہے۔تمام شرکاء یہاں کی گئی بات چیت اور فیصلوں سے اپنے علاقوں میں ساتھیوں کو آگاہ کریں گے آئندہ کے لائحہ عمل پر ان کی رائے لیں گے اور اپنے علاقہ میں ہونے والی ایسی ہر تبدیلی یا واقعہ کے بارے میں اطلاع دیں گے جس کا تعلق ہمارے کسانوں، کھیت مزدوروں یا زرعی اصلاحات سے متعلق ہو۔کیونکہ ایسے ہر حق کی خلاف ورزی جو کسان یا کسی کھیت مزدور کے ساتھ کی گئی ہو اس کا معلوم ہونا انتہائی اہم ہے۔جس کے بعد سب لوگ اس کے بارے میں آواز اٹھا سکتے ہیں کیونکہ کوئی تنہاء نہیں ہے اور ہمارے عمل سے یہ ظاہر ہو کہ ہم سب یکجہتی میں ہیں ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے ہونا اور یہ احساس دلانا کہ ہمارے فائدے اور نقصان سانجھے ہیں جدوجہد کرنے والوں کے حوصلے بڑھانے کا باعث بنتا ہے۔ ہمارے ساتھی الگ تھلگ نہ ہوں۔

یہ سوال بار ہا اٹھایا جائے گا کہ آپ کا سیاسی مقصد کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کسی سیاسی جماعت سے منسلک نہیں لیکن کام ہم سیاسی کرتے ہیں۔ زرعی اصلاحات، کھیت مزدوروں کے مسائل کا حل اور خواتین کے مساوی حقوق کا مطالبہ سیاسی عمل ہے۔جس کے لئے جمہوری نظام کا مستحکم ہونا ضروری ہے اگر کوئی ذاتی حیثیت میں جمہوری طرز حکمرانی کو ناپسند کرتا ہے تو وہ خاموشی اختیار کرے بجائے یہ کہ وہ جمہوریت کے مقابلہ میں فوجی حکمرانی کو قبول کرے۔کیونکہ یہ بے اصولی ہے فوج کا جو کام ہے وہ اسے کرنا چاہئے اس میں بہتری لانے کے لئے کوشش کرے لیکن سیاست اس کا کام نہیں اسے کسی بھی صورت اقتدار کے کھیل میں شریک نہیں ہونا چاہئے۔کیونکہ اب تک بار ہا انہوں نے اقتدار پر قبضہ کیا جس کے نتائج ابھی تک معاشرے کو بھگتنا پڑتے ہیں۔کسانوں کے ٹی وی چینل کے حوالے سے مرزا محمد ارشد نے سوال اٹھایا۔جس کے جواب میں رحمان صاحب نے کہا کہ یہ اگرچہ ضرورت ہے لیکن مالی اور تکنیکی وسائل نہ ہونے کے باعث اس وقت یہ ممکن نہیں۔ ہمارے لئے اس وقت زیادہ آسان بات یہ ہے کہ ہم مسلسل اپنی آواز بلند کریں اور ذرائع ابلاغ سے ہمارا موثر رابطہ ہو تاکہ ہماری بات لوگوں تک باآسانی پہنچ سکے۔ رحمان صاحب نے کہا کہ وہ اس حق میں ہیں کہ کسانوں کے اپنے اخبارات و جرائد ہوں لیکن جس معاونت کی ضرورت ہے وہ دستیاب نہیں ہے۔ ہماری جدوجہد کی تاریخ ایسی ہی ہے کہ جیسے چلی کا ایک مشہور شاعر پابلو نیرودہ (Pablo Neruda) اپنی نظمیں مزدوروں کو سنایا کرتا تھا۔وہ لکھتا ہے کہ جب وہ ایک بازار میں مزدوروں کے پاس گیا تو وہ ننگے پاؤں، پھٹے ہوئے کپڑوں کے ساتھ موجود تھے تو اُسے بعض لوگوں نے کہا کہ تم ان کو اپنی شاعری سناؤ گے جن کو اپنا ہی پتہ نہیں ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ جب میں نے ان مزدوروں کے سامنے نظمیں پڑھیں تو ان کے چہروں پر اطمینان اور قبولیت کی جو علامات تھیں اس نے مجھے یہ یقین دلا دیا کہ ان سے زیادہ میری شاعری کو سمجھنے والا کوئی اور نہیں ۔ایک اور حوالہ دیتے ہوئے پابلو نیرودہ کہتا ہے کہ جب وہ ایک کارخانہ میں کام کرنے والے مزدوروں کو شاعری سنانے گیا تو وہاں فرش کے

یہ سوال بار ہا اٹھایا جائے گا کہ آپ کا سیاسی مقصد کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم کسی سیاسی جماعت سے منسلک نہیں لیکن کام ہم سیاسی کرتے ہیں۔

اوپر تختے بچھائے گئے تھے۔ان کے بارے میں کام کرنے والے مزدوروں نے بتایا کہ کام کے دوران فرش پر تیزاب پھیل جاتا ہے جس سے مزدوروں کے پاؤں جھلس جاتے تھے۔جس کے بعد مزدوروں نے یہ مطالبہ کیا کہ فرش پر ایک طرف سے دوسری طرف جانے کے لئے تختے ڈالے جائیں یہ مطالبہ تسلیم کرانے کے لئے انہیں اپنے چار ساتھیوں کی قربانی دینا پڑی کیونکہ پولیس آئی تشدد ہوا نتیجہ میں چار مزدور ساتھی مارے گئے۔ جب ملتان میں پہلی کسان کمیٹی قائم ہوئی اور یہ مطالبہ شروع ہوا کہ کسانوں کو حقوق دیئے جائیں تو اُن پر پتھر پھینکے گئے اور پتھر مارنے والے بھی کسان تھے۔ یہ حالت اس وقت ہوتی ہے جب ہم اپنی غلامی پر مطمئن ہو جائیں۔روس میں جب زمینیں جاگیرداروں سے لے کر کسانوں کو دی گئیں تو بہت سے لوگوں نے یہ کہہ کر زمینیں لینے سے انکار کر دیا کہ یہ ناانصافی ہے۔اس لئے اپنے کام کے دوران ہمیں لوگوں میں حقوق کی آگہی دینے کے ساتھ ساتھ ان میں اعتماد بڑھانے کی بھی ضرورت ہے تاکہ وہ اپنے حقوق کے حصول کی جدوجہد اور اس کے ثمرات سے بھی مستفید ہو سکیں۔

(ایچ آر سی پی، ملتان ٹاسک فورس)

جیل میں قیدی کی ہلاکت

مردان 21 جنوری کو حسین خان نامی قیدی کو مردان میڈیکل کمپلیکس لایا گیا۔کچھ دیر بعد ڈاکٹروں نے اس کی موت کی تصدیق کر دی۔حسین خان کے والد حبیب الرحمان نے الزام عائد کیا کہ یہ قدرتی موت نہیں تھی،اس کے بیٹے کو چند نا معلوم افراد نے اس وقت زہر دیا تھا جب وہ 20 جنوری کو مردان کی ضلعی عدالت میں اپنے مقدمے کی پیشی پر آیا تھا۔اس پر قتل کا الزام تھا اور وہ ڈسٹرکٹ جیل مردان میں عدالتی حوالات میں تھا۔وقوعہ کے حقائق جاننے کے لیے ایچ آر سی پی کی ٹیم نے ایک فیکٹ فائنڈنگ ٹیم تشکیل دی۔جس نے مذکورہ وقوعے سے متعلق حقائق اکٹھے کئے۔ٹیم نے متوفی کے اہل خانہ اور پولیس اہلکاروں سے ملاقات کی اور وقوعہ کے متعلق پوچھ گچھ کی۔

سٹی ایس پی کے ریڈر نے ٹیم کو بتایا کہ حسین خان کے والد حبیب الرحمان نے الزام لگایا ہے کہ اس کے بیٹے کو چند نا معلوم افراد نے زہر دے کر مارا ہے۔حکام نے حسین خان کی پراسرار موت کی حقیقت جاننے کے لیے خون کے نمونے حاصل کر لیے تھے۔پولیس حکام کا کہنا تھا کہ وہ طبی رپورٹ آنے تک حسین خان کی موت کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔

حسین خان کے اہل خانہ سے ملاقات کے بعد ایچ آر سی پی کی ٹیم کے علم میں یہ بات آئی کہ وہ اور اس کے دو بھائی علی رحمان اور دولت شیر پر قتل کا الزام عائد تھا۔اس کے دونوں بھائی ضمانت پر رہا ہوئے تھے چونکہ حسین خان نشے کا عادی تھا اس لیے اس کے والد نے اس کی ضمانت نہیں کروائی تھی اس کا خیال تھا کہ حسین جیل میں رہے تو کچھ عرصہ بعد وہ نشے کی عادت ترک کر دے گا۔حسین خان کے والد نے کہا کہ 20 جنوری کو مردان کی ضلعی عدالت میں اس کی پیشی کے موقع پر ایک نا معلوم شخص جو کہ مردان کے علاقے میر وائس کا رہائشی تھا، نے اس کے بیٹے کو زہر دے دیا۔پیشی پر حاضر ہونے کے بعد وہ مردان کی عدالتی حوالات واپس چلا گیا۔اگلے روز اسے کال موصول ہوئی کہ حسین کو مردان میڈیکل کمپلیکس میں داخل کیا گیا ہے۔جب وہ ہسپتال پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ حسین غنودگی کے باعث بول نہیں رہا تھا اور کچھ دیر کے بعد وہ فوت ہو گیا۔میں نے پولیس کو بتایا کہ حسین خان کی موت قدرتی نہیں بلکہ اسے قتل کیا گیا تھا۔

(نامہ نگار)

خودکشی کے واقعات

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہدحق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی گئی رپورٹوں کے مطابق **26** جنوری سے **21** فروری تک کے دوران ملک بھر میں **179** افراد نے خودکشی کرلی۔ خودکشی کرنے والوں میں **48** خواتین شامل تھیں۔ اعداد وشمار کے مطابق خودکشی کرنے والوں میں **116** افراد نے گھریلو جھگڑوں ومسائل سے تنگ آ کر اور **31** نے معاشی تنگدستی سے مجبور ہوکر خودکشی کرلی۔ خودکشی کے واقعات میں **82** نے زہر کھا/پی کر، **40** نے خودکو گولی مار کر اور **24** نے گلے میں پھندا ڈال کر جان دے دی۔ خودکشی اور اقدام خودکشی کے **179** واقعات میں سے صرف **40** واقعات کی ایف آئی آر درج ہوئی۔

01 جنوری 2013 سے 25 جنوری تک	27+270	297 =

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
26 جنوری	شبانہ	خاتون	26برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	بستی رحیم بخش، ریناله خورد	درج	روزنامہ نئی بات
27 جنوری	-	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	لیہ	-	روزنامہ نوائے وقت
27 جنوری	رحیم	مرد	20برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	منڈی بہاؤالدین	-	روزنامہ جنگ
27 جنوری	نیاز احمد	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	27۔ڈی کے،اوکاڑہ	-	روزنامہ جنگ
27 جنوری	محمد رمضان	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	فتح پور	-	روزنامہ جنگ
27 جنوری	عابد	مرد	21برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	محلّہ خواجگان جتوئی میر ہزار خان	-	روزنامہ جنگ ملتان
28 جنوری	عبدالرزاق	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	محلّہ بلال گنج، کمالیہ	-	روزنامہ جنگ
28 جنوری	رانا ندیم	مرد	-	-	شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
28 جنوری	دینہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سرائے مہاجر	-	روزنامہ نئی بات
28 جنوری	اظہر	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موضع سہی مرالی، خانیوال	-	روزنامہ نئی بات
28 جنوری	حاجراں	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خانیوال	-	روزنامہ نئی بات
28 جنوری	سلمان	مرد	22برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نوشہرہ روڈ، گوجرانوالہ	-	روزنامہ نوائے وقت
28 جنوری	اللہ ڈینو گاڈی	مرد	20برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو آگ لگا کر	لاڑکانہ	-	روزنامہ جنگ
28 جنوری	محمد بخش	مرد	18برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	بہرام قمبر، سندھ	-	روزنامہ کاوش
28 جنوری	اللہ ڈنو	مرد	20برس	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	گوٹھ جونانی، لاڑکانہ، سندھ	-	روزنامہ کاوش
28 جنوری	نظیراں لغاری	خاتون	35برس	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکو گولی مارکر	گوٹھ غلام عباس لغاری، شہدادکوٹ	-	روزنامہ کاوش
28 جنوری	نظیر ماچھی	مرد	25برس	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	-	سورج آباد، محلّہ ضلع دادو	-	روزنامہ کاوش
28 جنوری	دیا بھیل	خاتون	26برس	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	کنویں میں کود کر	چھاچھرو ضلع تھرپارک	-	روزنامہ کاوش
28 جنوری	امیاں کولہی	خاتون	35برس	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	گوٹھ سندین جوواندیو ضلع تھرپارکر	-	روزنامہ کاوش
28 جنوری	عبدالغفور	مرد	30برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈہرکی	-	روزنامہ جنگ ملتان
29 جنوری	محمد نواز	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو آگ لگا کر	لال شاہ، قصور	-	روزنامہ جنگ
29 جنوری	عرفان بھٹہ	مرد	26برس	-	غیر شادی	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	بصیر پور	-	روزنامہ جنگ
9 جنوری	جواد	مرد	16برس	-	غیر شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	مردان	درج	روزنامہ آج
9 جنوری	گھپرو پرتاب	مرد	18برس	-	غیر شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	ننگر پارکر، ضلع تھرپارکر	-	روزنامہ کاوش
30 جنوری	-	مرد	-	-	-	ۓ	خودکو دھماکہ خیز مواد سے اڑا کر	رینجرز ہیڈکوارٹرز، کراچی	درج	روزنامہ ایکسپریس
30 جنوری	زاہد	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	منڈی بہاؤالدین	-	روزنامہ جنگ
30 جنوری	غلام یاسین	مرد	-	-	-	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	خانیوال	-	روزنامہ جنگ
30 جنوری	-	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑ	خودکو گولی مارکر	بھوانہ	-	روزنامہ جنگ
30 جنوری	خالدہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	دبان پورہ، سبزہ زار، لاہور	درج	روزنامہ دی نیوز
30 جنوری	ظفر خان	مرد	-	-	-	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	خودکو گولی مارکر	پولیس سٹیشن ایریا، اسلام آباد	درج	ایکسپریس ٹریبون

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
30 جنوری	بختاور بی بی	خاتون	28 برس	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	مدینہ کالونی، کھیالی، گوجرانوالہ	-	روزنامہ مشرق
30 جنوری	شاہین بی بی	خاتون	35 برس	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	-	گوجرانوالہ	-	روزنامہ مشرق
30 جنوری	عائشہ بی بی	خاتون	20 برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اصغر کالونی، گوجرانوالہ	-	روزنامہ مشرق
30 جنوری	سہیل احمد	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیصل کالونی، ساہیوال	-	روزنامہ نئی بات
30 جنوری	زاہد اقبال	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	تھانہ رضا آباد، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
31 جنوری	محمدی خان	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	-	پھندا ڈال کر	گاؤں جرما، کوہاٹ	درج	روزنامہ ایکسپریس
31 جنوری	سیما شاہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خیرپور میرس، سندھ	-	روزنامہ کاوش
1 جنوری	بشیر عمرانی	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لاڑکانہ، سندھ	-	روزنامہ کاوش
31 جنوری	تنویر	مرد	29 برس	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	خودکو گولی مارکر	منصور آباد، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
31 جنوری	سمیرا	خاتون	22 برس	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	خودکو گولی مارکر	منصور آباد، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
31 جنوری	سدرہ	خاتون	22 برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شان مان کالونی، گجرات	-	روزنامہ جنگ
31 جنوری	قاسم	مرد	22 برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	کاہنہ گلشن ہاؤسنگ سکیم، لاہور	-	روزنامہ جنگ
31 جنوری	اقبال	مرد	-	-	-	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	خودکو آگ لگاکر	گرین ٹاؤن، لاہور	-	روزنامہ نئی بات
31 جنوری	عرفان	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	خودکو گولی مارکر	موضع ٹپلانی، بصیرپور	-	روزنامہ نئی بات
31 جنوری	خاتون بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	بھوانہ	-	روزنامہ نئی بات
یکم فروری	رخسانہ	خاتون	35 برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو آگ لگاکر	بستی قادر آباد، قصور	-	روزنامہ خبریں
یکم فروری	قاسم	مرد	24 برس	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	خودکو گولی مارکر	گلشن سیف کالونی کاہنہ	-	روزنامہ دی نیشن
یکم فروری	سمیعہ	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	ذہنی مریض	خودکو گولی مارک	خوشاب	-	روزنامہ نئی بات
یکم فروری	تصور اقبال	مرد	-	-	-	-	خودکو گولی مارکر	کھنانہ، ملکوال	درج	روزنامہ جنگ
یکم فروری	سرفراز	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	-	تھانہ کوٹ مومن	-	روزنامہ جنگ
یکم فروری	رخسانہ مائی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	-	-	روزنامہ جنگ
یکم فروری	محمد قاسم	مرد	25 برس	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	لاہور	درج	روزنامہ نیوز
یکم فروری	ریشماں گوپانگ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ ڈرگھ بالا، ضلع دادو	-	روزنامہ کاوش
یکم فروری	رامچند کوہلی	مرد	30 برس	-	-	ذہنی معذوری	پھندا ڈال کر	نفین نگر، نیوں کوٹ، میرپورخاص	-	روزنامہ کاوش
یکم فروری	ساجن چانڈیو	مرد	16 برس	-		گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	سنجر بھٹی، ضلع جامشورو	-	روزنامہ کاوش
2 فروری	رضیہ مائی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو آگ لگاکر	سرگودھا	درج	روزنامہ جنگ
2 فروری	عظمیٰ بی بی	خاتون	22 برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خانپور، بہاولپور	درج	ایکسپریس ٹریبون
2 فروری	کاشر نذیر	مرد	14 برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	راولپنڈی	-	روزنامہ دی نیشن
2 فروری	محمد نواز	مرد	20 برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خیرپور، ٹامیوالی	-	روزنامہ ایکسپریس
2 فروری	محمد جمیل	مرد	18 برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	چھت سے کود کر	کوٹری ضلع جامشورو	-	روزنامہ کاوش
3 فروری	قیصر	مرد	25 برس	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	موضع کری والا	-	روزنامہ دنیا
3 فروری	تنویر احمد	مرد	23 برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ننکانہ صاحب	-	روزنامہ ایکسپریس
3 فروری	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوجرانوالہ	-	روزنامہ نوائے وقت
3 فروری	ارسلان	مرد	19 برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	واہنڈو، گوجرانوالہ	-	روزنامہ نوائے وقت
3 فروری	حسیب	مرد	-	-	-	ذہنی معذوری	خودکو گولی مارکر	-	درج	روزنامہ نوائے وقت
3 فروری	اختری بی بی	خاتون	45 برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوجرانوالہ	-	روزنامہ دنیا نیوز
3 فروری	علی رضا	مرد	19 برس	-	غیرشادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	فیصل آباد	درج	روزنامہ نئی بات

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
3فروری	اسداللہ کھوڑو	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	تحصیل گمبٹ، خیرپور	-	عبدالمنیم ابڑو
3فروری	امتیاز	مرد	26برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 124این پی، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
3فروری	بلال	مرد	15برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	موضع کنڈانی فیروزہ، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
4فروری	مصباح	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	حافظ آباد	درج	روزنامہ جنگ
4فروری	صغیر صادق	مرد	28برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
4فروری	-	خاتون	38برس	-	شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	خود کو آگ لگا کر	راجن پور	-	روزنامہ جنگ
4فروری	نوید	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	پنڈدادن خان	درج	روزنامہ جنگ
4فروری	جنید نسیم	مرد	-	-	-	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	ساہیوال	درج	روزنامہ ایکسپریس
4فروری	میر محمد کھوسو	مرد	20برس	-	غیرشادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	پھندا ڈال کر	ضلع سانگھڑ	-	روزنامہ کاوش
4فروری	محمد فیصل	مرد	16برس	-	غیرشایدشدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	سکنہ چک 254ٹی ڈی اے، فتح پور	-	روزنامہ جنگ ملتان
5فروری	فیضان	مرد	16برس	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ہنجروال	درج	روزنامہ دنیا
5فروری	-	مرد	25برس	-	-	-	ٹرین تلے کود کر	ستارہ کالونی، فیصل آباد	درج	روزنامہ نئی بات
5فروری	عمر دراز	مرد	20برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	واربرٹن، حافظ آباد	درج	روزنامہ نوائے وقت
5فروری	ناصر محمود	مرد	30برس	-	شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	گاؤں پھیروکی، حافظ آباد	درج	روزنامہ نوائے وقت
5فروری	-	مرد	-	-	-	-	خود کو دھماکہ خیز مواد سے اڑا کر	قصہ خوانی بازار، پشاور	درج	روزنامہ جنگ
6فروری	وقار احمد	مرد	22برس	-	غیرشادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ساہیوال	درج	روزنامہ ایکسپریس
6فروری	صابر	مرد	20برس	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	ساہیوال	درج	روزنامہ خبریں
6فروری	شہزاد احمد	مرد	26برس	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	ڈہرکی	درج	روزنامہ خبریں
6فروری	علی راجپوت	مرد	18برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کہروڑپکا	درج	روزنامہ خبریں
6فروری	محمد سلیمان	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خود کو آگ لگا کر	کہروڑپکا	درج	روزنامہ خبریں
6فروری	وحیدہ شر	خاتون	22برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ فتح محمد، ڈکن ضلع لاڑکانہ	-	روزنامہ کاوش
7فروری	فیصل	مرد	22برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مریدکے	درج	روزنامہ خبریں
7فروری	سرور	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	قصور	درج	روزنامہ نوائے وقت
7فروری	ہرجی میگھواڑ	مرد	-	-	-	-	زہرخورانی	سامارو، عمرکوٹ	-	روزنامہ کاوش
8فروری	خدیجہ	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ننکانہ صاحب	-	روزنامہ دی نیوز
8فروری	ہدایت اللہ	مرد	22برس	-	غیرشادی شدہ	-	دریا میں کود کر	گاؤں اسوڑی درہ، ضلع دیربالا	درج	روزنامہ ایکسپریس
8فروری	محمد یاسین مہر	مرد	18برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ رضا، پنوعاقل ضلع سکھر	-	روزنامہ کاوش
8فروری	احمد رضا	مرد	30برس	-	-	-	خود کو گولی مار کر	الفضل ٹاؤن، حیدرآباد	-	روزنامہ کاوش
8فروری	مینا کماری	خاتون	18برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	کنویں میں کود کر	گوٹھ پوجاسر جی میگھواڑ، تھرپارکر	-	روزنامہ کاوش
8فروری	غلام سالار	مرد	-	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	اوباڑو، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
8فروری	رمضان	مرد	-	-	-	-	تیزدھارآلے سے	چولستان، بہاولپور	درج	شیخ مقبول حسین
8فروری	وسیم عباس	مرد	-	-		گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ساہوکا	-	روزنامہ جنگ ملتان
8فروری	گوری میرانی	خاتون	25برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	روہڑی، سکھر، سندھ	-	شاکر جمالی
9فروری	حاکم علی	مرد	40برس	-	غیرشادی شدہ	نشہ نے ملنے پر	بجلی کے تار چھو کر	صدر گوگیرہ	درج	روزنامہ ایکسپریس
9فروری	محمد شہرواز	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	امتحان میں پاس نہ ہونے پر	پھندا ڈال کر	لاہور	درج	روزنامہ ایکسپریس
9فروری	ہارون	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	مزنگ، لاہور	درج	روزنامہ ایکسپریس
9فروری	نوید حسین	مرد	28برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	منڈی بہاؤالدین	درج	روزنامہ نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
9فروری	-	خاتون	-	-	-	-	ٹرین تلے کودکر	-	-	روزنامہ نوائے وقت
9فروری	کانڈیرولاشاری	مرد	22برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکوگولی مارکر	ٹنڈوغلام حیدر، ٹنڈومحمد خان	-	روزنامہ کاوش
9فروری	محمد عثمان	مرد	20برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	مسکین کالونی، کوٹری، جام شورو	-	روزنامہ کاوش
9فروری	اختر حسین	مرد	28برس	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	خودکوگولی مارکر	چک 54دس آر، جہانیاں	-	روزنامہ جنگ ملتان
9فروری	دلاور حسین	مرد	-	-	-	-	زہرخورانی	چشتیاں	-	روزنامہ جنگ ملتان
10فروری	اعجاز نجم	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	ماموں کانجن	درج	روزنامہ خبریں
10فروری	رضیہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جلال پور جٹاں، گجرات	-	روزنامہ نئی بات
10فروری	محمد ہارون	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گڑھ محلّہ، گوجرہ	-	اعجاز اقبال
10فروری	نیناں اوڈ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ چگل راجڑ، کھپرو، سانگھڑ	-	روزنامہ کاوش
10فروری	گوند میگھواڑ	مرد	18برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکوگولی مارکر	گوٹھ سونوخان، ٹنڈومحمد خان	-	روزنامہ کاوش
10فروری	سلیم مغل	مرد	50برس	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکوگولی مارکر	لطیف آباد نمبر8، حیدرآباد	-	روزنامہ کاوش
10فروری	بھانجی کولہی	مرد	27برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	گوٹھ حاجی اسحاق تھیبو، بدین	-	روزنامہ کاوش
10فروری	بتول مائی	خاتون	30برس	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چاچڑاں، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
11فروری	-	مرد	-	-	-	-	خودکودھماکہ خیزمواد سے اڑاکر	گڑھی عیسیٰ، پشاور	درج	روزنامہ جنگ ملتان
11فروری	ز	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	-	جھوک اترا بستی، ساہیوال	-	روزنامہ جنگ
11فروری	امجد	مرد	25برس	-	-	-	ٹرین تلے کودکر	سلطان پارک، مریدکے	-	روزنامہ جنگ
11فروری	ظہیر	مرد	18برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکوگولی مارکر	خیرپور	-	عبدالمنیم ابڑو
11فروری	خادم حسین	مرد	40برس	-	شادی شدہ	قرض سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	شہدادکوٹ	-	روزنامہ کاوش
11فروری	ظہیر اجن	مرد	18برس	-	غیرشادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	خودکوگولی مارکر	گوٹھ آگی ڈنو اجن، خیرپور	-	روزنامہ کاوش
12فروری	سکندر	مرد	25برس	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکوگولی مارکر	حافظ آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
12فروری	ہارون	مرد	18برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوجرہ	-	روزنامہ نوائے وقت
12فروری	صبا	خاتون	-	-	شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	میاں چنوں	-	روزنامہ نوائے وقت
12فروری	ناصرہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈسکہ	-	روزنامہ نیوز
13فروری	بشیر احمد	مرد	-	-	شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	گوجرہ	-	روزنامہ جنگ
13فروری	مہوش	خاتون	18برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	اوکاڑہ	-	روزنامہ جنگ
13فروری	نارو مینگھواڑ	مرد	12برس	بچہ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹ غلام محمد	-	پاکستان ٹائمز
13فروری	مقصود	مرد	-	-	شادی شدہ	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	مانگا منڈی	-	روزنامہ ایکسپریس
13فروری	-	مرد	-	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	-	ٹھری میرواہ	-	روزنامہ ایکسپریس
13فروری	-	مرد	-	--	شادی شدہ	-	پھندا ڈال کر	ہرپور	-	ایکسپریس ٹریبون
13فروری	جاوید احمد	مرد	-	-	شادی شدہ	-	پھندا ڈال کر	تحصیل ٹھری میرواہ، خیرپور	-	عبدالمنیم ابڑو
13فروری	شازیہ شیخ	خاتون	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	گھوڑا، گمبٹ، خیرپور	-	عبدالمنیم ابڑو
13فروری	شاہنواز تنیو	مرد	-	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	خودکوگولی مارکر	فیصل کالونی، لاڑکانہ، سندھ	-	روزنامہ کاوش
14فروری	قاسم	مرد	-	-	-	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	شمالی چھاؤنی لاہور	-	روزنامہ جنگ
14فروری	اسامہ	مرد	35برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جلال پور جٹاں، گجرات	-	روزنامہ جنگ
14فروری	منور حسین	مرد	34برس	-	-	-	خودکوگولی مارکر	سرائے عالمگیر	-	روزنامہ جنگ
14فروری	شاہدہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سرگودھا	-	روزنامہ جنگ
14فروری	آصف	مرد	30برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فریدٹاؤن، گوجرانوالہ	-	روزنامہ ڈان

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
14فروری	اعجاز احمد	مرد	20برس	ـ	ـ	نشہ نہ ملنے پر	پھندا ڈال کر	نیو پنڈ، سکھر	ـ	روزنامہ نئی بات
14فروری	روشنی	خاتون	24برس	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	پیر ہزارہ محلہ، سکھر	ـ	روزنامہ نئی بات
14فروری	شریمتی روشنی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	پیرزادہ گراؤنڈ، سکھر	ـ	روزنامہ کاوش
14فروری	اعجاز چنو	مرد	25برس	ـ	ـ	ـ	پھندا ڈال کر	چونا بھٹا، سکھر	ـ	روزنامہ کاوش
14فروری	ـ	مرد	30برس	ـ	ـ	ـ	پھندا ڈال کر	گوٹھ پاندی لغاری، گڑھی خیرو، لاڑکانہ	ـ	روزنامہ کاوش
15فروری	راجو	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	ٹنڈو الہیار	ـ	روزنامہ ایکسپریس
15فروری	ـ	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	ٹنڈو الہیار	درج	روزنامہ ایکسپریس
15فروری	امرشی	مرد	22برس	ـ	شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	گوٹھ سومار کوٹ، ٹنڈو الہیار	ـ	روزنامہ کاوش
15فروری	مونا بیگم	خاتون	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	خود کو گولی مار کر	پشتون گڑھی، ضلع نوشہرہ	درج	روزنامہ ایکسپریس
15فروری	ریحان	مرد	27برس	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	صادق آباد	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
15فروری	ـ	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	خود کو دھماکہ خیز مواد سے اڑا کر	کورنگی، سی ایریا قیوم آباد، کراچی	درج	نوائے وقت
16فروری	تنویر	مرد	27برس	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	ـ	تھانہ منصور آباد، فیصل آباد	ـ	روزنامہ خبریں
16فروری	عثمان	مرد	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	ٹوبہ ٹیک سنگھ	ـ	روزنامہ ڈان
6فروری	نسیم ابڑو	مرد	13برس	بچہ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ ترائی ابڑو، گیریلو، لاڑکانہ، سندھ	ـ	روزنامہ کاوش
17فروری	شبانہ کوثر	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	ـ	خود کو گولی مار کر	ٹوبہ ٹیک سنگھ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
17فروری	شہناز مائی	خاتون	32برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	موضع بھونگ، رحیم یار خان	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
18فروری	یاسین	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	بصیرپور، اوکاڑہ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
18فروری	عبدالماجد	مرد	22برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	کندھ کوٹ، کشمور، سندھ	ـ	روزنامہ کاوش
18فروری	شان چنہ	مرد	20برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	باقر شاہ، کنڈیارو، نوشہرفیروز، سندھ	ـ	روزنامہ کاوش
19فروری	جان محمد	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	محلہ غفور آباد، چنیوٹ	ـ	روزنامہ دنیا
19فروری	نذیر	مرد	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	بیماری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	جوہر ٹاؤن، لاہور	ـ	روزنامہ مشرق
19فروری	سونیا	خاتون	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	نہر میں کود کر	خانپور نہر، شیخوپورہ	درج	روزنامہ خبریں
19فروری	شبانہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	ذہنی معذوری	خود کو گولی مار کر	ٹوبہ ٹیک سنگھ	ـ	اعجاز اقبال
19فروری	منور حسین	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کھالیں کالونی نمبر3، خانیوال	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
20فروری	مرتضیٰ	مرد	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	خود کو گولی مار کر	علی ٹاؤن، تھانہ موترہ، ڈسکہ	ـ	روزنامہ نئی بات
19فروری	نگاہ	خاتون	16برس	ـ	غیر شادی شدہ	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	نصیرآباد، قمبر، سندھ	ـ	شاکر جمالی
20فروری	ـ	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	اڈہ ٹال والا، گڑھ مہاراجہ	ـ	روزنامہ نئی بات
20فروری	جاوید اقبال	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	فرید ٹاؤن، ساہیوال	ـ	روزنامہ نئی بات
20فروری	ندیم عباس	مرد	25برس	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	ڈسکہ	ـ	روزنامہ جنگ
20فروری	بلی	مرد	17برس	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	پھندا ڈال کر	گوگیرہ	ـ	روزنامہ جنگ
20فروری	ـ	مرد	23برس	ـ	ـ	ـ	زہرخورانی	ایوب کالونی، فیصل آباد	ـ	روزنامہ جنگ
20فروری	شیوت رام	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خاوند بخش، کشمور	ـ	روزنامہ جنگ ملتان
20فروری	کونجی میگھواڑ	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	جانل شاہ، روہڑی، سکھر، سندھ	ـ	شاکر جمالی
20فروری	محمد یوسف	مرد	50برس	ـ	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	گوٹھ ساجن، بھریاسٹی، سندھ	ـ	روزنامہ کاوش
21فروری	نوید اسلم	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	رجانہ 256 گ ب، ٹوبہ ٹیک سنگھ	ـ	روزنامہ خبریں
21فروری	اکبر حیات	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چک 37 شمالی، سرگودھا	ـ	روزنامہ جنگ
21فروری	مبشر	مرد	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	زہرخورانی	ڈنگہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ	ـ	روزنامہ جنگ
21فروری	ـ	مرد	ـ	ـ	ـ	ـ	خود کو دھماکہ خیز مواد سے اڑا کر	فیسٹیول ہال، سبی	درج	روزنامہ نیشن

جہد حق پڑھنے والوں کے خطوط

تجاوزات کے خاتمے کا مطالبہ

حیدرآباد حیدرآباد میں شاہراہوں پر تجاوزات کا مسئلہ دن بدن بڑھتا جارہا ہے۔ ٹریفک جام ہونے کے معمول نے شہریوں کو پریشان کر رکھا ہے۔ مسئلہ کے حل پر متعلقہ حکام توجہ نہیں دے رہے۔ قاسم آباد، چوک روڈ، سینٹرل جیل روڈ، ہلاناکہ روڈ، ھرآباد روڈ، تلک چاری رود، گاڑی کھاتہ روڈ اور دیگر شاہراہوں پر تجاوزات مافیا کا قبضہ ہے۔ دکانداروں نے اپنی دکانوں سے باہر سڑک تک اپنا سامان رکھا ہوا ہے۔ ٹریفک بلاک رہنا معمول بن گیا ہے اور شہری سخت اذیت کا شکار ہیں۔ حیدرآباد، لطیف آباد اور قاسم آباد میں تجاوزات کا رجحان اتنا فروغ ہو چکا ہے۔ تجاوزات کی وجہ سے شہریوں سے لوٹ مار اور دھوکہ دہی کی وارداتیں دن بدن بڑھ گئی ہیں لیکن کسی کو قانون کے موثر نفاذ میں دلچسپی نہیں۔ حیدرآباد کے شہریوں نے انسپکٹر جنرل پولیس سندھ، کمشنر اور ایڈمنسٹریٹر حیدرآباد سمیت دیگر متعلقہ حکام پر زور دیا ہے کہ وہ صورتحال کا نوٹس لے کر قانون کا موثر نفاذ یقینی بنائیں تاکہ قانون کی بالادستی ہو اور شہریوں کو پریشانیوں سے نجات مل جائے۔ (لالہ عبدالحلیم)

دہشت گردی اور نجکاری روکنے کا مطالبہ

--- لاہور پاکستان ورکرز کنفیڈریشن کی ایک پریس ریلیز میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ وزیراعظم پاکستان تمام طبقہ فکر اور سیاسی رہنماؤں کو اعتماد میں لے کر ملک میں معصوم جانوں، صحافیوں، طالب علموں پر دہشت گردی سے قتل و غارت اور قومی اثاثوں بمعہ ریلوے اور گیس کی تنصیبات کو تباہ کرنے سے پیدا ہونے والی صورتحال کو روکنے کے لیے مناسب لائحہ عمل تیار کریں۔ ملک کے قانون ساز ارکان اسمبلی، وزراء، بڑے زمیندار اپنی اربوں اور کروڑوں روپے کی جائیدادوں پر ٹیکس ادا کریں۔ یاد رہے کہ اس وقت 80 فیصد ٹیکس گزار طبقہ تنخواہ دار ہے۔ سرکاری و نیم سرکاری حکومتی اداروں میں تعینات کنٹریکٹ ملازمین کی برطرفی کے فیصلہ کو واپس لینے کا مطالبہ بھی کیا گیا ہے۔ وفاقی وزیر ریلوے، ریلوے کارکنوں کے مسائل ان کی نمائندہ ٹریڈ یونین ریلوے ورکرز یونین سے باہمی مذاکرات سے حل کرائیں اور راؤ نسیم جنرل سیکرٹری اور ان کے ساتھیوں کے خلاف بے بنیاد دہشت گردی کے مقدمات واپس لیں۔ پاکستان میں سب سے کم سرمایہ تعلیم پر خرچ ہو رہا ہے جس سے ناخواندگی کی تعداد اور محنت کش بچوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ پاکستان ایشیا میں سب سے زیادہ جبری محنت کا شکار ملک قرار دیا گیا ہے۔ حکومت بچوں کی بہبود کے لیے خصوصی اقدامات کرے۔ حکومت ضروریات زندگی کی اشیاء کی قیمتوں میں کمی کرائے اور بیروزگاری و غربت میں کمی کے لیے دورس اصلاحات کا نفاذ کرے۔ قومی مفاد عامہ کے اداروں بجلی، ریلوے، پی آئی اے، آئل اینڈ گیس، پاکستان سٹیل ملز، نیشنل بینک آف پاکستان کی شفاف انتظامیہ کے ذریعہ ان کی کارکردگی بہتر کر کے انہیں نج کاری سے محفوظ کرے۔ کنفیڈریشن کی جانب سے یہ مطالبات 20 فروری 2014 بروز جمعرات بمقام بختیار لیبر ہال لاہور میں پاکستان ورکرز کنفیڈریشن صوبہ پنجاب کے زیر اہتمام محنت کشوں کے ایک اجلاس میں منظور شدہ قرارداد کے ذریعے کئے گئے۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے بزرگ مزدور راہنما خورشید احمد جنرل سیکرٹری پاکستان ورکرز کنفیڈریشن نے بڑھتی ہوئی غربت، بیروزگاری و جہالت کے خاتمہ کے لیے دورس اصلاحات کے نفاذ کا مطالبہ کیا تاکہ پاکستان میں بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح کی ہدایت کے مطابق اسلامی مساوات پر مبنی جمہوری فلاحی مملکت کا قیام ممکن بن سکے۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے کراچی میں اخبارات کے دفتر پر بم سے حملہ کی ناپاک کوشش کی شدید مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ صحافیوں اور میڈیا کو بے خطر اپنے فرائض کی انجام دہی کے لیے ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچائے۔

فصلوں کو پانی کی فراہمی کا مطالبہ

قلات زمیندار ایکشن کمیٹی قلات کے ضلعی رہنماؤں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ کسانوں کا استحصال بند کیا جائے۔ تقریباً 70 فیصد سے زیادہ لوگوں کا روزگار اور آمدنی کا ذریعہ کاشتکاری اور گلہ بانی سے وابستہ ہے جبکہ گزشتہ دو مہینوں سے بجلی کا ٹاور تباہ ہونے کی وجہ سے صرف دو گھنٹے روزانہ بجلی فراہم کی جارہی ہے۔ گندم کی فصل کاشت کرنے کے لیے پانی کی ضرورت ہے اور خشک سالی ہونے کی وجہ سے بارشیں نہیں ہوئیں جبکہ زرعی ادویات کھاد اور پٹرولیم مصنوعات اور دیگر اشیاء کی قیمتوں میں اضافے سے کسانوں کے لیے اخراجات پورا کرنا دشوار ہو گیا ہے۔ کسانوں کا کہنا ہے کہ زراعت کا شعبہ معاشرے میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن حکومتی عدم توجہی سے زراعت کا شعبہ زوال پذیر ہو رہا ہے۔

(محمد علی)

کسانوں کی احتجاجی ریلی

ٹوبہ ٹیک سنگھ 20 فروری کو ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مختلف دیہات کے کسانوں نے ایک احتجاجی ریلی نکالی اور بھوک ہڑتالی کیمپ لگایا۔ محکمہ انہار نے نہر لوئر گوگیرہ برانچ جو کہ پہلے ہی پانی کی شدید کمی کا شکار ہے اور ٹیلوں پر واقع ہے، پر ایک نئے مائنر کی منظوری دی جس کی وجہ سے بھاگٹ سب ڈویژن کی نہریں جو کہ ضلع ٹوبہ کے علاقہ کو سیراب کرتی ہیں خشک ہو جائیں گی۔ جو کہ کسانوں کا معاشی قتل عام ہے۔ ریلی کی قیادت مسلم لیگی ایم پی اے میاں محمد رفیق، فاروق طارق مرکزی جنرل سیکرٹری عوامی ورکرز پارٹی کسان رہنما محمد زبیر اور نعیم فتح نے کی۔ ٹوبہ کے شہباز چوک میں ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے ذکا اللہ مائنر کو فوری طور پر ختم کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ اس کے بعد بھوک ہڑتالی کیمپ بھی لگایا گیا جس میں اظہار یکجہتی کے طور پر ایچ آر سی پی کے ضلعی کور گروپ کے اراکین نے بھی شرکت کی۔

(اعجاز اقبال)

ایڈیٹر کے نام

--- سرائیکی وسیب کے اضلاع جن میں ڈیرہ غازی خان، راجن پور، مظفر گڑھ، رحیم یار خان، لیہ، بھاول پور، بھاول نگر، لودھراں شامل ہیں میں ایچ آر سی پی کی کوئی سرگرمی نہیں ہوتی یہاں انسانوں پر وڈیرہ، جاگیردار، چوہدری حکومت کرتا ہے اور منتخب نمائندہ نے ریاست کے تمام اداروں کو یرغمال بنا رکھا ہے۔ چولستان کی زمینوں پر ایسے لوگوں کو مالک بنا دیا گیا ہے جن کی نسل نے کبھی بھی یہ دھرتی دیکھی نہ تھی آج وہ تمام ریاستی وسائل استعمال کر کے بڑے جاگیردار کا روپ بن گیا ہے۔ دریا کے کٹاؤ سے جن لوگوں کی زمینیں دریا برد ہو چکی ہے ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ شہری علاقوں میں قائم اداروں میں وسائل کو لوٹا جارہا ہے۔ صفائی، سٹریٹ لائٹ درخت صاف راستے ناپید کر دیئے گئے ہیں۔ ہسپتالوں میں ڈاکٹروں کی تعیناتی نہیں اگر ہے تو وہ مریضوں کا علاج کرنے کی بجائے انہیں بڑے ہسپتالوں میں ریفر کر دیتے ہیں۔ نہروں پر موجود قدیم درخت کو کاٹ کاٹ کر چرائے جارہے ہیں۔

(نامہ نگار)

اوپر: 14 تا 18 فروری 2014، نیچے: 21 تا 23 فروری 2014، لاہور:
ایچ آر سی پی نے ''تکثیری اقدار کے فروغ کے لیے انسانی حقوق کی تعلیم'' کے عنوان پر دو تین روزہ تربیتی ورکشاپس کا انعقاد کیا

18 فروری 2014، اسلام آباد: ایچ آر سی پی نے ''مقامی حکومتوں کے انتخاب میں خواتین کی نمائندگی: آگے کی جانب پیش رفت'' کے عنوان پر ایک مشاورتی تقریب کا اہتمام کیا

25 فروری 2014، کراچی: ''مذہب اور عقیدے کی آزادی'' کے پراجیکٹ کے حوالے سے بنیادی تحقیق کے لیے منعقد کردہ تقریب

8 فروری 2014، لاہور: ایچ آر سی پی اور دیگر سماجی تنظیموں نے بلوچستان میں جبری لاپتہ کیے گئے افراد کی تنظیم (وائس فار مسنگ پرسنز) کے زیر اہتمام ماما قدیر کی قیادت میں پیدل لانگ مارچ کا استقبال کیا

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
''ایوان جمہور'' 107۔ ٹیپو بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور
فون: 35864994-35838341 فیکس: 35883582
ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ: www.hrcp-web.org
پرنٹر: مکتبہ جدید پریس، 14 ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15